عمران سیریز
جیوش چینل
65
مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ اسرائیل کے سلسلے کا نیا ناول "جیوش چینل" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جیوش چینل اسرائیل کی ایک نئی تنظیم ہے جسے پہلی بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لایا گیا ہے۔ اس تنظیم کا چیف لارڈ بوفمین ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کچل کر رکھ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیوش چینل میں کام کرنے والے افراد کی تربیت بھی خصوصی طور پر اس انداز میں کی گئی ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکیں اور اس بار واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جیوش چینل جس انداز میں ٹکراتی ہے اور جس طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں ہر طرف موت کے پھندوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے پہلے واقعی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی اسرائیل پر لکھے جانے والے گذشتہ ناولوں کی طرح آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آرا سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ البتہ حسب دستور پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کریجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

ایبٹ آباد سے نویدہ ناز لکھتی ہیں۔ " طویل عرصے سے آپ کی کتب زیر مطالعہ ہیں۔ آپ کا مطالعہ واقعی بے انتہا وسیع ہے اور یہ

بات بھی درست ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت عطا کی ہے کہ آپ دنیا کے ہر موضوع پر مکمل اور جامع انداز میں لکھ سکتے ہیں۔ آپ کا ناول "مکروہ چہرے" میرے اس یقین کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ آپ نے یہ ناول جس خوبصورت انداز میں لکھا ہے اور جس طرح آپ نے معاشرے کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ایسا ناول لکھنا اور پھر اس انداز میں لکھنا کہ اس سے فرد اور معاشرے کی اصلاح بھی ہو حقیقتاً آپ کے قلم کا ہی اعجاز ہے۔ میری طرف سے اس قدر خوبصورت اور بھرپور ناول لکھنے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ البتہ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ناول کی پشت پر اپنی تازہ ترین تصویر ضرور شائع کریں تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو سکے کہ گزرے ہوئے ماہ و سال نے آپ پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں ورنہ اس تصویر سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران کی طرح آپ بھی سدابہار ہیں۔ امید ہے میری گزارش پر ضرور عمل کریں گے"۔

محترمہ نویدہ ناز صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے تازہ ترین تصویر ناول میں شائع کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اس میں لفظ "تازہ ترین" پر آپ خود غور کر لیں۔ پھر مجھے لکھیں کہ آپ کی یہ فرمائش کس طرح پوری ہو سکتی ہے کیونکہ ہر گزرتا ہوا لمحہ تازہ ترین کی فرمائش میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ البتہ آپ نے اس فرمائش کا جو مقصد لکھا ہے کہ اس طرح آپ یہ اندازہ لگانا چاہتی ہیں کہ گزرے ہوئے ماہ و سال نے مجھ پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں تو اس کا اندازہ آپ میری تازہ ترین تحریروں سے آسانی سے کر سکتی ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

چشتیاں سے اکرم خان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ جس طرح عمران کے کردار سے انصاف کرتے ہیں وہ واقعی بے مثال ہے۔ آپ کا ناول "فیوگی ٹاسک" بہت اچھا اور معیاری ناول ہے۔ البتہ عمران سے کہیں کہ جہاں ملک کا مسئلہ ہو وہاں دوستوں پر احسان کرنا بند کر دے۔ امید ہے آپ ضرور میرا پیغام عمران تک پہنچا دیں گے"۔

محترم اکرم خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کے پیغام کا تعلق ہے تو پیغام تو بہرحال عمران تک پہنچ جائے گا لیکن یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ عمران اپنے ملک کی بقا کے مقابل کسی رشتے کی پرواہ نہیں کرتا جبکہ "فیوگی ٹاسک" میں وہ باچان کے لئے کام کر رہا تھا اور ناول کے آخری صفحے پر یہی سوال بلیک زیرو نے عمران سے کیا بھی ہے اور عمران نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سماہنی بنڈالہ (آزاد کشمیر) سے راجہ نوید احمد اور عابد حسین یزدانی لکھتے ہیں۔ "ہم آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور ہم آپ کی تحریر سے بے حد متاثر بھی ہیں کیونکہ آپ ہر بار نئے انداز اور نئے موضوع پر ناول تحریر کرتے ہیں۔ آپ کا ناول "ہینگنگ ڈیتھ" بے حد پسند آیا ہے۔ البتہ اس میں ایک جگہ جب ٹائیگر اچانک ظاہر ہوتا

ہے اور پھر اچانک ہی غائب ہو جاتا ہے تو بے حد حیرت ہوتی ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم راجہ نوید احمد اور عابد حسین یزدانی صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ٹائیگر کے اچانک ظاہر ہونے اور اچانک غائب ہو جانے کی بات ہے تو محترم ٹائیگر ایسی ہی پھرتی اور تیزی کی بنا پر تو ٹائیگر کہلاتا ہے۔ بہرحال جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو واقعی یہ شکایت بجا ہے لیکن اس کی وجہ بھی ٹائیگر کے کردار کی بے پناہ پسندیدگی ہے۔ کمپیوٹر آپریٹر صاحب کو جہاں موقع ملا دوسرے کردار کے نام کی بجائے انہوں نے ٹائیگر کا نام ٹائپ کر دیا اور اس صفائی سے یہ کام ہوا کہ پروف ریڈر صاحبان بھی اسے مارک نہ کر سکے۔ بہرحال آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی پور چٹھہ گوجرانوالہ سے شہباز احمد لکھتے ہیں۔ "گزشتہ بارہ سالوں سے آپ کے ناول زیر مطالعہ ہیں۔ آپ کا ہر ناول دوسرے سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ وادی مشکبار کے موضوع پر آپ کے ناول البتہ زیادہ پسند آتے ہیں۔ ٹائیگر میرا پسندیدہ کردار ہے۔ میری درخواست ہے کہ وادی مشکبار پر ایسا ناول لکھیں جس میں ٹائیگر کا کردار مین ہو۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کریں گے"۔

محترم شہباز احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کی جا سکے لیکن یہ کب پوری ہو گی اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے اشفاق احمد لکھتے ہیں۔ "میں آپ کی تصنیفات کا پرانا قاری ہوں۔ جاسوسی ادب میں آپ کا واقعی کوئی ثانی نہیں ہے۔ عمران کا کردار خاص طور پر مجھے بے حد پسند ہے۔ آپ نے روحانیت پر جو ناول لکھے ہیں انہوں نے واقعی نوجوان نسل کو بے حد متاثر کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ان موضوعات پر ناول لکھتے رہیں گے"۔

محترم اشفاق احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ انشاء اللہ آپ کی فرمائش پوری ہوتی رہے گی اور میں کوشش کروں گا کہ اس خصوصی موضوع پر آپ کو کتب پڑھنے کے لئے ملتی رہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ملتان سے نعیم اقبال نعیم لکھتے ہیں۔ "میں نے آپ کے لکھے ہوئے بے شمار ناولوں کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ نے واقعی جاسوسی ادب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ اپنی تحریروں سے جس طرح حب الوطنی اور پاکیزہ کرداری کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ وہ واقعی بے مثال ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح نئی نسل کے کردار کی تعمیر کرتے رہیں گے"۔

محترم نعیم اقبال نعیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں جن پرخلوص جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا دلی طور پر مشکور ہوں۔ جہاں تک نئی

نسل کی کردار سازی کا تعلق ہے تو نئی نسل ہمارا مستقبل ہے۔ جو کچھ آج ہم انہیں بنائیں گے وہ ہمارے پیارے ملک کا "کل" ہو گا اور یہ خواہش تو بہرحال ہر ایک کی ہوتی ہے کہ اس کا "کل" "آج" سے بہتر ثابت ہو۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ہمارا بھی "کل" "آج" سے بہتر ثابت ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں اس وقت جیوش چینل اور اسرائیل کی قومی سلامتی کے امور کے سربراہ لارڈ بوفمین، جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اور ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل پائیک کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب خاموش اور ایک دوسرے سے لاتعلق بیٹھے ہوئے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے کہ اچانک کمرے کا خصوصی دروازہ کھلا اور اسرائیل کے صدر اندر داخل ہوئے تو وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک دونوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ لارڈ بوفمین نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"....... صدر نے سب کے سلام کا اکٹھا جواب سر ہلا کر دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

آپ اس ہنگامی میٹنگ کی وجہ تسمیہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہوں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے لارڈ بوفمین جو کہ جیوش چینل کے سربراہ ہیں پاکیشیا میں ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں اپنی رپورٹ مختصر طور پر آپ کے سامنے دے دیں تاکہ آپ کو بھی اس سلسلے میں معلوم ہو سکے ...... صدر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا تو لارڈ بوفمین اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

میں اس معاملے کی جناب صدر صاحب کو پہلے تفصیلی تحریری رپورٹ دے چکا ہوں اور اس سلسلے میں ان سے تفصیلی گفتگو بھی ہو چکی ہے لیکن چونکہ ان کا حکم ہے کہ آپ صاحبان کو بھی اس بارے میں بتایا جائے تو میں مختصر طور پر بتاتا ہوں کہ انتہائی جدید ترین میزائل کا فارمولا ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے جو ایکریمیا کی ایک میزائل فیکٹری میں کام کرتا تھا تیار کیا ہے لیکن ایکریمیا نے اس میں دلچسپی نہ لی کیونکہ وہ اس سے ملتے جلتے میزائل پر پہلے ہی کام کر رہے تھے۔ پھر اس فارمولے کے بارے میں مجھے اطلاع ملی۔ میں نے اسے اسرائیلی سائنس دانوں کے سامنے پیش کیا تو اسرائیلی سائنس دانوں اور دفاعی ماہرین نے اسے اسرائیل کے لئے انتہائی اہم دفاعی ہتھیار قرار دے دیا۔ چنانچہ حکام نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ میزائل جسے ایرو میزائل کا نام دیا گیا تھا پر ریسرچ اسرائیل میں کرائی جائے اور ریسرچ مکمل ہونے کے بعد اسے یہاں تیار کیا جائے۔ چنانچہ جیوش چینل نے ڈاکٹر اعظم کو اس کے اصل فارمولے

سمیت اغوا کرا لیا اور پھر یہاں ایرو میزائل پر کام شروع ہو گیا لیکن ڈاکٹر اعظم ایک فلسطینی تنظیم کے آدمیوں کی مدد سے اسرائیل سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا اور پاکیشیا پہنچ گیا جہاں اس نے ایرو میزائل کا فارمولا پاکیشیائی سائنس دانوں اور حکام کے سامنے پیش کیا تو وہاں پر بھی اسے انتہائی اہم دفاعی ہتھیار قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ شوگران کی مدد سے اس پر وہاں ریسرچ کرنے اور اسے تیار کرنے پر کام شروع ہو گیا۔ مجھے اطلاع مل گئی۔ میں نے اسرائیلی ایجنٹوں کی مدد سے اس لیبارٹری کا سراغ لگانے کی کوشش کی لیکن اسرائیلی ایجنٹ ناکام رہے جس پر میں نے ایک بظاہر جرائم پیشہ بین الاقوامی تنظیم کو ان معلومات کو حاصل کرنے میں استعمال کیا اور انہوں نے انتہائی کامیابی سے تمام معلومات مہیا کر دیں۔ اس کے بعد مسئلہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا تھا جو معلومات ملی تھیں ان کے مطابق اس لیبارٹری میں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے کہ سوائے خصوصی بم فلاکیرو کے اور کوئی ہتھیار وہاں استعمال نہ ہو سکتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں اسرائیلی ایجنٹوں کو استعمال کیا جائے لیکن صدر صاحب نے میری رائے سے اختلاف کیا کیونکہ ان کے مطابق اگر اسرائیلی ایجنٹ وہاں پہچان لئے جاتے تو وہ یقیناً ناکام ہو جاتے۔ چنانچہ میں نے ایک قطعی غیر متعلق یورپی ملک ڈان مارک کی سرکاری ایجنسی بلیک ایرو کو استعمال کرنے کا پلان بنایا۔ ہمیں معلوم تھا کہ بلیک ایرو کا ایک سپر ایجنٹ چارلس انتہائی

ذہین اور تیز ہے اور اس نے اپنے کارناموں سے پورے یورپ کے ساتھ ساتھ ایکریمیا میں بھی دھوم مچائی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس مشن کے لئے اسے استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ مختصر یہ کہ چارلس کو فلاکیرو بم دے کر پاکیشیا بھجوا دیا گیا۔ اس کی ساتھی عورت کیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔ بعد میں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق چارلس کامیاب رہا۔ اس نے فلاکیرو بم میزائل لیبارٹری میں نصب کر دیا اور پھر اس نے صرف ڈی چارجر کی مدد سے اسے ڈی چارج کرنا تھا اور لیبارٹری تباہ ہو جاتی اور اس کے ساتھ ہی وہ سائنس دان بھی ہلاک ہو جاتا لیکن پھر اچانک اطلاعات ملیں کہ ڈان مارک میں بلیک ایرو کے چیف ہارڈی کو اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر اس کی لاش ایک سڑک کے کنارے پڑی ملی اور پھر یہ اطلاعات بھی مل گئیں کہ لیبارٹری تباہ نہیں ہوئی اور فلاکیرو بم بھی دستیاب کر لیا گیا ہے اور چارلس اور اس کی ساتھی عورت کیٹی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس طرح بلیک ایرو کا یہ مشن آخری لمحات میں ناکام ہو گیا۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ اس سلسلے میں مزید کیا پلاننگ بنائی جائے کہ صدر مملکت کو ایک خصوصی ذریعے سے پاکیشیا کے مشہور ایجنٹ علی عمران کا پیغام ملا کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سازش اسرائیل کی تھی اور اسرائیل بھی ایرو میزائل تیار کر رہا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ جوابی رد عمل کے طور پر اسرائیل میں ایرو میزائل کی لیبارٹری تباہ کر دی جائے اور

اس عمران نے یہ دعویٰ کیا کہ جلد ہی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اسرائیل آکر یہ مشن مکمل کرے گا۔ اس اطلاع کی بنیاد پر صدر صاحب نے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی ہے"...... لارڈ بوفمین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نظر آ رہے تھے لیکن وہ خاموش رہے تھے۔

اس سے پہلے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لارڈ بوفمین کی سربراہی میں چلنے والی ایک تنظیم ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر جو ایک جزیرے میں تھا اپنا ایک ایجنٹ بھیج کر تباہ کرایا تھا اور یہ اطلاعات بھی مل گئی تھیں کہ جیوش چینل لیبارٹری میں جن مصنوعی انسانوں پر کام ہو رہا ہے وہ اسے تباہ کر دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فارمولا آخری ریسرچ میں مکمل طور پر ناکام ہو گیا اور ہمیں بے پناہ نقصان اٹھا کر اس لیبارٹری کو مکمل طور پر ختم کرنا پڑا اور شاید اس کی اطلاع انہیں مل گئی تھی اس لئے وہ اس مشن پر نہیں آئے لیکن اب اس عمران کی طرف سے دی گئی اطلاع کے بعد یہ بات کنفرم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال ایرو میزائل لیبارٹری کے خلاف مشن لے کر اسرائیل پہنچے گی۔ یہ لیبارٹری جیوش چینل کے تحت ہے اور لارڈ بوفمین کا خیال ہے کہ اگر یہ ٹیم آئی تو وہ اس سے خود ہی نمٹ لیں گے لیکن میں نے یہ ہنگامی میٹنگ اس لئے کال کی ہے کہ اس سے پہلے کرنل ڈیوڈ اور ان کی تنظیم جی پی فائیو اور

کرنل پائیک کی تنظیم ریڈ اتھارٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر چکی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کرنل ڈیوڈ بے شمار کیسز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں جبکہ کرنل پائیک کا ایک مشن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ ہوا اور اس میں کرنل پائیک ناکام رہے جبکہ لارڈ بوفمین کا آج تک اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ نہیں ہوا۔ ایرو میزائل ہمارے دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے بلکہ میری دلی خواہش ہے کہ اس بار اس ٹیم کو بچ کر نہیں جانا چاہئے اس لئے آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں تاکہ ہم کسی درست نتیجے پر پہنچ سکیں"۔ صدر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ اس بار عمران اور اس کی ٹیم کو آنے دیں۔ پچھلی بار وہ زندہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ میں انہیں ہر صورت میں ختم کر دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"۔ کرنل پائیک نے کھڑے ہو کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ کر بات کریں۔ بار بار اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں کرنل ڈیوڈ"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ یہ درست ہے کہ آج تک میں اور میری تنظیم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکی لیکن اب ایسا نہیں ہو گا کیونکہ کرنل پائیک درست کہہ رہے ہیں۔ پچھلی بار وہ

محض اتفاق سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن جناب میرا خیال ہے کہ شاید اس بار عمران سے ہمارا مقابلہ نہ ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو صدر کے ساتھ ساتھ کرنل پائیک اور لارڈ بوفمین دونوں چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کا مطلب ہے کہ عمران یہاں نہیں آئے گا۔ کیوں۔ اس کی وجہ"...... صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میرا ٹکراؤ عمران سے طویل عرصے سے ہو رہا ہے اور میں اس کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں۔ اگر عمران نے آپ تک یہ پیغام پہنچایا ہے کہ وہ ٹیم کے ساتھ یہاں آ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ نہیں آ رہا ورنہ وہ کبھی اس طرح باقاعدہ اطلاع نہ دیتا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو صدر صاحب کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ یہ مشن مکمل نہیں کرے گا۔ پھر اطلاع دینے کا فائدہ"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ کرنل ڈیوڈ کا تجزیہ درست ہے۔ میں نے بھی جس حد تک عمران کو سمجھا ہے وہ انوکھی چالیں چلنے کا عادی ہے۔ اس کے ہر اقدام اور ہر کام کے پیچھے اس کی کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے درست کہا ہے کہ اس کا خصوصی طور پر اطلاع دینے کا مطلب ہے کہ وہ نہیں آئے گا"...... کرنل ڈیوڈ کے بولنے سے پہلے کرنل

پائیک نے کہا۔

" آپ دونوں الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ کھل کر بات کریں"...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ جو بات میرے ذہن میں آئی ہے وہ میں نے کہہ دی ہے۔ البتہ یہ بات اب سوچنے کی ہے کہ جب وہ یہاں نہیں آئے گا تو پھر کیا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میں بتاتا ہوں جناب۔ اب میں سمجھ گیا ہوں"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ آپ بتائیں۔ یہ ایسی عجیب بات سامنے آئی ہے کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہی"...... صدر صاحب نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

" سر۔ یہ انتہائی اہم بات کرنل ڈیوڈ نے بتائی ہے ورنہ شاید ہم اس کا ادراک نہ کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ عمران نے اس بار نیا منصوبہ بنایا ہے کہ وہ خود ٹیم کے چند ممبرز کے ساتھ آنے کی اداکاری کرتا رہے گا یا زیادہ سے زیادہ کسی ہمسایہ ملک میں جا کر رک جائے گا جبکہ اس کی ٹیم کے دوسرے ممبرز خاموشی سے یہاں پہنچ کر مشن مکمل کریں گے۔ اس طرح ہماری تمام تر توجہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مبذول رہے گی اور وہ اپنا کام خاموشی سے کر گزریں گے"...... کرنل پائیک نے کہا تو صدر اور لارڈ بو فمین دونوں بے اختیار چونک پڑے جبکہ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر

کرنل پائیک کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میرے ذہن میں یہ بات تھی لیکن میں اس کا شعور نہ کر پا رہا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" جناب۔ بات تو واقعی سوچنے کی ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران نے یہی سوچ کر اطلاع دی ہو کہ اس طرح ہم اس کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو تلاش کرتے رہ جائیں گے"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

" کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک کے ساتھ ساتھ لارڈ بو فمین سب کی باتیں درست ہیں لیکن اب ہمیں کیا پلاننگ کرنی چاہئے"۔ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میرے خیال میں اس پوائنٹ کے سامنے آنے کے بعد ہمیں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ایرو میزائل لیبارٹری جیوش چینل کی تحویل میں ہے اور وہ جو لوگ بھی بھیجیں گے وہ ظاہر ہے لیبارٹری کو ہی تباہ کرنے آئیں گے اس طرح ان کا ہر صورت میں ٹکراؤ جیوش چینل سے ہی ہو گا چاہے وہ کوئی بھی ہوں۔ عمران خود ہو یا اس کے ساتھی ہوں جبکہ اگر کرنل پائیک کی بات درست ہو تو اس کے لئے جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کام کرے اور ہم سب کا آپس میں رابطہ رہے۔ اس طرح ہم دونوں پہلوؤں کا دفاع آسانی سے کر لیں گے"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

" لیکن آپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی کے

بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہے جبکہ کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کو اس کا تجربہ ہے اور اگر کرنل پائیک کا آئیڈیا درست ثابت ہوا تو پھر یہ دونوں تو صرف ان کا انتظار کرتے رہیں گے اور جیوش چینل کا مقابلہ ہو جائے گا"...... صدر نے کہا۔

"یہ بات بھی ہمارے حق میں جاتی ہے جناب۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کرنل ڈیوڈ، ان کی تنظیم جی پی فائیو اور کرنل پائیک اور ان کی تنظیم ریڈ اتھارٹی دونوں کے بارے میں اچھی طرح علم ہے۔ وہ ان کی نفسیات کے مطابق پہلے سے ہی اپنا دفاع کر لیتے ہیں جبکہ جیوش چینل اور اس کے آدمیوں سے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوا اس لئے وہ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس لئے ہماری کامیابی کا تناسب بڑھ جائے گا"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے اور میں خود بھی اس نتیجے پر ہی پہنچا تھا لیکن اگر عمران کے ایسے ساتھی یہاں آتے ہیں جو پہلے نہیں آئے تو پھر تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک کے لئے بھی وہ نئے ہوں گے"۔ صدر نے کہا۔

"جناب۔ جیوش چینل کو ایک اور برتری حاصل ہے کہ اس وقت اسرائیل میں جتنی بھی فلسطینی تنظیمیں ہیں چاہے وہ اسرائیل کی ساتھی ہیں یا مخالف ان سب میں جیوش چینل کے آدمی موجود ہیں اور جو لوگ بھی ایرو میزائل مشن پر آئیں گے وہ لامحالہ ان میں سے کسی کا سہارا لیں گے اس طرح ہمیں فوراً اس بارے میں اطلاع مل

جائے گی اور ہم آسانی سے انہیں کور کر لیں گے جبکہ یہ سہولت جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کو حاصل نہ ہے"...... لارڈ بوفمین بڑی شدت سے اپنی تنظیم کے حق میں دلائل دے رہا تھا۔

"آپ کیا کہتے ہیں کرنل پائیک"...... صدر نے کرنل پائیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ آپ جو فیصلہ بھی کریں مجھے منظور ہے کیونکہ آپ، لارڈ بوفمین، کرنل ڈیوڈ اور میں ہم سب عظیم اسرائیل کے حق میں ہی سوچتے ہیں"...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کرنل ڈیوڈ"...... صدر نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ لارڈ بوفمین صاحب اس لئے انتہائی جوش کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ آج تک ان کا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوا۔ بہرحال اصل آدمی عمران ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور ممبر کو اپنا میک اپ کرا کر اسرائیل سے باہر رکھے اور خود کسی اور میک اپ میں پہنچ جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی اپنے ساتھیوں کو یہاں بھیجے۔ بہرحال ہمیں دونوں طرح سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ عظیم اسرائیل کی سلامتی سب باتوں پر مقدم ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ہم سب کو عظیم اسرائیل کا مفاد اور سلامتی عزیز ہے اس لئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تینوں ایجنسیاں بیک وقت کام

کریں لیکن اپنے اپنے انداز میں اور ایک دوسرے سے چاہیں تو رابطہ رکھیں چاہیں تو نہ رکھیں۔ البتہ ایرو میزائل لیبارٹری کا تحفظ پہلے کی طرح جیوش چینل کی ہی ذمہ داری رہے گا اور یہ بھی سن لیں کہ جو ایجنسی اس بار کامیاب رہے گی وہ آئندہ باقی ایجنسیوں پر سپر قرار دی جائے گی"...... صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میری ایک گذارش ہے کہ ایرو میزائل لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں مجھے اطلاع ملنی چاہئے ورنہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو کور نہ کر سکیں گے کیونکہ بہرحال ان کا ٹارگٹ ایرو میزائل لیبارٹری ہی ہو گا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم کسی طرح بھی جیوش چینل کے معاملات اور ایرو میزائل لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں مداخلت نہیں کریں گے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جناب۔ حفاظتی نقطہ نظر سے یہ بات اوپن نہیں ہونی چاہئے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو گا اور جس طرح جیوش چینل کے آدمی فلسطینی تنظیموں میں موجود ہیں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی میں بھی ان کے مخبر موجود ہوں اور اگر اس لیبارٹری کا محل وقوع اوپن ہو گیا تو اس طرح یہ محل وقوع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک بھی پہنچ سکتا ہے جبکہ جیوش چینل کے کسی آدمی سے وہ لوگ واقف نہیں ہیں۔ اس لئے لامحالہ وہ یہاں آ کر پہلے اس لیبارٹری کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ورنہ وہ براہ راست اس پر حملہ کر دیں گے"...... لارڈ

بوفمین نے کہا۔

"آپ اس عمران کو نہیں جانتے۔ وہ شیطانی ذہن کا مالک ہے۔ وہ یہاں آنے سے پہلے لامحالہ اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور پھر ہو سکتا ہے کہ ریڈ واٹر کیس کے سلسلے میں جیوش چینل اور آپ کے بارے میں بھی معلومات اس تک پہنچ چکی ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار براہ راست آپ کو ہی ٹارگٹ بنائے۔ پھر کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک دونوں انتہائی محب وطن ہیں اور ان کی بات درست ہے کہ انہیں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹارگٹ کا علم ہونا چاہئے اس لئے آپ انہیں تفصیل بتا دیں البتہ یہ میرا حکم ہے کہ یہ دونوں تنظیمیں اس لیبارٹری کے قریب بھی نہیں جائیں گی اور آخری بات یہ کہ تینوں ایجنسیاں براہ راست مجھے جوابدہ ہوں گی اور مجھے تینوں کی کارکردگی کی رپورٹس ساتھ ساتھ ملتی رہنی چاہئیں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی لارڈ بوفمین، کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ تینوں کھڑے ہو گئے۔

"مجھے اس بار حتمی اور یقینی کامیابی چاہئے۔ اس بات کو نوٹ کر لیں"...... صدر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جدھر سے وہ ہال میں داخل ہوئے تھے اور وہ تینوں خاموش کھڑے انہیں واپس جاتے دیکھتے رہے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ ناشتہ کرنے کے بعد وہ اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان اپنی عادت کے مطابق شاپنگ کے لئے مارکیٹ جا چکا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب اس کی واپسی ایک دو گھنٹوں بعد ہی ہو سکے گی کیونکہ سلیمان کی عادت تھی کہ وہ شاپنگ بہت سوچ سمجھ کر اور بہت سی دکانیں گھوم کر کرتا تھا تاکہ تازہ، اصل اور مناسب قیمتوں پر خریداری کر سکے۔ عمران کو بھی آج چونکہ کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ بھی اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنی عادت کے مطابق باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ٹرومین بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے

ٹرومین کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"شکر ہے۔ صبح صبح کسی سچے آدمی کی آواز سننے کو ملی ہے۔ اچھا شگون ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی مہربانی ہے عمران صاحب کہ آپ میرے بارے میں ایسے جذبات رکھتے ہیں"...... دوسری طرف سے ٹرومین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے اتنا بھی خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بہرحال مرد ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میں نے کب آپ کو عورت کہا ہے عمران صاحب"۔ دوسری طرف سے ٹرومین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جذبات کا لفظ استعمال کیا ہے اور پھر تمہاری آواز میں جس طرح کی مسرت تھی اس کو مدنظر رکھ کر کہہ رہا ہوں"۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ٹرومین بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی بات بنانے کا فن جانتے ہیں۔ بہرحال آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کا پیغام اسرائیل کے صدر تک پہنچا دیا گیا ہے"۔ ٹرومین نے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"پھر کیا رد عمل ہوا"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایک خصوصی ہنگامی میٹنگ طلب کر لی۔ میں پہلے ہی اس بات کا انتظام کر چکا تھا کہ اس

میٹنگ میں ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ کر لی جائے اور یہ ٹیپ اسرائیل سے مجھ تک پہنچ چکی ہے"...... ٹرومین نے کہا۔

" ارے اتنی جلدی۔ تم تو ایکریمیا میں ہو اور اسرائیل تو وہاں سے کافی فاصلے پر ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں اس وقت قبرص سے بول رہا ہوں"...... ٹرومین نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ اچھا۔ پھر وہ ٹیپ مجھ تک کب پہنچے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے خصوصی کوریئر سروس کے ذریعے اسے آپ کے پتے پر بھجوا دیا ہے لیکن وہ آپ کو کل مل سکے گی"...... ٹرومین نے کہا۔

" تو پھر مختصر طور پر بتا دو کیونکہ میرے اعصاب بے حد کمزور ہیں۔ کل تک انتظار کرنے کے قابل نہیں ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹرومین ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ صدر صاحب کے ساتھ میٹنگ میں جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ، ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک اور جیوش چینل کے لارڈ بوفمین نے شرکت کی اور پھر وہاں آپ کی اس اطلاع پر بحث کی گئی"...... ٹرومین نے کہا۔

" اچھا۔ ویری گڈ۔ چلو اتنی اہمیت تو انہوں نے مجھ خاکسار کو دی"...... عمران نے کہا تو ٹرومین نے ہنستے ہوئے مختصر طور پر اسے اس بحث اور اس کے نتیجے کے بارے میں بتا دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوڈ اب آغا سلیمان پاشا کی طرح ناشتے میں مقوی دماغ حریرے کھانے لگ گیا ہے کہ وہ فوراً میرے منصوبے کی تہہ تک پہنچ گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسے دعویٰ ہے کہ وہ اب آپ کی نفسیات سے واقف ہو چکا ہے۔ بہرحال کرنل پائیک اصل بات سامنے لے آیا۔ یہ شخص واقعی بے حد ذہین ہے"...... ٹرومین نے کہا۔

" ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ بہرحال نتیجہ یہ نکلا کہ اب تینوں ایجنسیاں بیک وقت ہمارے خلاف کام کریں گی"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں انہوں نے بحث میں کیا بات چیت کی ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ صدر صاحب کے جانے کے بعد وہ لوگ بھی خاموشی سے چلے گئے۔ شاید کہیں اور جا کر انہوں نے اس بارے میں بات کی ہو گی"...... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے۔ ہم خود تلاش کر لیں گے لیکن اب تم بتاؤ کہ لارڈ بوفمین کے اس دعویٰ کے بعد تمہارے رابطوں کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

" میں یہ بات آپ سے خصوصی طور پر کرنا چاہتا تھا۔ میرے تمام رابطے ایک فلسطینی تنظیم ریڈ سٹار سے ہیں لیکن یہ تنظیم صرف مخبری

کا کام کرتی ہے اور ایسی فلسطینی تنظیموں کے لئے کرتی ہے جو اسرائیل کے خلاف کام کرتی ہیں اس لئے ریڈ سٹار کے آدمی بھی بڑے بڑے آفسز، ہوٹلوں اور ریستورانوں کے آفسز تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں بھی ان کی تعداد کافی ہے اس لئے تو صدر تک اطلاع پہنچانے اور پھر ٹیپ حاصل کرنے میں مجھے کامیابی ہوئی ہے لیکن ان کے پاس ایسے اڈے یا آدمی نہیں ہیں جیسے آپ کو چاہئیں اور ان کا تعلق دوسری تنظیموں کے صرف مخصوص لوگوں سے ہے اور وہ بھی انتہائی خفیہ جبکہ لارڈ بوفمین نے واقعی تقریباً ہر تنظیم میں اپنے آدمی شامل کر رکھے ہیں اس لئے میں یہ ذمہ داری ان حالات میں نہیں اٹھا سکتا۔ امید ہے آپ ناراض نہیں ہوں گے“...... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ تم واقعی سچے آدمی ہو۔ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ تم نے جو کچھ کہنا تھا واضح اور بروقت کہہ دیا ہے۔ تم نے یہ ٹیپ حاصل کر کے بھی میرے لئے ایک بڑا کام کیا ہے۔ میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں۔ تم بے فکر رہو اب یہ کام میں خود کر لوں گا۔ گڈ بائی“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے خود جانا ہو گا۔ اکیلا تنویر وہاں ان حالات میں کام نہ کر سکے گا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی

کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”آج خیریت ہے آپ اتنی صبح آئے ہیں۔ کیا سلیمان نے ناشتہ دینے سے انکار کر دیا ہے“...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے تم اس وقت کو صبح کہہ رہے ہو اور پھر وہ بھی اتنی صبح۔ پتہ ہے کیا وقت ہوا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ وقت تو آپ کے ناشتہ کرنے اور اخبار پڑھنے کا ہوتا ہے۔ اخبار بھی ناشتہ کا حصہ ہی ہوتے ہیں اس لئے میں نے ایسا کہا ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سچے آدمی کا فون آگیا ہے اور اس نے سچی بات کر ڈالی اور تم جانتے ہو کہ سچ کڑوا ہوتا ہے اور سچ کی کڑواہٹ کو دانش کے شہد سے ہی دور کیا جا سکتا ہے اس لئے مجبوراً بھاگے بھاگے یہاں آنا پڑا ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”سچے آدمی۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ آپ کا مطلب کہیں ٹرومین سے تو نہیں۔ آپ نے کل اسے کال کر کے اسرائیل والے مشن کے سلسلے میں بات کی تھی“...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل دوہرا دی۔

”اوہ۔ ایسی صورت میں تو تنویر اور ٹائیگر اکیلے وہاں کچھ نہ کر

سکیں گے"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ ٹرومین کے سائیڈ پر ہونے کے بعد وہاں تینوں ایجنسیوں کے بیک وقت کام کرنے کی صورت میں وہاں انتہائی مشکل ترین سچوئیشن ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ ٹیم لے کر جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اس بارے مجھے اب نئی حکمت عملی سے کام لینا ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سی"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ٹارگٹ تنویر اور ٹائیگر ہی ہٹ کریں گے لیکن ہمارا کام ان ایجنسیوں کو الجھانا ہو گا اور بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں تنویر اور ٹائیگر کو ٹارگٹ کا بخوبی علم ہونا چاہئے۔ انہیں علیحدہ وہاں رہنا چاہئے لیکن مسئلہ پھر وہی آجائے گا کہ وہاں جا کر وہ کس سے رابطہ کریں گے اور کس طرح آگے بڑھیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تنویر اپنے راستے خود بنانے جانتا ہے اور اب تو اسرائیل اور تل ابیب میں عام سیاحوں کی آمد و رفت ہو گئی ہے۔ اب وہ پہلے کی طرح بند شہر یا ملک نہیں رہا البتہ اب یہ کام مجھے کرنا ہو گا کہ میں اسے اس لیبارٹری کا محل وقوع ٹریس کر کے پہلے بتا دوں"...... عمران نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے کہ آپ ان حالات میں ٹائیگر کو تنویر کے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ تنویر نے ٹائیگر کی کوئی بات نہیں ماننی جبکہ ٹائیگر آپ کا شاگرد ہے اس لئے اس کا انداز تنویر سے یکسر علیحدہ ہے البتہ صفدر کو آپ تنویر کے ساتھ بھیج دیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"صفدر کے ساتھ ہونے کی صورت میں صفدر کو انچارج بنانا ہو گا اور اگر صفدر انچارج بن گیا تو پھر تنویر اپنے مخصوص انداز میں کام نہ کر سکے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا مطلب ہے کہ تنویر کے ساتھ کوئی ایسا ممبر بھیجیں جو اس پر کنٹرول رکھ سکے تاکہ اس کے جوش کو کنٹرول کیا جاسکے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو جولیا ہی ایک ایسی ممبر رہ جاتی ہے جو تنویر کو کنٹرول کر سکتی ہے لیکن پھر جولیا انچارج بن جائے گی اور تنویر صرف گردن ہلانے تک ہی رہ جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر یا تو اسے اکیلا بھیج دیں یا پھر اسے ٹیم کے ساتھ ہی رہنے دیں"...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک ممبر ایسا ہے جو اس کا بھرپور انداز میں ساتھ دے سکتا ہے اور انچارج بھی تنویر رہے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کون ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ہے خاور۔ خاور بھی بنیادی طور پر تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن کا ہی قائل ہے اور تنویر کا ہم مزاج بھی ہے اور اس سے اس کی گہری چھنتی بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو وہ دونوں ایک جیسے ہو جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ خاور بہرحال اسے کسی حد تک کنٹرول میں رکھے گا۔ وہ خاصا ذہین آدمی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں تنویر اور خاور کی جوڑی اچھی رہے گی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی کو ہدایات دے دو کہ وہ تمہارے ساتھ عمران کی سرکردگی میں اسرائیل جا کر ایک مشن کے لئے تیار رہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن تنویر کو آپ نے ٹیم میں شامل نہیں کیا۔ اس کی

کوئی خاص وجہ"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس بار اسرائیل میں تین ٹیمیں مقابلے پر آئیں گی اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہاں سے بھی تین ٹیمیں جائیں گی۔ اصل ٹارگٹ جو ٹیم ہٹ کرے گی اس میں تنویر اور خاور شریک ہوں گے۔ انہیں براہ راست ہدایات دے دی جائیں گی۔ دوسری ٹیم کی رہنمائی عمران کرے گا جس میں تمہارے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی شامل ہوں گے۔ تیسری ٹیم صدیقی کی سرکردگی میں جائے گی۔ اس میں چوہان اور صالحہ شامل ہوں گے۔ انہیں بھی علیحدہ ہدایات دے دی جائیں گی۔ تمہاری ٹیم کو عمران لیڈ کرے گا"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... تنویر کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"اسرائیل میں پاکیشیا کا ایک اہم مشن درپیش ہے جس کے لئے میں نے تمہاری صلاحیتوں پر انحصار کرتے ہوئے ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لئے تمہیں اور خاور کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ٹیم کو

تم لیڈ کرو گے اور تمام پلاننگ بھی تمہاری اپنی ہو گی البتہ اس مشن کے سلسلے میں بنیادی باتوں کے بارے میں تمہیں عمران بریف کر دے گا"...... عمران نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں آپ کے انتخاب پر انشاء اللہ ہر صورت میں پورا اتروں گا"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اس مشن میں یہ اعتماد ہی تمہارے کام آئے گا۔ اسرائیل کو ہمارے اس مشن کی اطلاع مل چکی ہے اور وہاں مقابلے میں تین ایجنسیاں میدان میں اتاری جا رہی ہیں۔ جیوش چینل، ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو اس لئے یہاں سے بھی تین ٹیمیں بھیجی جا رہی ہیں۔ ایک ٹیم تمہاری اور خاور کی۔ دوسری ٹیم عمران کی سرکردگی میں صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کی اور تیسری ٹیم صدیقی کی سربراہی میں چوہان اور صالحہ کی ہو گی۔ عمران اور صدیقی کی سربراہی میں جانے والی ٹیمیں ان ایجنسیوں کو سنبھالیں گی جبکہ تمہاری ٹیم نے مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سن لو کہ تینوں ٹیموں کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں ہو گا۔ ہر ٹیم اپنا کام خود کرے گی اور اپنے لئے راستے خود پیدا کرے گی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ صدیقی کو ہدایات دی جا سکیں اور پھر صدیقی کو تفصیل بتا کر عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ خود ہی کہتے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنانے کی تجویز ناکام رہتی ہے۔ کیا اس بار بھی تو ایسا نہیں ہو گا۔ پتہ چلے کہ بعد میں تینوں ٹیمیں اکٹھی ہو گئی ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بار چونکہ ان کے درمیان رابطہ نہیں ہو گا اس لئے ایسا نہیں ہو گا اور ایسا کرنا ضروری ہے تاکہ اصل ٹیم کو کام کرنے کا سکوپ مل سکے ورنہ ہم سب ان ایجنسیوں کے چکر میں پھنس کر رہ جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"[illegible] تو تین ہیں جبکہ ان کے خلاف آپ نے ٹیمیں [illegible] میں موجود تھے۔ وہ پاکیشیا سے پہلے یہاں اے سے اور [illegible] میں کمرہ حاصل کئے ہوئے ابھی انہیں ایک گھنٹہ گزرا تھا۔ ان [illegible] نے نہا دھو کر لباس تبدیل کیا اور پھر ڈائننگ روم میں جا کر [illegible] نے اطمینان سے کھانا کھایا اور کافی پی کر وہ واپس کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"اس بار عجیب مشن ہے کہ ٹارگٹ کا کچھ پتہ ہی نہیں اور نہ ہی کوئی پلاننگ ہے۔ چیف نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہو گا"...... خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بتانے کے لئے کچھ ہو گا تو بتایا جائے گا۔ بس اتنا بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب کے مضافات میں کہیں خفیہ ایرو میزائل لیبارٹری اور فیکٹری ہے۔ ہم نے اسے تباہ کرنا ہے۔ یہ

"آپ کا تو کم از کم باقی دو ٹیموں سے کسی نہ کسی انداز میں رابطہ ہونا چاہئے ورنہ سارا معاملہ الجھ بھی سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ میرے رابطے کے بعد ممبران کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور صرف مجھ پر تکیہ کر لیتے ہیں۔ ایرو میزائل لیبارٹری تباہ ہونے پر پورے اسرائیل میں کھلبلی مچ جائے گی۔ اس طرح باقی ٹیموں کو اطلاع مل جائے گی اور وہ خود بخود واپس ہو جائیں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کی اور صدیقی کی ٹیم کے سامنے کیا ٹارگٹ ہے"

"...ن ٹیمیں بھیجی جا رہی ہیں۔ ایک ٹیم تمہاری اور خاور کی۔ دوسری ٹیم عمران کی سرکردگی میں صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کی اور تیسری ٹیم صدیقی کی سربراہی میں چوہان اور صالحہ کی ہو گی۔ عمران اور صدیقی کی سربراہی میں جانے والی ٹیمیں ان ایجنسیوں کو سنبھالیں گی جبکہ تمہاری ٹیم نے مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سن لو کہ تینوں ٹیموں کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں ہو گا۔ ہر ٹیم اپنا کام خود کرے گی اور اپنے لئے راستے خود پیدا کرے گی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ صدیقی کو ہدایات دی جا سکیں اور پھر صدیقی کو تفصیل بتا کر عمران نے رسیور رکھ دیا۔

تنویر اور خاور ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کے ایک ہوٹل کے ...میرے میں موجود تھے۔ وہ پاکیشیا سے پہلے یہاں آئے تھے اور اس ...ن میں کمرہ حاصل کئے ہوئے ابھی انہیں ایک گھنٹہ گزرا تھا۔ ان ...ی فائیوں نے نہا دھو کر لباس تبدیل کیا اور پھر ڈائننگ روم میں جا کر ...جولا...ں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور کافی پی کر وہ واپس کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"اس بار عجیب مشن ہے کہ ٹارگٹ کا کچھ پتہ ہی نہیں اور نہ ہی کوئی پلاننگ ہے۔ چیف نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہو گا"...... خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بتانے کے لئے کچھ ہو گا تو بتایا جائے گا۔ بس اتنا بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب کے مضافات میں کہیں خفیہ ایرو میزائل لیبارٹری اور فیکٹری ہے۔ ہم نے اسے تباہ کرنا ہے۔ یہ

لیبارٹری کہاں ہے اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں اور ہم نے اسے کیسے تباہ کرنا ہے یہ سب کچھ ہم نے خود سوچنا ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو صریحاً زیادتی ہے کہ اتنے اہم مشن کو اس طرح مکمل کرنے کا حکم دیا جائے"...... خاور نے کہا۔

"اس میں زیادتی کی کیا بات ہے۔ ہم سیکرٹ سروس کے ممبرز ہیں۔ ہمیں ایک ملک میں ایک ٹارگٹ دے دیا گیا ہے اور بس۔ اب کیا ضروری ہے کہ پکی پکائی کھیر ہمارے سامنے رکھی جائے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کھیر پکانے کے لئے بھی تو بنیادی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کا کیا ہو گا"...... خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے ایک ٹپ دے دی گئی ہے۔ آؤ چلیں"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہاں"...... خاور نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیزانگ نامی کلب ہے۔ اس کی مالکہ میڈم روز ہے اور میڈم روز کے انتہائی گہرے رابطے اسرائیل میں ہیں کیونکہ میڈم روز بذات خود کٹر یہودی ہے اور وہ اسرائیل آتی جاتی رہتی ہے۔ اس سے بنیادی معلومات مل سکتی ہیں"...... تنویر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ سب کچھ بتا دے گی"...... خاور نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"وہ کیوں بتائے گی۔ ہم پوچھیں گے"...... تنویر نے جواب دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ خاور بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔ وہ دونوں پاکیشیا سے ہی ایکریمی میک اپ کر کے طیارے میں سوار ہوئے تھے اور ان کی جیبوں میں موجود کاغذات کے مطابق وہ ایکریمیا کے ہی باشندے تھے۔ کاغذات کے مطابق تنویر کا نام مائیکل اور خاور کا نام جوزف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی انہیں لیزانگ کلب کی طرف لئے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ اپنے کسی دوست سے ملنے جا رہا ہو جبکہ خاور ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمارت پر لیزانگ کلب کا جہازی سائز کا نیون سائن موجود تھا۔ وہ دونوں ٹیکسی سے اترے۔ تنویر نے کرایہ ادا کیا اور پھر کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کلب میں آنے جانے والے افراد خوش پوش طبقے کے دکھائی دیتے تھے۔ وہ دونوں کلب میں داخل ہوئے تو انہیں ایک ہی نظر میں احساس ہو گیا کہ کلب واقعی اعلیٰ طبقے کے افراد کا کلب ہے کیونکہ اس میں موجود افراد بھی اعلیٰ طبقے کی ہی نمائندگی کر رہے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں جن میں ایک تو سروس کرنے میں

مصروف تھی جبکہ دوسری اپنے سامنے رجسٹر رکھے اس میں کچھ اندراجات کر رہی تھی۔ تنویر اور خاور کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر جیسے ہی رکے رجسٹر میں اندراجات کرنے والی لڑکی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"یس سر"...... لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میڈم روز سے ملنا ہے"...... تنویر نے سادہ اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات ان سے طے ہے"...... لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ ملاقات ہونی ہے۔ اسے کہو کہ مائیکل اور جوزف ایک ایمرجنسی بزنس ٹاک کے لئے آئے ہیں"...... تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا تو لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں میڈم۔ دو صاحبان آئے ہیں مائیکل اور جوزف۔ آپ سے کسی ایمرجنسی بزنس ٹاک کے لئے ملنا چاہتے ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تھری نمبر لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر تشریف لے جائیں

وہاں موجود لیڈی سپروائزر آپ کی رہنمائی میڈم کے آفس تک کر دے گی"...... لڑکی نے کہا اور تنویر بغیر کوئی جواب دیئے اس طرف کو بڑھ گیا جدھر لفٹیں موجود تھیں۔

"شکریہ مس میگی۔ ویسے کیا آپ کی میڈم بھی آپ کی طرح خوبصورت ہے یا"...... خاور نے آہستہ سے اس لڑکی سے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ میڈم ادھیڑ عمر ہیں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور خاور بھی ہنس پڑا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا تنویر کی طرف بڑھ گیا جو لفٹ نمبر تھری کے پاس پہنچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گئے وہاں واقعی ایک لیڈی سپروائزر موجود تھی جو انہیں راہداری کے آخر میں موجود دروازے تک لے گئی۔

"یہ میڈم کا آفس ہے۔ آپ کو دس منٹ کا وقت ملا ہے"۔ لیڈی سپروائزر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دروازہ دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ خاور بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی کشادہ کمرہ تھا جسے انتہائی خوبصورت اور جدید انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی اور جدید انداز کی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اس کی جسمانی بناوٹ سے قدرے چھوٹا تھا البتہ آنکھوں میں تیز چمک تھی اور چہرے کے خدوخال کی

مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ اس کے اندر لومڑی کی سی عیاری اور مکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جوزف" ...... تنویر نے آگے بڑھ کر میز کے قریب پہنچ کر کہا۔

"تشریف رکھیں اور فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ میڈم روز کا لہجہ سرد اور سپاٹ تھا۔ وہ بڑی گہری نظروں سے تنویر اور خاور کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے رابطے اسرائیل میں کافی گہرے ہیں۔ ہمیں اسرائیل میں کوئی ایسی ٹپ چاہئے جو ایک مخصوص مشن کے سلسلے میں ہم سے ہر قسم کا تعاون کر سکے۔ آپ کا معاوضہ آپ کو مل جائے گا"۔ تنویر نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا تو میڈم روز بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ کا مشن کیا ہے اور آپ کس قسم کا تعاون چاہتے ہیں" ...... میڈم روز نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ تنظیم ریڈ آئی سے ہے اور ریڈ آئی کو ایکریمیا کی ایک پرائیویٹ لیبارٹری کی طرف سے ٹاسک ملا ہے۔ اس لیبارٹری میں ایک جدید ساخت کی گن تیار کی جا رہی تھی لیکن ایک سائنس دان جو اس گن پر کام کر رہا تھا اس کا فارمولا لے کر اسرائیل فرار ہو گیا اور وہاں کسی پرائیویٹ لیبارٹری والوں نے اسے

ہائر کر لیا۔ ہم نے اسے تلاش کر کے اس سے فارمولا واپس لانا ہے"۔ تنویر نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور میڈم روز کا ستا ہوا چہرہ تنویر کی بات سن کر قدرے نارمل ہو گیا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ وہاں کس لیبارٹری میں موجود ہے"۔ میڈم روز نے کہا۔

"نہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا تو پھر ہمیں تمہارے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم نے اسے تلاش کرنا ہے" ...... تنویر نے جواب دیا۔

"تمہیں میرے بارے میں کس نے بتایا ہے" ...... میڈم روز نے کہا۔

"سارا ولنگٹن جانتا ہے کہ تمہارے اسرائیل میں گہرے رابطے ہیں" ...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور میڈم روز کا چہرہ یہ سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

"تمہارا کام ہو جائے گا لیکن معاوضہ نقد اور ایڈوانس ہو گا"۔ میڈم روز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کرو۔ ٹپ کام کی ہونی چاہئے ورنہ تمہارا یہ خوبصورت جسم لاش کی صورت میں کسی گٹر کے کیڑوں کی خوراک بن جائے گا" ...... تنویر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم اس سائنس دان کو ہلاک کرنے جا رہے ہو۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم انتہائی سنگ دل قاتل ہو"۔ میڈم روز نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا کام ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں۔ بولو کتنا معاوضہ دوں"...... تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"دس لاکھ ڈالر"...... میڈم روز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم ہمارے ساتھ چلو گی"...... تنویر نے بغیر کسی رد عمل کے کہا تو میڈم روز بے اختیار چونک پڑی۔

"میں ساتھ جاؤں گی۔ کیوں"...... میڈم روز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیونکہ دس لاکھ ڈالر بہت زیادہ ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ڈالر دے سکتے ہیں اور وہ بھی نقد لیکن شرط وہی ہے کہ ٹپ ایسی ہو جو ہمارا کام کر سکے۔ اسے ہم علیحدہ معاوضہ دیں گے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بار بار حیرت ہو رہی ہے۔ کبھی تم انتہائی سنگدل قاتل کے روپ میں سامنے آتے ہو اور کبھی انتہائی کامیاب بزنس مین کے روپ میں حالانکہ یہ دونوں خصوصیات ایک دوسرے کی متضاد ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر نقد دو گے۔ ہاں یا ناں میں جواب دو ورنہ میری طرف سے انکار ہے"...... میڈم روز نے کہا۔

"اوکے"...... تنویر نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سامنے رکھ لی۔ گڈی کو دیکھ کر میڈم روز کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"تل ابیب میں ایک ہوٹل ہے جس کا نام بھی تل ابیب ہوٹل ہے۔ شہر کا مشہور ہوٹل ہے۔ اس میں ایک سپروائزر کام کرتا ہے جس کا نام فورڈ ہے۔ فورڈ کافی بوڑھا ہو چکا ہے۔ پہلے یہ اسرائیل کی وزارت دفاع کے سپلائی سیکشن میں کام کرتا تھا اور اسرائیل کی تمام لیبارٹریوں کو ہر قسم کی سپلائی کا انچارج تھا اور غیر سرکاری طور پر وہ پرائیویٹ لیبارٹریوں کو بھی سپلائی کا کام کرتا تھا۔ پھر وہ ریٹائر ہو گیا تو اس نے ظاہراً اس ہوٹل میں سپروائزری کی نوکری کر لی لیکن اب بھی اس کا کام پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سپلائی کرنا ہے۔ ہر قسم کی قانونی اور غیر قانونی سپلائی۔ وہ تمہاری یقیناً بھرپور انداز میں مدد کر سکے گا"...... میڈم روز نے کہا۔

"اسے فون کرو اور اسے بتاؤ کہ تم ہمیں بھیج رہی ہو"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن اسے معاوضہ علیحدہ دینا ہو گا تمہیں"...... میڈم روز نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ کام کرے گا تو معاوضہ بھی لے گا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میڈم روز نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو"...... تنویر نے کہا تو میڈم روز نے بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"تل ابیب ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

" ولنگٹن سے میڈم روز بول رہی ہوں۔ سپروائزر فورڈ سے بات کراؤ"...... میڈم روز نے کہا۔

" یس میڈم۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ فورڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" فورڈ۔ دو ایکریمیوں مائیکل اور جوزف کو تمہارے پاس بھیج رہی ہوں۔ انہیں چند معلومات چاہئیں معقول معاوضہ دینے والی پارٹی ہے اور کام بھی تمہارے مطلب کا ہے"...... میڈم روز نے کہا۔

" کیا وہ قابل اعتماد لوگ ہیں میڈم کیونکہ آپ جانتی ہیں کہ یہاں کس قسم کے حالات ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں۔ کام ایسا نہیں ہے کہ تم پریشان ہو"...... میڈم روز نے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے بھجوا دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میڈم روز نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اب تو تم مطمئن ہو۔ لاؤ رقم مجھے دو"...... میڈم روز نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

" یہ بات سن لو میڈم روز کہ اگر یہ ٹپ ہمارے کام کی ثابت نہ ہوئی تو ہم رقم واپس لے لیں گے"...... تنویر نے گڈی اس کی طرف

بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اسے مطمئن کرنا تمہارا کام ہے کیونکہ وہاں ایسے حالات ہیں کہ وہ لوگ اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہتے ہیں"...... میڈم روز نے گڈی اٹھا کر میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

" اوکے ٹھیک ہے۔ آؤ جوزف"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا اور خاور بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کلب سے باہر پہنچ گئے۔

" کیا میڈم روز با اعتماد ہے"...... خاور نے باہر نکلتے ہی کہا۔

" ہاں۔ عمران نے اس کی ٹپ دی تھی اور تم جانتے ہو کہ عمران کے پاس ہمیشہ با اعتماد ٹپس ہی ہوتی ہیں"...... تنویر نے کہا اور خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

" اب کیا پروگرام ہے"...... خاور نے کہا۔

" ہوٹل واپس چلتے ہیں اور پہلی فلائٹ سے اسرائیل جائیں گے"...... تنویر نے سادہ سے لہجے میں کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے شاندار آفس میں موجود تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور اس کا نائب راسٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمایاں تھی۔

"آؤ راسٹر۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی ہاں تاکہ میں آپ کو سلام کر سکوں"...... راسٹر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر دیا۔

"تو تم مذاق کر رہے ہو اور وہ بھی میرے ساتھ۔ کیوں۔ تمہاری یہ جرأت"...... کرنل ڈیوڈ بے اختیار بھڑک اٹھا۔

"اگر نائب کا اپنے افسر اعلیٰ کو سلام کرنا مذاق ہے تو پھر آپ میری جگہ آ جائیں اور میں آپ کی جگہ بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ بے شک

ایک ہزار بار مذاق کریں میں برا نہیں مناؤں گا"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ایسی بات کر دیتے ہو کہ میرا غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ بہرحال اب سنجیدگی سے میری بات سنو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی انا کو راسٹر کی بات سے خاصی تسکین پہنچی تھی اس لئے اس کا موڈ بدل گیا تھا۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مجھے بتانا چاہتے ہیں"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ ابھی تو میں نے اس بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کی"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک کے اقدامات سے معلوم ہوا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"کیسے اقدامات"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"انہوں نے اپنے مخصوص آدمیوں کو ایئرپورٹ، بحری راستے اور زمینی سرحدوں پر تعینات کیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام ہمسایہ ملکوں میں موجود اپنے ایجنٹوں کو بھی الرٹ کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اگر کوئی اطلاع ہو تو انہیں فوراً دی جائے اس سے مجھے علم ہو گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک بار پھر اسرائیل آ رہی ہے"...... راسٹر نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل پائیک مجھ پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود وہ ناکام رہے گا"...... راسٹر نے بڑے پریقین لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"وہ کیسے۔ تم اتنے حتمی انداز میں کیوں کہہ رہے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اس لئے کہ کامیابی کرنل ڈیوڈ اور جی پی فائیو کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ کرنل پائیک خاصا تیز اور ہوشیار آدمی ہے۔ ہمیں اندرون ملک ان لوگوں کو ٹریس کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ انہیں ملک میں داخل ہونے سے روکنے کی ڈیوٹی ریڈ اتھارٹی کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کامیابی واقعی ہمیں ملنی چاہئے اس لئے میں نے بہت سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس بار انہیں خود اندر آنے کا راستہ دیں اور پھر جب وہ تل ابیب پہنچ جائیں تو پھر ہم انہیں ہلاک کر دیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بہت اچھی اور کامیاب پلاننگ ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا ان سے رابطہ ہوتا کہ ہم انہیں کسی خفیہ راستے سے اندر لے آئیں"...... راسٹر نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور یہ کام تم نے کرنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ شاید اس کے طنز کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"کیسے۔ پہلے مجھے تفصیل سے بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بڑی آسان سی بات ہے۔ ریڈ اتھارٹی میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔ جیسے ہی ریڈ اتھارٹی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی اطلاع ملے گی یہ اطلاع ہم تک پہنچ جائے گی اور پھر ہم ان سے رابطہ کر کے انہیں خفیہ راستے سے اندر لے آئیں گے اور اندر لے آ کر انہیں ہلاک کر دیں گے اور پھر ان کی لاشیں صدر صاحب کے سامنے رکھ دیں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ مکمل احمق۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ تمہاری طرح احمق ہیں کہ وہ تمہارے کہنے پر منہ اٹھائے چلے آئیں گے۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ میری طرح احمق نہیں ہیں بلکہ آپ کی طرح عقلمند ہیں اس کے باوجود وہ آ جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"تم بے کار آدمی ہو۔ قطعاً بے کار۔ تمہارے ذہن میں کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ نانسنس۔ اٹھو دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔ گیٹ آؤٹ"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ غصیلے

لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت جنوبی سرحدوں پر واقع ایک فلسطینی گاؤں آسلم پہنچ رہی ہے"...... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ بیٹھو۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ بولو۔ کیوں نہیں بتایا تھا اور کیسے اطلاع ملی ہے تمہیں اور کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا تو راسٹر دوبارہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے جیسے ہی اطلاع ملی تھی جناب تو میں نے پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں سے رابطہ کیا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے سرحدی ملک بارڈن روانہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں نے بارڈن میں اپنے آدمیوں سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ان لوگوں کو ایئرپورٹ پر چیک کیا اور پھر انہوں نے اطلاع دی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سرحدی گاؤں آسلم کی طرف روانہ ہوا ہے۔ آسلم کا سردار مغیث اس کا میزبان ہے۔ یہ اطلاع مجھے ابھی ابھی ملی ہے۔ میں آپ کے پاس آ رہا تھا کہ آپ کی طرف سے کال آ گئی کہ مجھے آکر سلام کرو۔ چنانچہ میں نے آکر سلام کر دیا"...... راسٹر نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ریڈ اتھارٹی کو اس بارے میں اطلاع ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی باتیں نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"ریڈ اتھارٹی کے آدمی وہاں موجود ہیں جناب اس لئے لامحالہ جیسے ہی یہ لوگ آسلم پہنچیں گے انہیں اطلاع مل جائے گی"۔ راسٹر نے جواب دیا۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ وہ لوگ تو انہیں وہیں ہلاک کر دیں گے اور کریڈٹ ریڈ اتھارٹی کو مل جائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے جناب کہ ہم خود ان سے رابطہ کریں اور انہیں اسرائیل لے آئیں"...... راسٹر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ احمق تو نہیں ہو گئے۔ اس طرح تو ہم سب کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"جناب میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ہم انہیں جا کر کار میں بٹھا کر لے آئیں گے۔ آسلم کے سردار مغیث کا بیٹا عبدالرحمن یہ کام کر سکتا ہے۔ وہ دولت کا پرستار ہے اور اسرائیل میں کوئی بڑا عہدہ چاہتا ہے۔ وہ گاؤں میں نہیں رہنا چاہتا۔ چنانچہ میں اس سے رابطہ کروں گا اور پھر اسے اس کا منہ مانگا معاوضہ دوں گا اور عبدالرحمن انہیں ایسے راستے سے اسرائیل لے آئے گا کہ ریڈ اتھارٹی منہ دیکھتی رہ جائے گی اور جب وہ تل ابیب پہنچ جائیں گے تو ہم ان کا استقبال کرنے کے لئے موجود ہوں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا عبدالرحمن ایسا کرے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ایسا ہو بھی چکا ہے جناب۔ آپ کو سلام کرنے کے لئے آنے سے پہلے میں نے اپنے خاص آدمیوں کے ذمے یہ کام لگا دیا ہے اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ ایسا ہی ہو گا"...... راسٹر نے کہا۔

"گڈ شو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شیطانی ذہن کے مالک ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ راسٹر کا تو آئیڈیل ہی شیطان ہے"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ جب ایسا ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے اس عمران کو ہلاک کروں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب اور یہ اس عمران کے لئے اعزاز ہو گا کہ اس کی موت آپ کے ہاتھوں آئے"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"گڈ شو۔ جاؤ اور اس پلاننگ کو کامیاب بنانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

کرنل پائیک اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پائیک نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے آرتھر"...... کرنل پائیک نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی بارڈن پہنچ چکے ہیں جناب اور ان کا رخ سرحدی گاؤں آسلم کی طرف ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا یہ اطلاع حتمی ہے"...... کرنل پائیک نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہمارے آدمی انہیں مسلسل چیک کر رہے ہیں"۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ عمران اپنے اصل حلیے میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک سوئس نژاد لڑکی اور دو پاکیشیائی آدمی ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"آسلم میں تمہارے آدمی موجود ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ آسلم کے سردار مغیث کا بیٹا عبدالرحمن ہمارا خاص آدمی ہے اور سردار مغیث تو اب خاصا بوڑھا ہو چکا ہے جبکہ سرداری کا اصل کام عبدالرحمن ہی کرتا ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"عبدالرحمن کے علاوہ بھی اور کوئی آدمی ہے وہاں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ نائب سردار توصیف بھی ہمارا آدمی ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تو پھر اس عمران کا اصل حلیے میں آنے کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں ڈاج دینا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آسلم میں آکر ٹھہر جائے اور آگے نہ بڑھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اور ٹیم اندر داخل ہو جائے اس لئے تم نے عمران کو آسلم سے اغوا کرانا ہے تاکہ اس سے

پوچھ گچھ کی جا سکے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"کیا اس اکیلے کو اغوا کرانا ہے یا اس کی پوری ٹیم کو"...... آرتھر نے کہا۔

"صرف عمران کو کیونکہ عمران کی عادت ہے کہ وہ اپنے منصوبوں کی ہوا کسی کو نہیں لگنے دیتا۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھی بھی اس سے بے خبر رہتے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ ہو جائے گا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہماری سرحد کے اندر کسی گاؤں میں لے آؤ پھر مجھے اطلاع دینا۔ میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا لیکن تم نے خیال رکھنا ہے کہ وہ الٹا اس اغوا کو اپنے مقصد کے لئے استعمال نہ کر لے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ ایسا نہیں ہو گا۔ میں ہر طرح سے محتاط رہوں گا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... کرنل پائیک نے نرم اور سادہ

سے لہجے میں کہا۔

" باس۔ تل ابیب ہوٹل کے سپروائزر فورڈ کو ولنگٹن سے کسی میڈم روز نے کال کر کے کہا ہے کہ وہ دو ایکریمی بھیج رہی ہے جو اس فورڈ سے معلومات خریدنا چاہتے ہیں"...... رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" پھر اس میں خاص بات کیا ہے"...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب یہ سپروائزر پرائیویٹ طور پر لیبارٹریوں کو سامان سپلائی کرتا ہے۔ پورے اسرائیل میں جتنی بھی سائنسی یا دفاعی لیبارٹریاں ہیں ان کے بارے میں اسے معلومات حاصل ہیں"...... رچرڈ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ دونوں ایکریمی اس سے ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آ رہے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" یس سر۔ میرا خیال یہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں واقعی ایکریمی ہوں اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے خصوصی طور پر ہائر کیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی لوگ ہوں البتہ میرا خدشہ غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ حالات میں ہمیں کسی پوائنٹ کو نظرانداز نہیں

کرنا چاہئے"...... رچرڈ نے کہا۔

" گڈ رچرڈ۔ مجھے تمہاری بات سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ تم نے واقعی درست سوچا ہے۔ ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہئے۔ تم اس فورڈ کی نگرانی کراؤ اور پھر یہ دونوں ایکریمی جیسے ہی فورڈ کے پاس پہنچیں تم نے انہیں اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچانا ہے تاکہ ان کی چیکنگ کی جاسکے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" پہلے یہ بات معلوم نہ کر لی جائے باس کہ وہ فورڈ سے کس قسم کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اگر وہ غیر متعلقہ لوگ ہوں تو انہیں نظرانداز کر دیا جائے اور اگر متعلقہ لوگ ہوں تو انہیں اغوا کر لیا جائے"...... رچرڈ نے کہا۔

" اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو پھر یہ اتنی سادگی سے سب کام نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہر قسم کے شبہات کو دور کرنے کے لئے فورڈ سے عام سی بات کریں اور بعد میں اچانک اس کے پاس جا کر اصل بات معلوم کر لیں جبکہ ہم انہیں غیر متعلقہ سمجھ کر نظرانداز کر چکے ہوں گے اس لئے ضروری ہے کہ انہیں ہم خود چیک کریں۔ اگر یہ ہمارے مطلب کے لوگ نہ ہوئے تو ہم انہیں رہا کر دیں گے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

" یس سر۔ آپ درست کہہ رہے ہیں"...... دوسری طرف سے رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

ممبرز ہوئے تو یہ انتہائی محتاط ہوں گے"...... کرنل پائیک نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
کرنل پائیک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے صحرا کے درمیان بنی ہوئی
ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس سڑک کے
دونوں اطراف میں باقاعدہ اونچی دیواریں بنائی گئی تھیں تاکہ سڑک
پر ریت نہ آسکے۔ یہ سڑک ملک شام کے سرحدی شہر کیسامو سے
اسرائیل کے سرحدی شہر بالوت کے درمیان ایک معاہدے کے
تحت بنائی گئی تھی۔ دونوں ملکوں کی سرحد پر دونوں اطراف میں
باقاعدہ فوجی چیک پوسٹس تھیں اور سڑک کے راستے اسرائیل سے
شام اور شام سے اسرائیل آنے جانے والوں کی انتہائی سختی سے
چیکنگ کی جاتی تھی۔ یہ سڑک سیاحوں کی سہولت کے لئے اقوام
متحدہ کے دباؤ کے تحت بنائی گئی تھی اور اس سڑک کے اخراجات بھی
اقوام متحدہ نے ہی ادا کئے تھے اس لئے اس سڑک کو عام طور پر ورلڈ
روڈ کہا جاتا تھا۔ سڑک بے حد فراخ اور ہموار تھی۔ جیپ خاصی تیز

وقار عظیم پاکستانی پوائنٹ

رفتاری سے اسرائیل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور عقبی سیٹ پر چوہان تھا۔ صدیقی، چوہان اور صالحہ تینوں پاکیشیا سے پہلے تارکی پہنچے تھے اور تارکی سے وہ ایکریمی میک اپ میں شام آئے تھے۔ ان کے پاس جو کاغذات تھے وہ بھی اصل تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پاس بین الاقوامی ادارہ سیاحت کی طرف سے جاری کردہ کارڈ بھی تھے اور چونکہ ان کارڈز کو انتہائی چھان پھٹک کے بعد جاری کیا جاتا تھا اس لئے ان کارڈز کے حامل سیاحوں کی کسی بھی جگہ خصوصی چیکنگ نہ کی جاتی تھی اس لئے صدیقی کو یقین تھا کہ وہ اطمینان سے اسرائیل میں داخل ہو جائیں گے۔ ان تینوں نے سپیشل میک اپ کئے ہوئے تھے۔ ایسے میک اپ جو کسی جدید سے جدید میک اپ واشر سے بھی صاف نہ ہو سکتے تھے۔ کاغذات کی رو سے صدیقی کا نام رابرٹ تھا جبکہ صالحہ کا نام جیکولین اور چوہان کا نام ولسن تھا۔

"ہم لوگ اسرائیل پہنچ کر اس لیبارٹری کو کیسے ٹریس کریں گے"۔ صالحہ نے کہا۔

"یہ لیبارٹری خفیہ ضرور ہے مس صالحہ لیکن ظاہر ہے کسی ماچس کی ڈبیہ میں تو نہیں چھپائی جا سکتی۔ یہ کافی بڑی ہو گی اور پھر اس کو سپلائی بھی جاتی ہو گی۔ یہاں لوگ بھی کام کرتے ہوں گے۔ اس کے علاوہ وزارت دفاع میں اس کے لئے خصوصی سیکشن ہو گا۔ کہیں نہ

کہیں سے تو معلومات مل ہی جائیں گی۔ اصل مسئلہ اسرائیل میں داخلے کا ہے۔ باقی کام کی مجھے فکر نہیں ہے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارا ٹارگٹ لیبارٹری تو نہیں ہے۔ یہ تو تنویر اور خاور کا ٹارگٹ ہے۔ ہمارا ٹارگٹ تو ایجنسیوں کو الجھانا ہے"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن ان ایجنسیوں سے الجھنے کے لئے لائن آف ایکشن تو یہی لیبارٹری ہی ہو سکتی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور چوہان نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں ابھی تک یہ بات نہیں سمجھ سکی صدیقی کہ الجھانے کا کیا مطلب ہو گا"...... صالحہ نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"جس طرح عمران صاحب نے تمہیں صفدر سے الجھا دیا ہے اسی طرح ہم بھی ایجنسیوں سے الجھ جائیں گے۔ میرا مطلب ہے جبراً"۔ صدیقی نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب نے مس صالحہ کو صفدر سے الجھایا نہیں بلکہ ...یا ہے"...... چوہان نے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس

"عمران صاحب نے واقعی ہم دونوں کے بارے میں مسلسل ...کر کر کے ہم دونوں کو ہی ایک دوسرے کے بارے میں سوچنے ...مجبور کر دیا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"آپ نے صفدر کے بارے میں کیا سوچنا شروع کر دیا ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو صفدر میرے بارے میں سوچ رہا ہو گا"...... صالحہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار چوہان کے ساتھ ساتھ صدیقی بھی ہنس پڑا۔

"شکر ہے عمران صاحب نے میرے نام کو استعمال نہیں کیا ورنہ میرے نام کا پہلا حرف بھی آپ کے نام سے ملتا ہے"۔ صدیقی نے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اتنی بری ہوں کہ تم اس بات پر شکر ادا کر رہے ہو"...... صالحہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید صدیقی کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تھی۔

"آپ ناراض ہو گئی ہیں جبکہ میں تو اس لئے شکر ادا کر رہا تھا کہ میں الجھنے سے بچ گیا ہوں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

"اس بار چیف نے عجیب ٹیمیں بنائی ہیں"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا تو صدیقی اور صالحہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"عجیب سے کیا مطلب ہے تمہارا"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تنویر کو علیحدہ کر دیا ہے اور جولیا کو عمران کی ٹیم میں شامل کر دیا ہے جبکہ صفدر بھی عمران کے ساتھ ہے۔ جولیا کی جگہ مس صالحہ کو اس ٹیم میں شامل کیا جا سکتا تھا"...... چوہان نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ چیف نے مخصوص تکونیں درست نہیں بنائیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چیف جذبات سے عاری آدمی ہے۔ اس نے غیر جذباتی انداز میں سوچا ہو گا"...... صالحہ نے کہا اور صدیقی اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ صالحہ کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

"ویسے ایک بات پر مجھے بھی حیرت ہے کہ اس بار اصل ٹارگٹ تنویر کے ذمے کیوں ڈالا گیا ہے حالانکہ اگر تیزی سے کام مقصد تھا تو یہ کام عمران بھی کر سکتا تھا"...... صالحہ نے کہا۔

"عمران شیطان سے بھی زیادہ مشہور ہے اور اسرائیل کی ایجنسیوں کا اصل ٹارگٹ بھی وہی ہے اور وہ لازماً اسے پہچانتے بھی ہیں اس لئے اگر اصل ٹارگٹ عمران نے ہٹ کرنا ہوتا تو پھر کوئی اور ٹیم بنانے کی ضرورت ہی نہ رہتی"...... صدیقی نے جواب دیا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ایک موڑ کاٹ کر جیسے ہی جیپ سیدھی ہوئی وہ تینوں چونک پڑے کیونکہ دور سے انہیں ملک شام کی چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی تھی۔ اس پر ملک شام کا جھنڈا لہرا رہا تھا لیکن انہیں ملک شام کی چیک پوسٹ سے کوئی غرض نہ

تھی کیونکہ وہ ملک شام سے اسرائیل جا رہے تھے۔ اسرائیل سے شام نہ آ رہے تھے۔ اصل چیکنگ اسرائیل کی چیک پوسٹ پر ہونی تھی۔ وہ چونکہ اس لیئے تھے کہ اس چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر لازماً اسرائیل کی چیک پوسٹ ہو گی اور ان کا اصل امتحان وہاں ہونا تھا۔

" ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا تو"...... صالحہ نے کہا۔

" ایسا نہیں ہو گا۔ اگر انہیں کوئی شک بھی ہوا تو وہ زیادہ سے زیادہ ہماری نگرانی کرائیں گے اور اس کے باوجود اگر ضرورت پڑی تو پھر اسلحہ وہیں سے ہی حاصل کرنا ہو گا"...... صدیقی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صالحہ اور چوہان نے منہ سے کچھ کہنے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" ایک بات سن لو کہ ہم نے وہاں اپنے اعصاب کو مضبوط رکھنا ہے اور جب تک میں حرکت میں نہ آؤں تم میں سے کسی نے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے معاملہ خراب ہو جائے۔ ہم نے نارمل انداز میں آگے بڑھنا ہے"...... صدیقی نے جیپ ملک شام کی چیک پوسٹ کے سامنے روکتے ہوئے کہا۔ ایک فوجی ان کی طرف بڑھا تو صدیقی نے جیپ کے ڈیش بورڈ سے کاغذات کا لفافہ اٹھا کر اس فوجی کو دے دیا۔ فوجی کاغذات لیئے سائیڈ پر موجود کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے لفافہ واپس صدیقی کو دے دیا۔

" آپ جا سکتے ہیں"...... فوجی نے کہا۔

" شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لفافے میں سے کاغذات نکالے۔ انہیں چیک کیا۔ ملک شام کی طرف سے انہیں جانے کی باقاعدہ اجازت دی گئی تھی اور اس سلسلے میں ان تینوں کے کاغذات پر خصوصی مہریں موجود تھیں۔ صدیقی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کاغذات واپس لفافے میں رکھ کر اس نے لفافہ واپس ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور پھر جیپ آگے بڑھا دی۔ سڑک پر موجود راڈ ہٹا دیا گیا تھا۔ جیپ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سامنے ہی کچھ فاصلے پر اسرائیل کی چیک پوسٹ موجود تھی۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر کمرے بنے ہوئے تھے اور وہاں فوجیوں کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ دونوں کمروں کی چھتوں پر باقاعدہ بھاری مشین گنیں نصب تھیں اور فوجی کمروں کی چھتوں پر بھی موجود تھے۔ جیپ جب اس چیک پوسٹ کے قریب پہنچی تو ایک مسلح فوجی نے جیپ کو دائیں طرف کر کے روکنے کا اشارہ کیا تو صدیقی نے اس کے اشارے کے مطابق جیپ دائیں سائیڈ پر کر کے روک دی اور اس کے ساتھ ہی کئی مسلح فوجیوں نے جیپ کو اس طرح گھیرے میں لے لیا جیسے یہ کسی دشمن کی جیپ ہو۔

" کیا بات ہے۔ ہم ٹورسٹ ہیں۔ یہ آپ نے کس طرح ہمیں گھیر لیا ہے"...... صدیقی نے خالصتاً ایکریمی لہجے میں اس فوجی آفیسر سے کہا جو تیزی سے بڑھتا ہوا جیپ کے قریب آ گیا تھا۔

"آپ سب کاغذات سمیت نیچے آجائیں۔جیپ کی تلاشی لی جائے گی"...... اس فوجی آفیسر نے کرخت لہجے میں کہا تو صدیقی نے ڈیش بورڈ سے کاغذات کا لفافہ اٹھایا اور پھر جیپ سے نیچے آگیا۔اس کے ساتھ ہی صالحہ اور چوہان بھی نیچے اتر آئے۔

"جیپ کی تلاشی لو"...... اس فوجی آفیسر نے اپنے فوجیوں سے کہا اور پھر وہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آگیا۔

"یہ کاغذات مجھے دیں اور آپ میرے ساتھ آئیں"...... فوجی آفیسر نے کہا تو صدیقی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا اور پھر وہ تینوں خاموشی سے اس فوجی افسر کے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے جو سڑک کی دوسری طرف تھا۔کمرے میں داخل ہو کر وہ چونک پڑے کیونکہ اس کمرے میں باقاعدہ میک اپ واشر بھی موجود تھا جبکہ ایک سائیڈ پر کاؤنٹر تھا جس پر کاغذات چیک کرنے کی مشین موجود تھی۔

"آپ کی چیکنگ ہو گی۔برائے کرم تعاون کریں"...... اس فوجی آفیسر نے کہا جو انہیں ساتھ لایا تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔کیا اسرائیل میں ٹورسٹوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم معذرت خواہ ہیں لیکن ایسا ہمیں حکم ہے کیونکہ چند دشمن ایجنٹ ملک میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور ہم نے انہیں چیک کرنا ہے"...... اس فوجی آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمارے بین الاقوامی ادارے کے کارڈ چیک کر لیں۔یہ سب مشینیں کیا ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ ہم سے تعاون کریں ورنہ"۔اس فوجی آفیسر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"الجھنے کی کیا ضرورت ہے۔جو کچھ یہ چیک کرنا چاہتے ہیں کر لیں اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ان کی کوئی مجبوری ہو گی"...... صالحہ نے کہا۔

"اوکے۔ٹھیک ہے کرو چیکنگ"...... صدیقی نے بھی کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر ان تینوں کا پہلے باری باری میک اپ چیک کیا گیا۔اس کے بعد ایک جدید ترین چیکنگ مشین کے ذریعے ان کے پورے جسم کو اس انداز میں چیک کیا گیا جیسے انہوں نے کھال کے اندر کوئی آلہ چھپایا ہوا ہو اور وہ اسے چیک کرنا چاہتے ہوں۔اس کے بعد انہیں باری باری لاشعور چیک کرنے والی مشین سے چیک کیا گیا لیکن چونکہ وہ اس معاملے میں تربیت یافتہ تھے اس لئے فوجیوں کو ان سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

"اوکے۔اب آپ ادھر تشریف رکھیں"...... اس فوجی آفیسر نے اس بار نرم لہجے میں کہا جو انہیں ساتھ لے آیا تھا۔جس طرف اس نے اشارہ کیا تھا اس طرف کرسیاں موجود تھیں۔وہ تینوں خاموشی سے ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ان کے کاغذات اٹھائے اس فوجی آفیسر کی طرف بڑھا۔

"کاغذات اوکے ہیں جناب"...... اس فوجی نے کہا۔

"کیا ایکریمیا سے چیکنگ کرالی گئی ہے"...... اس فوجی آفیسر نے کہا۔

"یس سر۔ وہاں سے بھی اوکے کی رپورٹ آئی ہے"...... فوجی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... فوجی آفیسر نے کاغذات دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاغذات صدیقی کی طرف بڑھا دیئے۔

"اس تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ آپ لوگ جا سکتے ہیں"...... اس فوجی آفیسر نے کہا اور صدیقی نے اس کے ہاتھ سے کاغذات لئے اور خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں واپس آکر جیپ میں بیٹھ گئے۔ راڈ ہٹا دیا گیا تھا اس لئے صدیقی نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"عجیب ملک ہے اسرائیل کہ یہاں ٹورسٹ کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے"...... صدیقی نے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ کو بولنے کے لئے منہ کھولتے دیکھ کر جلدی سے خالصتاً ایکریمی لہجے میں کہا تو صالحہ کا کھلتا ہوا منہ تیزی سے بند ہو گیا۔

"ایسا ہوتا رہتا ہے رابرٹ۔ ہر ملک میں ہر حکومت کے اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا"...... چوہان نے بھی خالصتاً ایکریمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے اس قدر سخت چیکنگ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔ صالحہ نے اس بار ایکریمی لہجے میں کہا اور پھر وہ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ ایک چھوٹے سے شہر میں داخل ہو گئی اور صدیقی نے ایک جگہ رک کر ایک آدمی سے گرینڈ ہوٹل کا پتہ پوچھا اور پھر اس آدمی کے بتائے ہوئے راستے پر اس نے جیپ کو بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے لیکن جدید انداز کے بنے ہوئے ہوٹل کے سامنے پہنچ گئے۔ صدیقی نے جیپ ایک سائیڈ پر روکی۔ کاغذات کا لفافہ پہلے ہی اس کی جیب میں تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ہوٹل کا ہال کافی بڑا تھا۔ وہاں چند ٹورسٹ اور چند مقامی افراد موجود تھے۔ باقی ہال خالی تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نوجوان موجود تھے۔ صدیقی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"ہمیں شام میں بتایا گیا تھا کہ ہم جیپ کو آپ کے ہوٹل میں چھوڑ کر خود طیارے سے تل ابیب جا سکتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں اس ہوٹل کے مالک جناب الیگزینڈر سے ملنے کے لئے کہا گیا تھا"...... صدیقی نے کاؤنٹر پر رک کر کہا۔

"ادھر راہداری میں چلے جائیں۔ وہاں آخر میں باس کا آفس ہے وہ آفس میں موجود ہیں"...... نوجوان نے کہا تو صدیقی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں واقعی ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے باہر ایک باوردی

نوجوان موجود تھا۔ اس نے ان تینوں کے قریب پہنچنے پر انہیں انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ صدیقی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور چوہان بھی اندر داخل ہوئے تو بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے تشریف لائیے ۔ میرا نام الیگزینڈر ہے"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام رابرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مس جیکولین اور مسٹر ولسن"...... صدیقی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا جبکہ چوہان اور صالحہ بغیر مصافحہ کئے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"جی فرمایئے"...... الیگزینڈر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کارڈ ہے شارٹی انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کا۔ انہوں نے کہا تھا کہ جیپ آپ کو دے دی جائے ۔ ان تک واپس پہنچ جائے گی"...... صدیقی نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر الیگزینڈر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ کہاں ہے جیپ"...... الیگزینڈر نے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل کے باہر موجود ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اس کی چابیاں"...... الیگزینڈر نے کہا تو صدیقی نے جیب سے چابیاں نکال کر اسے دے دیں تو الیگزینڈر نے ہاتھ بڑھا کر سامنے

پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی جیگر کو کال کر کے اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیا فوری آگے جانا چاہتے ہیں"...... الیگزینڈر نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے اس گاؤں میں ہمارے لئے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اگر ہے تو بتائیں ہم رک جائیں گے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں جانا چاہتے ہیں"...... الیگزینڈر نے پوچھا۔

"تل ابیب"...... صدیقی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پھر آج رات رکنا ہو گا کیونکہ یہاں سے صرف ایک فلائٹ تل ابیب جاتی ہے اور وہ کل صبح جائے گی البتہ یہاں سے قریب آثار قدیمہ کا ایک پوائنٹ موجود ہے وہ اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں یا پھر گاؤں کی مخصوص زندگی بھی آپ کو دکھائی جا سکتی ہے"۔ الیگزینڈر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یہ چابیاں لو اور باہر موجود جیپ کو چیک کرو اور پھر گیراج میں پارک کر دو"...... الیگزینڈر نے چابیاں اس آنے والے نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے بیگ جیپ میں موجود ہیں۔ وہ ساتھ پارک نہ کر دینا"...... صدیقی نے کہا۔

"بیگ یہاں لے آؤ"...... الیگزینڈر نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا چابیاں لے کر واپس چلا گیا۔

"آپ تل ایب میں کہاں ٹھہریں گے"...... الیگزینڈر نے کہا۔

"ظاہر ہے کسی ہوٹل میں۔ ویسے ہم پہلی بار تل ایب جا رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے تل ایب کے سب سے بڑے اور اچھے ہوٹل رین بو میں کمرے یہیں سے بک کرائے جا سکتے ہیں"...... الیگزینڈر نے کاروباری انداز میں کہا۔

"ہم وہاں جا کر ہوٹل دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ ویسے آپ یہاں ہمارے لئے تین کمرے بک کرا دیں اور صبح کے طیارے میں تل ایب کے لئے بھی بکنگ کرا دیں"...... صدیقی نے کہا تو الیگزینڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہو جائیں گی۔ آپ بے فکر رہیں"...... الیگزینڈر نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دو بیگ تھے۔

"میں نے جیپ گیراج میں پارک کر دی ہے"...... نوجوان نے چابیاں واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... الیگزینڈر نے کہا تو وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ بیگ وہ وہیں چھوڑ گیا تھا۔

"آپ ہمیں جیپ کی وصولی کی رسید دے دیں"...... صدیقی نے

کہا۔

"یس سر"...... الیگزینڈر نے کہا اور اسی کارڈ کی پشت پر اس نے ہوٹل کی مہر لگائی اور پھر نیچے دستخط کر کے اور تاریخ اور وقت ڈال کر اس نے کارڈ صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

"کمرے کیسے بک ہوں گے"...... صدیقی نے کارڈ کو واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ ہال میں تشریف لے جائیں۔ میں فون کر دیتا ہوں۔ یہ بیگ بے شک یہاں چھوڑ جائیں۔ پورٹر انہیں کمروں میں پہنچا دے گا"...... الیگزینڈر نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر بغیر بیگ اٹھائے وہ آفس سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے واپس ہال میں پہنچ گئے۔ وہاں کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے ان کے کاغذات دیکھ کر رجسٹر میں اندراجات کئے اور پھر کاغذات واپس کر دیئے۔ صدیقی نے اسے پیمنٹ کی اور پھر ایک سپروائزر انہیں اس طرف کو لے گیا جہاں رہائشی کمرے تھے۔ تینوں کمرے ساتھ ساتھ تھے اور درمیانے درجے کے تھے۔ صالحہ اور چوہان، صدیقی کے نام پر بک کمرے میں ہی رک گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کے دونوں بیگ بھی کمرے میں پہنچا دیئے گئے اور صدیقی نے ویٹر کو ٹپ دینے کے ساتھ ساتھ ہاٹ کافی بھجوانے کا بھی کہہ دیا۔ ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا تو صدیقی کے اشارے پر چوہان نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا تو صدیقی نے اپنے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی اتاری اور پھر اس نے گھڑی کے

چین کے ایک مخصوص حصے کو انگوٹھے سے تین بار مخصوص انداز
میں دبایا تو گھڑی کے ڈائل پر سرخ رنگ کا ایک نکتہ تیزی سے جلنے
بجھنے لگ گیا۔ صدیقی گھڑی اٹھائے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر
اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے گھڑی کے اس حصے
کو دوبارہ دبا دیا۔ پھر واپس مڑا اور گھڑی کو کلائی پر باندھ لیا۔
"کلیئر ہے"...... صدیقی نے اس بار اصل لہجے میں کہا تو چوہان
نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔
"کیا اس جیپ میں ڈکٹا فون واقعی لگایا گیا تھا یا تم نے احتیاط کی
تھی"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"احتیاط بے حد ضروری ہے مس صالحہ۔ ہم اس وقت جلتے ہوئے
انگاروں پر چل رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا اور صالحہ نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاٹ کافی سرو کر دی گئی اور وہ تینوں
ہاٹ کافی پینے میں مصروف ہو گئے لیکن ابھی انہوں نے ہاٹ کافی ختم
ہی کی تھی کہ یکلخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ
ہی چار مشین گنوں سے مسلح فوجی کمانڈوز انداز میں اندر داخل
ہوئے۔
"خبردار۔ اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لو"...... ان میں سے ایک نے
چیختے ہوئے کہا۔
"کیا ہوا ہے"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاتھ سر پر رکھو ورنہ ابھی فائر کھول دیں گے"...... اسی فوجی نے

چیختے ہوئے کہا تو صدیقی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لئے۔ اس کی
پیروی صالحہ اور چوہان نے بھی کی۔
"اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہاں ٹورسٹوں سے یہ سلوک ہوتا ہے
تو ہم ادھر کبھی نہ آتے"...... صدیقی نے کرخت لہجے میں کہا۔
"اٹھ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے ہاتھ
اپنی پشت پر کر لو۔ جب تک تم احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے تو
زندہ رہو گے ورنہ ہم ایک لمحے میں فائر کھول دیں گے"...... اسی
فوجی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو صدیقی اٹھا اور اس
نے دیوار کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ عقب میں کر لئے۔
صالحہ اور چوہان نے بھی اس بار اس کی پیروی کی اور پھر ان تینوں
کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔
"انہیں لے آؤ اور ان کا سامان بھی لے آؤ"...... اس فوجی کی آواز
سنائی دی جو شروع سے اب تک بول رہا تھا اور پھر انہیں بازوؤں سے
پکڑ کر کمرے سے باہر لایا گیا لیکن ہال کی طرف لے جانے کی بجائے
انہیں ایک اور راستے سے ہوٹل کے عقب میں لے آیا گیا۔ یہاں
ایک فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔
"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں تم لوگ کہاں لے جا رہے
ہو"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"خاموشی سے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جاؤ۔ تمہیں قریبی بڑے شہر گرونا
لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں تمہاری مزید چیکنگ ہو گی کیونکہ تمہارے

کمرے سے ریڈ کاشن ملا ہے"...... اس فوجی نے کہا۔

"ریڈ کاشن۔ وہ کیا ہوتا ہے"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو ایجنٹوں کے پاس ہو سکتی ہے۔ سیاحوں کے پاس نہیں"...... اس فوجی نے کہا تو صدیقی نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈکٹا فون چیک کرنے کے لئے گھڑی کے اندر موجود مخصوص گائیگر کی وجہ سے ریڈ کاشن انہیں ملا ہو گا۔ بہرحال وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ ان کے پیچھے دو مسلح فوجی بیٹھ گئے تھے۔

"ہمارا سامان کہاں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ بھی پہنچ جائے گا۔ فکر مت کرو"...... عقب میں بیٹھے فوجی نے کہا اور صدیقی نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور انہیں آئی کوڈ کے ذریعے فی الحال مطمئن رہنے کا کہا اور پھر وہ خود بھی اطمینان سے بیٹھ گیا۔ چوہان اور صالحہ دونوں ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ بہرحال انہیں اتنا اطمینان ضرور تھا کہ وہ اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور فی الحال یہ بات ان کے نقطہ نظر سے ان کی کامیابی تھی۔

لارڈ بوفمین جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ میز پر رکھے ہوئے کئی رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ بوفمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کلیبر بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے جیوش چینل کے چیف سیکورٹی آفیسر اور اس کے نمبر ٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ کلیبر ایکریمیا کا ٹاپ ایجنٹ تھا اور لارڈ بوفمین اسے خصوصی طور پر اسرائیل لائے تھے تاکہ جیوش چینل میں کام کر سکے۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے ایک بار پھر کہا۔

"سر تین مختلف رپورٹیں ہیں۔ میں باری باری سناتا ہوں۔ پاکیشیا کے ایک سرحدی گاؤں آسلم میں پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچ

رہی ہے۔ اس میں عمران کے ساتھ ایک سوئس نژاد لڑکی ہے اور دو
پاکیشیائی ہیں۔ عمران اپنے اصل چہرے میں ہے اور ان کی آمد کی
اطلاع جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں کو مل چکی ہے اور دونوں
ایجنسیاں اپنے اپنے انداز میں انہیں گھیرنے کا پلان بنا رہی
ہیں"...... دوسری طرف سے کلیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے صرف نگرانی کرانی ہے۔ مداخلت نہیں
کرنی"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"دوسری رپورٹ بتاؤ"...... لارڈ بوفمین نے پوچھا۔

"جناب۔ ریڈ اتھارٹی کو رپورٹ ملی ہے کہ دو ایکریمی تل ابیب
پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے تل ابیب ہوٹل کے سپروائزر فورڈ سے ملا
ہے اور یہ فورڈ سائنسی لیبارٹریوں کو سپلائی کا کام کرتا ہے۔ اس
ریڈ اتھارٹی نے ان کے اغوا کا حکم دے دیا ہے"...... کلیسر نے کہا۔

"کیا یہ فورڈ ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں بھی جا
ہے"...... لارڈ بوفمین نے چونک کر پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب۔ ویسے اس نے کبھی کوئی چیز وہاں سپلا
نہیں کی"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"اس سے معلوم کرو اور اگر اسے معلوم ہے تو اسے گولی سے ا
دو"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیا۔

"یس سر۔ ان آنے والے ایکریمیوں کے بارے میں کیا

ہے"...... کلیسر نے کہا۔

"اگر انہیں ریڈ اتھارٹی کلیئر بھی کر دے تو بھی ان کی نگرانی
کراؤ۔ بہرحال جب تک اے ایم لیبارٹری کو یقینی خطرہ لاحق نہ ہو
جائے تب تک تم نے کسی سلسلے میں مداخلت نہیں کرنی"۔ لارڈ
بوفمین نے کہا۔

"یس سر"...... کلیسر نے پہلے کی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اور تیسری رپورٹ"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"شام کی سرحد کی طرف سے ریڈ اتھارٹی نے خصوصی چیکنگ
مراکز اور نظام قائم کیا ہوا ہے۔ ایک جیپ وہاں سے اسرائیل میں
داخل ہوئی ہے۔ اس میں ایک عورت اور دو ایکریمی ٹورسٹ موجود
تھے۔ چیک پوسٹ پر ہر طرح سے ان کی چیکنگ کی گئی لیکن وہ اوکے
تھے اس لئے انہیں کلیئر کر دیا گیا لیکن وہ گاؤں کے ہوٹل میں ٹھہرے
جہاں ایک خصوصی نظام نصب کیا گیا تھا کہ اگر کسی کمرے میں
موجود افراد کے پاس کوئی ایسا آلہ ہو جو سیکرٹ سروس کے ممبرز
استعمال کر سکتے ہیں تو اس کے آن ہوتے ہی ریڈ کاشن مل جائے۔
وہاں ایک کمرے میں ریڈ کاشن ملا اور یہ تینوں ٹورسٹ اس کمرے
میں موجود تھے۔ چنانچہ انہیں مزید چیکنگ کے لئے بڑے شہر گروغالے
لایا جا رہا ہے جہاں ان کی مزید تفصیل سے چیکنگ کی جائے
گی"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر یہ بھی کلیئر ہو جائیں تب بھی ان کی نگرانی کراتے رہنا"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ بوفمین نے رسیور رکھ دیا لیکن چند لمحوں بعد ہی سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"واگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے اپنی عادت کے مطابق اس بار بھی صرف یس کہنے پر اکتفا کیا۔

"جناب ایک مشکوک کال چیک کی گئی ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا۔ تفصیل بتاؤ"...... لارڈ بوفمین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ ناڈرن کے دارالحکومت سے یہاں تل ابیب میں ریڈ ڈائنرز نامی ایک فلسطینی تنظیم سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی جس کا نام یوسف ہے، کو کال کی گئی ہے۔ یوسف کپڑے کا تاجر ہے اور گو یہ کال بزنس کے سلسلے میں ہے لیکن اس میں دو الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہیں جس نے اس کال کو مشکوک کر دیا ہے۔ ایک لفظ ایرو اور دوسرا لفظ لارڈ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کال اے ایم لیبارٹری اور جیوش چینل کی چیکنگ کے سلسلے میں کی گئی ہے"۔

واگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایرو کا لفظ کس انداز میں استعمال کیا گیا ہے"...... لارڈ بوفمین نے پوچھا۔

"جناب۔ دونوں الفاظ کپڑوں کے نام کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔ ہم نے مارکیٹ سے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ان دونوں ناموں کا کوئی کپڑا مارکیٹ میں موجود نہیں ہے"...... واگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس یوسف کی نگرانی کرو اور اگر یہ کوئی کال کرے یا کوئی پارٹی اس سے رابطہ کرے تو اس کا ماہرانہ انداز میں تجزیہ کراؤ"۔ لارڈ بوفمین نے کہا۔

"اسے گرفتار کر کے اس سے پوچھ گچھ نہ کی جائے باس"۔ واگر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح اطلاع اصل پارٹی تک پہنچ جائے گی اور وہ دوبارہ اس سے رابطہ نہیں کرے گی۔ ہم نے صرف اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر کام کرنا ہے۔ اگر یوسف مشکوک ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ کال پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کی ہو اور یا اس کا کوئی ممبر اس سے ملاقات کرے تو ہم نے اسے پکڑنا ہے"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ لوگ کم از کم جیوش چینل سے نہیں بچ سکتے "...... لارڈ بوفمین نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف موجود فائل اٹھا کر سامنے رکھی اور اسے کھول کر اس پر جھک گیا۔

وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ

آسلم گاؤں ناڈرن اور اسرائیل کی سرحدی پٹی پر واقع تھا اور اسرائیل کی سرحد گاؤں سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور اس گاؤں میں رہنے والے اونٹ پالنے اور فروخت کرنے میں دور دور تک مشہور تھے۔ گاؤں کے درمیان ایک بڑا سا مکان تھا جس کے باہر خاصا وسیع احاطہ تھا۔ یہ مکان گاؤں کے سردار مغیث کا ڈیرا تھا جہاں گاؤں کے مکینوں کے درمیان ہونے والے تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ گاؤں میں رہنے والوں کا اگر کوئی مہمان آتا تو اسے بھی ڈیرے پر ہی رکھا جاتا تھا اور سردار کی طرف سے اس کی خاطر مدارت ہوتی تھی کیونکہ یہاں کی خصوصی ثقافت کے تحت کسی ایک کا مہمان سب کا مہمان سمجھا جاتا تھا۔ سردار مغیث اب خاصا بوڑھا ہو چکا تھا اس لئے وہ صرف نگرانی کا کام کرتا تھا جبکہ عملی طور پر گاؤں کی سرداری کا سارا کام اس کے

بڑے بیٹے عبدالرحمن کے ذمے تھا۔ عبدالرحمن خاصا تعلیم یافتہ نوجوان تھا اور اس نے اپنی تمام تعلیم اسرائیل سے ہی حاصل کی تھی۔ عبدالرحمن کا ارادہ تو شہر جا کر ملازمت کرنے کا تھا لیکن سردار مغیث نے اسے گاؤں میں رہنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا تھا اور ملازمت کی بجائے جدید انداز میں اونٹ پالنے کا ایک بڑا فارم اس نے گاؤں کے قریب ہی قائم کر لیا تھا۔ چونکہ عبدالرحمن خاصا تعلیم یافتہ تھا اس لئے اس نے اونٹ پالنے اور انہیں فروخت کرنے میں جدید انداز استعمال کئے تھے جس کی وجہ سے اس کا یہ کاروبار بے حد پھل پھول گیا تھا اور کہا جاتا تھا کہ عبدالرحمن نے اونٹوں کے اس کاروبار سے اتنی دولت پیدا کر لی تھی کہ اس کی ٹکر کے رئیس گاؤں میں کم ہی رہ گئے تھے لیکن اس دولت مندی کے باوجود عبدالرحمن بے حد بااخلاق اور انتہائی نرم خو نوجوان تھا اور وہ گاؤں کے ہر آدمی کی عزت کرتا تھا اور اکثر گاؤں کے بیمار اور کمزور آدمیوں کو اس انداز کی مالی امداد کرتا تھا کہ انہیں اپنے دکھ اور بیماریاں بھول جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ پورے گاؤں میں عبدالرحمن کی بے پناہ عزت کی جاتی تھی اور اس کا احترام سردار مغیث سے بھی زیادہ کیا جاتا تھا۔ ڈیرے کے ایک بڑے سے کمرے میں اس وقت فرش پر بچھی ہوئی دری پر عمران، جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے جبکہ ان کے ساتھ سردار مغیث بھی ایک گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک

جیپ کے ذریعے تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچا تھا اور چونکہ یہاں آنے سے پہلے اس نے ایک مخصوص ہرکارے کے ذریعے سردار مغیث کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اس لئے سردار مغیث پہلے سے ان کے استقبال کے لئے تیار تھا۔ چنانچہ سردار مغیث نے گاؤں کے آدمیوں کے ساتھ گاؤں سے باہر آ کر ان کا استقبال کیا اور پھر وہ سب اکٹھے ہی اس ڈیرے پر آ گئے۔ گاؤں کے لوگ تو استقبال کے بعد واپس چلے گئے لیکن سردار مغیث وہیں رہ گیا۔ سردار مغیث کا بیٹا عبدالرحمن کسی ضروری سلسلے میں کسی ہمسایہ گاؤں گیا ہوا تھا لیکن اسے اطلاع بھجوا دی گئی تھی اس لئے وہ کسی بھی وقت واپس آ سکتا تھا۔

" سردار عمران۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ آپ جب پہلی بار یہاں آئے تھے تو آپ انتہائی اچھی اور خوشگوار یادیں چھوڑ گئے تھے "...... سردار مغیث نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات درست بھی تھی۔ عمران اسرائیل میں ایک مشن کے دوران اس گاؤں میں پہلے بھی آ چکا تھا اور تب سے ہی اس کی دوستی سردار مغیث سے ہو گئی تھی۔

" سردار مغیث آپ نے جس بے لوث انداز میں ہماری مدد کی تھی وہ مجھے یاد ہے اور اسی لئے ہم دوبارہ بھی حاضر ہوئے ہیں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ حکم کریں سردار عمران۔ آسلم گاؤں کے مکین اور ہم سب

آپ کے قدردان ہیں"...... سردار مغیث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے اسرائیل میں تعلیم حاصل کی ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں سردار۔ اس علاقے کے اکثر نوجوان وہیں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں"...... سردار مغیث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر تو سردار عبدالرحمن کے اسرائیلی حکام سے خاصے گہرے رابطے ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ اس کا حکام سے کیا تعلق۔ البتہ اس کے اسرائیلی دوست اکثر اس سے ملنے آتے جاتے رہتے ہیں یا پھر اونٹوں کے بیوپاری آتے ہیں کیونکہ عبدالرحمن نے اونٹ پالنے کا کاروبار کیا ہوا ہے"۔ سردار مغیث نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان جس کے چہرے پر چھوٹی سی سیاہ داڑھی تھی اندر داخل ہوا اور اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

" یہ میرا بیٹا عبدالرحمن ہے اور عبدالرحمن یہ پاکیشیا کے سردار علی عمران ہیں اور یہ ان کے ساتھی"...... سردار مغیث نے تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران اس سے ملنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی کھڑے ہوگئے۔

" ارے ارے آپ کیوں مجھے شرمندہ کر رہے ہیں"۔ عبدالرحمن نے کہا اور پھر اس نے انتہائی گرمجوشانہ انداز میں عمران، صفدر اور

کیپٹن شکیل سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا کے سامنے اس نے صرف سر جھکایا اور اس کے بعد وہ اپنے باپ کے قریب ہی دری پر بیٹھ گیا۔

" سردار عبدالرحمن۔ سردار مغیث نے بتایا ہے کہ تم نے اسرائیل میں تعلیم حاصل کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ میں نے گریجوایشن تل ابیب یونیورسٹی سے کیا ہے"...... عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تو تمہارے رابطے اسرائیلی حکام سے ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں جناب۔ میں نے وہاں تعلیم تو حاصل کی ہے لیکن سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ میرے اسرائیل میں چند دوست تو ہیں لیکن حکام سے میرا کوئی رابطہ نہیں ہے"...... عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سردار مغیث ہم نے تل ابیب اس انداز میں پہنچنا ہے کہ اسرائیل کے سرحدی حکام ہمیں چیک نہ کر سکیں۔ کیا ایسا ممکن ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں بتاتا ہوں۔ ایک ایسا راستہ موجود ہے جو قطعاً محفوظ ہے۔ اس پر چیکنگ نہیں ہوتی اور آپ اطمینان سے اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں اور آسانی سے قریبی شہر مارکوم پہنچ کر وہاں سے طیارے کے ذریعے یا ٹرین کے ذریعے تل ابیب پہنچ سکتے

ہیں۔ ایک بار آپ اسرائیل میں داخل ہو جائیں تو پھر آپ کو وہاں
کوئی چیک نہ کرے گا کیونکہ آج کل اسرائیل میں تقریباً ہر قومیت
کے سیاح آسانی سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان سب کی چیکنگ صرف
سرحدوں پر ہی ہوتی ہے"...... سردار مغیث کے بولنے سے پہلے
عبدالرحمن بول پڑا اور عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس
کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

" وہ راستہ کہاں ہے۔ مجھے تفصیل بتائیں کیونکہ اسرائیل کی
ایجنسیاں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں سرحدوں کی انتہائی کڑی
نگرانی کر رہی ہیں اور انہیں ہمارے بارے میں اطلاع بھی مل چکی
ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ جسے تم خفیہ راستہ کہہ رہے ہو وہ اب
خفیہ نہ رہا ہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک پوائنٹ ایسا
ہے کہ جہاں کھجوروں کا کافی بڑا باغ ہے۔ یہ باغ اسرائیلی سرحد سے
بالکل قریب ہے اور اس باغ کی دوسری جانب کچھ فاصلے پر اسرائیلی
سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف بھی کھجوروں کا باغ ہے۔
درمیان میں اسرائیلی سڑک ہے۔ دوسری طرف باغ کا ٹھیکہ بھی
میرے پاس ہے۔ میں ایسے ٹھیکے لیتا رہتا ہوں۔ آپ ادھر باغ میں
داخل ہوں گے اور درمیانی سڑک کراس کر کے دوسرے باغ میں
داخل ہو جائیں گے۔ پھر اس باغ کو کراس کر کے آپ چار کلو میٹر
پیدل چلیں گے تو آپ مار کوم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں سے

آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں"...... عبدالرحمن نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ اس باغ کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہو"۔ عمران
نے کہا۔

" جناب آپ بے شک پہلے میرے ساتھ اکیلے جا کر چیکنگ کر لیں
اگر آپ مطمئن ہو جائیں تو پھر آپ کے ساتھی بھی جا سکتے ہیں"۔
عبدالرحمن نے کہا۔

" ٹھیک ہے پہلے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میرے ساتھی
یہاں رہیں گے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی کھانا تیار ہو رہا ہے
کھا کر چلے جانا"...... سردار مغیث نے کہا۔

" میں نے صرف چیکنگ کرنی ہے۔ میں چیکنگ کر کے واپس آ رہا
ہوں پھر کھانا کھا کر کوئی پروگرام بنائیں گے"...... عمران نے کہا
اور سردار مغیث نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو
وہیں رکنے کا اشارہ کر کے وہ عبدالرحمن کے ساتھ کمرے سے باہر
احاطے میں آ گیا۔ وہاں عبدالرحمن کی جیپ موجود تھی۔

" آئیے جناب"...... عبدالرحمن نے کہا اور جیپ کی ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھ گیا اور جیسے ہی عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا عبدالرحمن
نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے گھما کر وہ احاطے سے باہر لایا اور پھر چند
لمحوں بعد اس کی جیپ دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

" کیا آپ پاکیشیا کی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں"۔

عبدالرحمن نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ جی پی فائیو اور کسی دوسری سرکاری ایجنسی کی بات کر رہے تھے اس لئے پوچھ رہا ہوں"...... عبدالرحمن نے کہا۔

"دوسری ایجنسی ریڈ اتھارٹی ہے۔ کیا تم نے یہ نام کبھی سنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ البتہ جی پی فائیو کو میں جانتا ہوں۔ جب میں تل ابیب میں زیر تعلیم تھا تو یہ نام وہاں دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا"...... عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد جیپ کھجوروں کے ایک گھنے باغ کے سامنے جا کر رک گئی۔ باغ کے گرد باقاعدہ اونچی چاردیواری بنائی گئی تھی۔ عبدالرحمن نے جیپ اس چاردیواری میں بنے ہوئے ایک چوڑے دروازے کے سامنے روک دی۔ پھر اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو گیٹ کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آگیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عبدالرحمن کو سلام کیا۔

"گیٹ کھولو قاسم"...... عبدالرحمن نے گیٹ سے باہر آنے والے مقامی آدمی سے کہا اور وہ آدمی تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھل گیا اور عبدالرحمن نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر جیپ باغ میں داخل ہو گئی۔ سائیڈ پر ایک باقاعدہ کچی سڑک تھی جو بل کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور عبدالرحمن جیپ دوڑاتا

ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ باغ کافی وسیع و عریض تھا۔ بہرحال اس کی آخری حد آ گئی۔ یہاں دیوار تھی لیکن اس دیوار میں باقاعدہ دروازہ موجود تھا۔ عبدالرحمن نے جیپ وہیں روک دی۔

"آئیے"...... عبدالرحمن نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عبدالرحمن نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر پہلے سر باہر نکال کر اس نے دونوں اطراف میں دیکھا اور پھر عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازے سے باہر چلا گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے گیا تو کچھ فاصلے پر ایک چوڑی سڑک تھی۔ عبدالرحمن اس سڑک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر سڑک پر آ کر کچھ آگے بڑھے ہی تھے کہ انہیں کھجوروں کے ایک اور باغ کی اونچی دیوار نظر آنے لگ گئی لیکن اس کا کوئی دروازہ سڑک کی طرف نہیں تھا۔ عبدالرحمن اس دیوار کے قریب پہنچ کر دائیں طرف کو چل پڑا اور پھر ایک جگہ وہ رک گیا۔ وہاں دیوار میں ایک چھوٹا سا خلا تھا۔

"آئیے"...... عبدالرحمن نے کہا اور اس خلا میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے عمران بھی اندر داخل ہوا۔

"کیا اس کا باقاعدہ راستہ ادھر نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس کا گیٹ دوسری طرف ہے۔ ہم ادھر سے آتے جاتے ہیں"...... عبدالرحمن نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر وہ جیسے ہی آگے بڑھے ایک طرف سے ایک مقامی آدمی

آتا دکھائی دیا۔ اس نے عبدالرحمن کو سلام کیا۔

" ہاشم۔ ادھر کوئی گشتی ٹیم تو نہیں آئی "...... عبدالرحمن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں سردار "...... ہاشم نے جواب دیا اور عبدالرحمن نے اطمینان بھرے انداز میں سرہلا دیا۔

" تم جاؤ اور اپنا کام کرو "...... عبدالرحمن نے ہاشم سے کہا اور وہ سلام کر کے ایک سائیڈ پر چلا گیا۔ عمران اور عبدالرحمن دونوں پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہ باغ پہلے باغ کی نسبت کافی چھوٹا تھا اس لئے جلد ہی اس کی دوسری سمت آ گئی اور یہاں واقعی لکڑی کا ایک بڑا گیٹ تھا۔ گیٹ اندر سے بند تھا۔ عبدالرحمن نے گیٹ کھولا اور پھر وہ عمران سمیت تیزی سے باہر آ گیا۔ دوسری طرف ایک کچی سڑک اور اس کے بعد قدرے ناہموار سا میدان تھا اور دور آبادی کے آثار نظر آ رہے تھے۔

" یہ مارکوم شہر ہے عمران صاحب۔ یہاں ایئرپورٹ بھی ہے اور ٹرین ٹریک بھی۔ یہاں سے آپ آسانی سے تل ابیب پہنچ سکتے ہیں "...... عبدالرحمن نے اس طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا جدھر آبادی کے آثار نظر آ رہے تھے۔

" مجھے حیرت ہے کہ اس پوائنٹ کو چیکنگ کرنے والی پارٹیوں نے کیوں نظرانداز کر رکھا ہے "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ آج تک ادھر سے انہیں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ دونوں طرف رہنے والے لوگ تو بغیر چیکنگ کے آسانی سے ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں جبکہ غیر ملکی کبھی ادھر آیا ہی نہیں "۔ عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ ویسے ایسا راستہ میرے خیال میں بھی نہ تھا۔ یہ راستہ واقعی انتہائی محفوظ راستہ ہے لیکن تم نے اپنے ملازم ہاشم سے گشتی ٹیم کے بارے میں پوچھا تھا اس کی کوئی خاص وجہ ہے "۔ عمران نے کہا۔

" گشتی ٹیمیں اکثر یہاں آتی جاتی رہتی ہیں لیکن وہ بھی یہاں صرف کھجوروں کا رس پینے کے لئے رک جاتی ہیں۔ ہاشم کو ہدایت ہے کہ وہ ان کی اچھی طرح خاطر مدارت کیا کرے میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ کہیں کوئی گشتی ٹیم ادھر گیٹ کے آس پاس موجود نہ ہو "۔ عبدالرحمن نے کہا۔

" اوکے۔ آؤ چلیں "...... عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی یہ راستہ بے حد پسند آیا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کھانا کھا کر اپنے ساتھیوں سمیت اس راستے سے مارکوم پہنچ جائے گا اور پھر عبدالرحمن اور وہ دونوں گیٹ میں داخل ہوئے لیکن ابھی وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ اچانک چٹک کی آواز سنائی دی اور کوئی چیز عمران کی ناک سے ٹکرائی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک پڑتا چلا گیا جیسے

کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس
اس تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

تنویر اور خاور دونوں ایکریمی میک اپ میں ٹورسٹوں کے
کاغذات کی بنا پر آسانی سے تل ابیب کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کے
تمام کاؤنٹروں سے کلیئر ہو کر باہر پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔ گو ان
کے کاغذات کی اچھی طرح سکریننگ کی گئی تھی لیکن چونکہ کاغذات
اصل تھے اس لئے انہیں جلد ہی کلیئر کر دیا گیا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم
اٹھاتے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے فورڈ کو فون کر لیں"...... خاور نے کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے"...... تنویر نے چونک کر
پوچھا۔

"تاکہ اس کی موجودگی کنفرم ہو جائے۔ اب یہ ضروری تو نہیں
کہ سپروائزر چوبیس گھنٹے ہوٹل میں موجود رہتا ہو گا"...... خاور نے
کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر وہ ہوٹل میں نہ ہو گا تو اس کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر لیں گے"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں چونکہ لوکل کال فری تھی اس لئے اسے یہاں کسی قسم کے سکے یا کارڈ وغیرہ استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی البتہ فارن کال کرنے کے لئے اس کی ضرورت پڑتی تھی۔ تنویر نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہوٹل تل ابیب کے نمبر اسے معلوم تھے۔

"تل ابیب ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ سپروائزر فورڈ سے بات کرائیں"۔ تنویر نے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تل ابیب سے ہی بول رہا ہوں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فورڈ بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد فورڈ کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں فورڈ۔ ولنگٹن کی میڈم روز نے آپ سے ہمارے بارے میں بات کی تھی"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... فورڈ نے چونک کر جواب دیا۔

"تل ابیب کے ایئرپورٹ سے"...... تنویر نے کہا۔

"آ جائیں میں ہوٹل میں ہی موجود ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ خاور اس کے انتظار میں موجود تھا۔

"کیا رہا"...... خاور نے پوچھا۔

"وہ ہوٹل میں موجود ہے۔ آؤ"...... تنویر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں سوار ہوٹل تل ابیب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تل ابیب ہوٹل خاصا وسیع و عریض اور چھ منزلہ تھا۔ ٹیکسی اس کے سامنے جا کر رکی تو تنویر اور خاور نیچے اترے اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہوٹل میں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا اور ان کی اکثریت ایکریمی سیاحوں کی ہی تھی اس لئے وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہال میں داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا نام مائیکل ہے اور مجھے سپروائزر فورڈ سے ملنا ہے"۔ تنویر نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر گرل سے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں اسے کال کرتی ہوں"...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"یس مس"...... اس نوجوان نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سپروائزر فورڈ کو اطلاع دے دو کہ اس سے دو صاحبان ملنے آئے ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"یس مس"...... اس نوجوان نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے وہی نوجوان تھا جو اسے بلانے گیا تھا اس لئے خاور اور تنویر سمجھ گئے کہ یہی فورڈ ہے۔

"یہ صاحبان تم سے ملنے آئے ہیں فورڈ"...... کاؤنٹر گرل نے فورڈ کے قریب پہنچنے پر تنویر اور خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جوزف"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آئیے میرے ساتھ"...... فورڈ نے کہا اور تیزی سے سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور خاور اس کے پیچھے تھے اور اس سائیڈ پر وہ ایک راہداری سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرہ خالی تھا البتہ اس میں ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد چند کرسیاں

موجود تھیں۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

"تشریف رکھیں میں کمرے کو محفوظ کر لوں"...... فورڈ نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازہ بند کیا اور سوئچ پینل کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ تنویر اور خاور کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ فورڈ آکر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں جناب"...... فورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں چند معلومات چاہئیں اور یہ معلومات ایک سرکاری لیبارٹری کے بارے میں ہیں"...... تنویر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو فورڈ چونک پڑا۔

"سرکاری لیبارٹری لیکن میرا تو سرکاری لیبارٹریوں سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں صرف اس کا محل وقوع معلوم کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ کام البتہ ہو سکتا ہے۔ کون سی لیبارٹری ہے"۔ فورڈ نے کہا۔

"ایرو میزائل لیبارٹری"...... تنویر نے کہا تو فورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ نہیں۔ سوری میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ

جا سکتے ہیں"...... فورڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" معاوضہ کی فکر مت کرو فورڈ اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے اس لیبارٹری کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ اس لیبارٹری میں ایک ایکریمی سائنس دان کام کر رہا ہے اس سائنس دان کا نام جیمز ولسن ہے۔ وہ ایکریمیا کے ایک سنڈیکیٹ کا بہت بڑا مقروض ہے۔ ہم نے اس سائنس دان سے فائنل بات کرنی ہے کیونکہ یہ خفیہ لیبارٹری ہے اس لئے وہ سمجھ رہا ہے کہ سنڈیکیٹ اسے تلاش نہ کر سکے گا اس لئے وہ مطمئن ہے"...... تنویر نے کہا۔

" لیکن آپ کا اس سے رابطہ ہو ہی نہ سکے گا۔ پھر آپ کا معلومات حاصل کرنے کا فائدہ"...... فورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ کام سنڈیکیٹ کا ہے کہ وہ اس سے کس انداز میں رابطہ کرتا ہے۔ ہمارا نہیں ہے ہمیں صرف اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا ہے۔ باقی کام سنڈیکیٹ کے دوسرے لوگ خود ہی کر لیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں لیکن اس کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالر ہو گا"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فورڈ نے کہا۔

" رقم مل جائے گی اس کی فکر مت کرو لیکن تم اپنی بات کو کنفرم کیسے کرو گے"...... تنویر نے کہا تو فورڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

" کنفرم۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... فورڈ

نے کہا۔

" ہم بچے نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق سنڈیکیٹ سے ہے اگر تم ہمیں ایک فرضی محل وقوع بتا کر ایک لاکھ ڈالر وصول کر لو تو بتاؤ کہ ہم اسے کیسے تلاش کریں گے اس لئے ہمیں کنفرمیشن چاہئے کہ واقعی وہاں ایرو میزائل لیبارٹری موجود ہے"...... تنویر نے کہا۔

" سوری۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ خود بتائیں کہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے بارے میں کنفرمیشن کیسے کرائی جا سکتی ہے"۔ فورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس لیبارٹری میں سپلائی تو بہرحال جاتی ہو گی۔ اگر تم نہیں کرتے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ سپلائی کون کرتا ہے۔ تم اس کا پتہ ہمیں دے دو ہم اس سے کنفرمیشن کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

" سرکاری ادارے سپلائی کرتے ہیں اور یہ سپلائی بھی خفیہ ہوتی ہے"...... فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس سرکاری ادارے کے بارے میں تفصیل بتا دو"...... تنویر نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن بہرحال یہ کام تمہیں خود کرنا ہو گا"...... فورڈ نے کہا۔

" ہم کر لیں گے"...... تنویر نے جواب دیا۔

" رقم مجھے دو۔ میں بتاتا ہوں"...... فورڈ نے کہا تو تنویر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے سامنے

میز پر رکھ دیا۔

" دو مجھے "...... فورڈ نے کہا تو تنویر نے گڈی آگے بڑھا دی۔ فورڈ نے گڈی اٹھا کر اسے باقاعدہ چیک کیا اور پھر گڈی اس نے اپنی جیب میں ڈال لی۔

" اب غور سے سنو۔ تل ابیب سے شمال مشرق کی طرف تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے پر پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ انہیں گوام پہاڑیاں کہا جاتا ہے۔ یہاں پہاڑیوں کے دامن میں ایک خاصا بڑا شہر ہے جسے گوام کہا جاتا ہے لیکن یہ تمام پہاڑیاں اسرائیلی فوج کے قبضے میں ہیں۔ یہاں ہر جگہ فوج کے اڈے اور چھاؤنیاں وغیرہ موجود ہیں۔ عام آدمی کسی طرح بھی ان پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتا اور ایرو میزائل لیبارٹری ان پہاڑیوں کے اندر ایک وادی میں ہے جس کا نام لاگیر ہے۔ ایرو میزائل لیبارٹری اس لاگیر وادی میں ہے۔ لاگیر وادی میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس پر چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جس پر جیوش چینل کی سرکاری ایجنسی کا کنٹرول ہے۔ وہاں سے فوجی بھی بغیر چیکنگ کے آگے نہیں جا سکتا۔ عام آدمی کے تو وہاں پہنچنے کا تصور تک نہیں ہے "...... فورڈ نے کہا۔

" کیا یہ لیبارٹری زیر زمین ہے "...... تنویر نے پوچھا۔

" نہیں۔ وادی کے اندر ہے اور زمین کے اوپر ہے لیکن چاروں طرف پہاڑیوں پر باقاعدہ چیکنگ اڈے بنے ہوئے ہیں اور ان پہاڑیوں پر ہر قسم کے طیارے اور ہیلی کاپٹرز کی پرواز سختی سے ممنوع

ہے۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اسے بغیر نوٹس دیئے میزائل سے مار گرایا جاتا ہے "...... فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں اس بارے میں کیسے معلومات ملی ہیں۔ کیا تم وہاں گئے ہوئے ہو "...... تنویر نے پوچھا۔

" ہاں۔ ایک بار میں اس چیک پوسٹ تک گیا تھا۔ یہ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے۔ اس چیک پوسٹ پر تعینات سیکورٹی آفیسر میرا دوست تھا۔ وہ مجھے فوجی یونیفارم پہنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن اس چیک پوسٹ سے آگے ہم نہیں گئے تھے "...... فورڈ نے کہا۔

" تم وہاں کیوں گئے تھے "...... تنویر نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

" چند چیزیں ایسی ہیں جو سرکاری ادارے سپلائی نہیں کیا کرتے جبکہ میں انہیں سپلائی کر سکتا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے وہاں لے جایا گیا تھا اور اس لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر سے میری ملاقات چیک پوسٹ پر کرائی گئی تھی لیکن اس نے ایسی سخت شرائط عائد کر دیں کہ میری اس سے بات نہ بن سکی۔ اس کے بعد میں وہاں نہیں گیا "...... فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ اب کنفرمیشن کے لئے کوئی ٹپ دے دو "...... تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" سرکاری لیبارٹریوں کو سپلائی وزارت دفاع کا ایک سیکشن کرتا

ہے جسے سپلائی سیکشن کہتے ہیں۔ یہ سیکشن بھی وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں ہی ہے۔ وہاں کا ایک سپرنٹنڈنٹ ہے جس کا نام آسکر ہے وہ تم سے معاوضہ لے کر تمہیں کنفرم کر سکتا ہے"۔ فورڈ نے کہا۔

" اوکے ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو خاور بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ فورڈ بھی اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے بٹن آف کر کے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور خاور بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

" آپ کچھ پینا یا کھانا چاہیں تو ہال میں تشریف لے جائیں۔ یہ میری طرف سے ہو گا"...... فورڈ نے کہا۔

" نہیں شکریہ"...... تنویر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

" کیوں نہ ہم یہیں کوئی کمرہ لے لیں۔ یہاں ایکریمی سیاح خاصی تعداد میں موجود ہیں"...... خاور نے کہا۔

" نہیں۔ یہاں فورڈ سے آمنا سامنا رہے گا اور فورڈ کی کوئی بھی مشکوک حرکت ہمیں بھی مشکوک کر سکتی ہے"...... تنویر نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ہوٹل سے باہر آ گئے۔ اسی لمحے ایک خالی ٹیکسی ان کے سامنے آ کر رکی تو وہ دونوں عقبی نشست پر بیٹھ گئے۔

" رین بو ہوٹل لے چلو"...... تنویر نے کہا۔

" یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے

بڑھتی چلی گئی۔ اچانک سرر کی آواز کے ساتھ ہی دونوں سیٹوں کے درمیان سیاہ شیشے کی چادر سی تن گئی اور وہ دونوں چونکے ہی تھے کہ نامانوس سی بو ان کی ناک سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن سیاہ وادی میں ڈوبتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوششیں کیں لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی تھی۔

ہیلی کاپٹر ایک بڑے شہر کے دائیں کنارے پر بنے ہوئے ایک وسیع و عریض احاطے کے اندر بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اترا تو صدیقی، چوہان اور صالحہ کو ہیلی کاپٹر سے نیچے اترنے کا کہا گیا اور وہ تینوں خاموشی سے نیچے اتر آئے ۔ باہر مسلح افراد موجود تھے۔ ایک طرف ایک عمارت تھی جس کے باہر برآمدہ تھا۔ انہیں اس عمارت میں لے جایا گیا اور پھر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے ۔ یہاں بھی خاصی تعداد میں مسلح افراد تھے جبکہ ایک طرف ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی سخت چہرے کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور کاندھے پر موجود سٹارز کے لحاظ سے وہ کرنل تھا۔

" ہونہہ ۔ تو ریڈ کاشن دینے والے یہی لوگ ہیں"...... اس کرنل نے صدیقی، صالحہ اورچوہان کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے

میں کہا۔

" یہ سب کیا ہے کرنل"...... صدیقی نے کہا۔

" میرا نام کرنل بارتھے ہے اور یہ بتا دوں کہ مجھے پورے اسرائیل میں کرنل بچر کہا جاتا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو کہ تم کون ہو۔ کس ملک کے ایجنٹ ہو اور کیوں اسرائیل میں داخل ہوئے ہو ورنہ یہاں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ آرے سے کاٹا جا سکتا ہے"...... کرنل بارتھے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" ہم ٹورسٹ ہیں۔ اسرائیل میں داخلے کے وقت چیک پوسٹ پر ہماری بھرپور اور مکمل انداز میں چیکنگ کی گئی ہے تم چاہو تو چیکنگ کر لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم سے غلطی تو ہو گئی ہے کہ ہم اسرائیل سیاحت کرنے آ گئے ہیں اس لئے اب اس غلطی کا خمیازہ تو بہرحال بھگتنا ہی پڑے گا"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ وہاں چیکنگ ہوتی ہے اور تمہیں کلیئر کیا گیا ہے لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ گرینڈ ہوٹل کیا اس پورے قصبے پر ہم نے خصوصی اور نظر نہ آنے والی ریز کا جال فضا میں پھیلایا ہوا ہے اس لئے اس قصبے میں اگر کوئی سائنسی آلہ آن ہوتا ہے تو ہمیں ریڈ کاشن مل جاتا ہے اور اس جگہ کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے اور ہمیں ریڈ کاشن ملا اور تمہارے کمرے کی نشاندہی مشینری نے کر

دی۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس کوئی ایسا سائنسی آلہ ہے جو ریز خارج کرتا ہے۔ اب تم خود بتا دو کہ وہ آلہ کیا ہے اور تم نے اسے اس کمرے میں آن کیوں کیا۔ بتاؤ ورنہ ہم خود اسے تلاش کر لیں گے اور تمہیں ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے"...... کرنل بارتھے نے کہا اور صدیقی سمجھ گیا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس نے گھڑی میں موجود جدید انداز کے ٹائیگر کو کمرہ چیک کرنے کے لئے آن کیا تو ریز سگنل انہیں مل گیا۔ ویسے اسے یہ معلوم تھا کہ جب تک اسے مخصوص انداز میں آن نہ کیا جائے یہ کتنی بھی چیکنگ کر لیں یہ گھڑی میں موجود ٹائیگر کو تلاش نہیں کر سکتے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی آلہ ہے۔ ہم تو ٹورسٹ ہیں۔ تم جس طرح چاہو ہماری چیکنگ کر سکتے ہو"۔ صدیقی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔ تمہاری مرضی۔ ہم نے بہرحال اسے تلاش کر لینا ہے"۔ کرنل بارتھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"انہیں ایکسن آئی مشین سے چیک کرو"...... کرنل بارتھے نے کہا تو ان تینوں کو شیشے کے ایک بڑے سے کیبن میں لے جایا گیا۔ یہ کیبن اس ہال کے ایک کونے میں بنا ہوا تھا۔ کیبن میں لکڑی کی بنی ہوئی کرسیاں رکھ دی گئیں اور ان تینوں کو ان کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ پھر کیبن کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ کافی دیر تک وہ وہاں

خاموش بیٹھے رہے پھر دروازہ کھلا اور چار فوجی اندر داخل ہوئے۔

"لباس کے علاوہ ان کے پاس جو کچھ بھی ہو اسے علیحدہ کر دو۔ ان کے جوتوں سمیت"...... ایک فوجی نے کہا تو ان کی گھڑیاں بھی اتار لی گئیں۔ ان کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس میں موجود عام سامان بھی نکال لیا گیا اور ان کے جوتے بھی اتار لئے گئے اور پھر وہ سب سامان لئے اس کیبن سے باہر چلے گئے۔

"یہ سب ناقابل برداشت ہے رابرٹ"...... صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں مس جیکولین۔ انہیں چیک کرنے دو۔ اب جب یہاں آ ہی گئے ہیں تو پھر ان حالات کو فیس کرنا ہی پڑے گا"۔ صدیقی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو محسوس ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ہمیں دشمن ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ لوگ اپنی تسلی کر لیں تو انہیں اطمینان ہو جائے گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کرنل بارتھے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی گھڑی تھی جو صدیقی کی کلائی سے اتاری گئی تھی۔

"اس گھڑی میں انتہائی جدید ٹائیگر ٹریس کر لیا گیا ہے اور اس

گائیکر کی وجہ سے ہمیں ریڈ کاشن ملا ہے اور یہ بات تو بہرحال طے ہے کہ کوئی سیاح ایسا گائیکر نہیں رکھتا"...... کرنل بارتھے نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تم اس گائیکر کی وجہ سے پریشان تھے۔ تم مجھے بتاتے میں تمہیں پہلے ہی بتا دیتا کہ میری گھڑی میں گائیکر موجود ہے۔ اسرائیل آنے سے پہلے مجھے بتایا گیا تھا کہ یہاں بعض ہوٹلوں کے کمروں میں ہوٹلوں کے مالکان نے ایسے خفیہ آلات نصب کئے ہوئے ہیں کہ سیاح جب وہاں رہتے ہیں تو ہوٹل مالکان ان آلات کے ذریعے بلیک میلنگ سٹف تیار کر لیتے ہیں اور پھر انہیں بلیک میل کر کے ان سے بھاری رقومات حاصل کرتے ہیں اس لئے میں نے یہ گھڑی خریدی تھی کہ ہم پہلے چیک کر لیا کریں۔ اگر ہمارے ذہنوں میں کوئی غلط بات ہوتی تو ہم یہ گھڑی اس طرح کھلے عام کلائی پر نہ باندھے پھرتے"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم واقعی انتہائی ہوشیار اور تیز آدمی ہو۔ تم نے واقعی بڑی ہوشیاری سے ایک قابل قبول کہانی سنائی ہے لیکن اب بہرحال تمہاری انتہائی سخت چیکنگ ضروری ہو گئی ہے اور اس کے لئے تمہیں ایک سرکاری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر بھجوایا جا رہا ہے۔ اگر تم نے انہیں مطمئن کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے ورنہ تمہاری لاشیں بھی غائب کر دی جائیں گی"...... کرنل بارتھے نے کہا۔

"کس ایجنسی کی بات کر رہے ہو۔ کیا انٹیلی جنس بیورو کی بات

کر رہے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ریڈ اتھارٹی"...... کرنل بارتھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر اس شیشے والے کیبن سے باہر نکل گیا اور پھر دروازہ بند ہوتے ہی صدیقی نے چوہان اور صالحہ کی طرف دیکھا اور آئی کوڈ میں انہیں بتانا شروع کر دیا کہ وہ خاموش رہیں اس طرح وہ خود بخود ریڈ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے۔ ان کا مشن بھی یہی تھا لیکن ابھی اس کا پیغام جاری تھا کہ کیبن کی چھت سے تیز روشنی نکلی اور اس کے ساتھ ہی صدیقی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے گرد سیاہ دھواں پھیلتا چلا جا رہا ہو اور پھر پلک جھپکنے میں اس کے تمام احساسات اس سیاہ چادر میں جیسے ڈوبتے چلے گئے۔

جولیا کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں کے سامنے دھند کا دبیز سیاہ پردہ سا چھایا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہو گئی اور اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ اس کا پورا جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ صرف اس کا سر ادھر ادھر گھوم سکتا تھا جبکہ وہ خود راڈز میں جکڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے بائیں طرف صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ وہ اپنی آنکھیں اس طرح جھپک رہے تھے جیسے آنکھوں کے سامنے آنے والی دھند کو جھٹک رہے ہوں۔ جولیا کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اسے اس حالت میں پہنچنے سے پہلے کا وقت یاد آ گیا تھا۔ عمران سردار مغیث کے لڑکے

عبدالرحمن کے ساتھ چلا گیا تھا جبکہ جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ سردار مغیث کے ڈیرے پر ہی رہ گئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد عبدالرحمن واپس آیا تو اس نے عمران کا پیغام دیا کہ وہ فوری اس کے پاس پہنچ جائیں کیونکہ عمران کے مطابق اس سے بہتر وقت سرحد کراس کرنے کا اور نہیں مل سکتا تھا حالانکہ سردار مغیث نے انہیں کھانا کھانے کے لئے روکنا چاہا لیکن عمران کی وجہ سے وہ تینوں عبدالرحمن کی جیپ میں بیٹھ کر چل پڑے۔ عبدالرحمن انہیں کھجوروں کے باغ میں لے آیا اور پھر ایک جگہ جیپ روک کر وہ جلدی آنے کا کہہ کر جیپ سے اترا اور پھر آگے بڑھنے کی بجائے وہ تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھومتا ہوا جولیا کو دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سنائی دی تھی اور پھر جولیا کا ذہن یکلخت اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا اور اس کے بعد اب اسے یہاں اس حالت میں ہوش آیا تھا۔

"اوہ۔ یہ کون سی جگہ ہے"...... اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی جولیا نے تیزی سے گردن گھمائی تو اس نے صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی تینوں کو ہوش میں دیکھا لیکن ان کے جسم بھی بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے۔

"ظاہر ہے اسرائیل کی کسی ایجنسی کی قید میں ہوں گے"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"لیکن عمران ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔

صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شاید اسے ہم سے علیحدہ رکھا گیا ہو گا"...... جولیا نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ عبدالرحمن نے دھوکہ دیا ہے۔ وہ اسرائیل کا ایجنٹ تھا"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اب بھی اس بات میں کوئی شک رہ گیا ہے"...... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ سب کچھ عمران صاحب کے پلان کے عین مطابق ہوا ہے"۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا، نعمانی اور صفدر تینوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ کیا اس کا یہی پلان تھا کہ ہم اس طرح بے بسی کے عالم میں اسرائیل کی قید میں چلے جائیں"...... جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میری بات کا یہ مطلب نہیں تھا۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ عمران صاحب اس بار اسرائیل میں کسی ٹارگٹ کو ہٹ کرنے نہیں آئے بلکہ ان کا مقصد اسرائیلی ایجنسیوں کو الجھانا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پاکیشیا سے وہ کھلے عام روانہ ہوئے۔ میک اپ بھی نہ کئے اور آ گاؤں پہنچ گئے۔ ناڈرن کے ایئرپورٹ پر جب میں نے انہیں بتایا کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ ہماری طرف متوجہ رہیں اور شاید انہوں نے جان بوجھ کر ا

عبدالرحمن سے اس کی تعلیم کے بارے میں پوچھا تھا۔ یقیناً انہیں معلوم ہو گا کہ عبدالرحمن کے تعلقات اسرائیلی ایجنسیوں سے ہیں۔ جہاں تک بے بسی کا تعلق ہے تو ظاہر ہے ہم اسرائیلی ایجنسی کے مہمان تو نہیں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ تو انتہائی غلط پلاننگ ہے۔ اس طرح تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے"...... جولیا نے کہا۔

" ظاہر ہے انہوں نے ایسا ہی کرنا ہے لیکن ہمیں خود کیا کرنا ہے۔ یہ بات تو ہم نے سوچنی ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس ہال نما کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو مشین گنوں سے مسلح آدمی تھے۔

" ارے ان میں عمران تو نہیں ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کیا اسے علیحدہ رکھا گیا ہے"...... آنے والے نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی مڑ کر پیچھے آنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں جناب۔ یہ چاروں ہی یہاں لائے گئے ہیں۔ پانچواں تو کوئی آدمی نہیں تھا"...... ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات خراب ہیں۔ تم یہیں رکو میں معلوم کرتا ہوں"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"ہم کس ایجنسی کی تحویل میں ہیں"...... جولیا نے ان مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی پی فائیو"...... ایک مسلح آدمی نے جواب دیا تو جولیا اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"لیکن یہ کرنل ڈیوڈ تو نہیں ہے۔ یہ کون ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ راسٹر ہے۔ کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو"...... اسی مسلح آدمی نے جواب دیا۔

"ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم۔ ایک مقامی آدمی تمہیں یہاں پہنچا گیا ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا ہم اس طرح مفلوج تھے یا ہماری یہ حالت تم نے کی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہم نے کچھ نہیں کیا۔ تم پہلے سے ہی ایسے تھے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی راسٹر اندر داخل ہوا اور پھر ان کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عبدالرحمن نے کیا تمہارے ساتھ عمران کو بھی بے ہوش کیا تھا"...... راسٹر نے جولیا اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ عمران تو عبدالرحمن کے ساتھ پہلے ہی چلا گیا تھا"۔ جولیا

نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عبدالرحمن نے کوئی چکر چلایا ہے۔ بہرحال جلد ہی معلوم ہو جائے گا"...... راسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر راسٹر کیا ہم تل ابیب میں ہیں"...... اس بار صفدر نے کہا تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"ہاں۔ چونکہ تم تل ابیب آنا چاہتے تھے اس لئے میں نے سرکاری خرچ پر تمہیں یہاں پہنچا دیا۔ آخر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اتنا تو تمہارا حق ہے کہ تمہیں اخراجات سے بچایا جائے"۔ راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا جی پی فائیو کو ہمارے بارے میں پہلے سے اطلاع مل چکی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف جی پی فائیو بلکہ ریڈ اتھارٹی کو بھی اطلاع مل چکی تھی اور مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے کہ عمران کو ریڈ اتھارٹی والے نہ لے اڑے ہوں۔ بہرحال ابھی معلوم ہو جائے گا"...... راسٹر نے کہا۔

"کیا کرنل ڈیوڈ ملک سے باہر ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آیا ہے"...... راسٹر نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"اس لئے کہ اب تک وہ یہاں پہنچ چکا ہوتا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو راسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی میں نے انہیں اطلاع نہیں دی کیونکہ انہیں بھی اصل دلچسپی عمران سے ہے۔ جب عمران مل جائے گا تو پھر انہیں اطلاع دوں گا"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔

"جیگر کی کال ہے جناب"...... اس آدمی نے کہا اور فون پیس راسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ راسٹر بول رہا ہوں"...... راسٹر نے فون آن کر کے اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ چیف تو مجھے کچا چبا جائے گا"...... راسٹر نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہونا چاہئے"...... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے واپس اس آدمی کو دے دیا جو فون پیس لے آیا تھا۔

"تم جاؤ اور تم دونوں بھی"...... راسٹر نے فون لانے والے کے علاوہ پہلے سے موجود دونوں افراد سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے باہر چلے گئے۔

"عبدالرحمن نے چکر دیا ہے۔ اس نے ریڈ اتھارٹی سے عمران کا سودا کر لیا ہے اور تمہارا میرے ساتھ اور ہم دونوں سے بھاری رقومات وصول کر لی ہیں۔ اس نے عمران کو ریڈ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا ہے جبکہ تمہیں ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا ہونا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے جیسے ہی کرنل ڈیوڈ کو اس بارے میں بتایا تو وہ سب سے پہلے تو تم چاروں کو گولیوں سے اڑانے کا حکم دے دے گا اور پھر مجھے"...... راسٹر نے کہا۔

"تم خود بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"میں عمران کو ریڈ اتھارٹی کی قید سے نکال لاؤں گا لیکن جب تک وہ آئے گا تم یہاں سے فرار ہو جاؤ گے اس لئے کیوں نہ پہلے تمہارا خاتمہ کر دیا جائے پھر عمران کو لایا جائے"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم اس وقت مکمل طور پر بے بس ہیں اس لئے تمہارا جو جی چاہے کر سکتے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم چاروں بھی عمران سے کسی طرح کم نہیں اس لئے جو میں نے سوچا ہے وہی بہتر ہے۔ کم از کم تمہاری طرف سے تو اطمینان رہے گا"...... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"تو تم ہم سے اس قدر خوفزدہ ہو۔ حیرت ہے"...... جولیا نے منہ ناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ میں واقعی تم سے خوفزدہ ہوں کیونکہ تم لوگ مافوق الفطرت انداز میں کام کرتے ہو۔ بہرحال ٹھیک ہے میں تمہیں ایک موقع دے رہا ہوں اگر تم عمران کے یہاں پہنچنے سے پہلے فرار ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ اور اگر تم میرے آدمیوں کے ہاتھوں مارے گئے تو کم از کم مجھے یہ تسلی ہو گی کہ تمہیں بے بسی کے عالم میں ہلاک نہیں کیا گیا"...... راسٹر نے ریوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ شخص کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو ہے لیکن اس سے قطعی مختلف ہے۔ بہرحال اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے۔ اس بارے میں ہمیں سوچنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارے جسم مکمل طور پر مفلوج ہو چکے ہیں اس لئے اب ہم صرف سوچ ہی سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ مفلوجیت ختم ہو سکتی ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو نعمانی، صفدر اور جولیا تینوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیسے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"راسٹر کو بھی معلوم ہے کہ یہ مفلوجیت ختم ہو سکتی ہے اس لئے تو اس نے مفلوجیت کے باوجود ہمیں راڈز میں جکڑ رکھا ہے ورنہ اس کی کیا ضرورت تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے لیکن کس طرح"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات تو بہرحال سوچنی پڑے گی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو اس بار صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ اچھی بات کی ہے تم نے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور جولیا بھی مسکرا دی۔ اچانک جولیا کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ ایک بار عمران کے ساتھ اسے ایک مشن کے دوران اسی طرح مفلوج کر دیا گیا تھا تو عمران نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس مفلوجیت سے نجات حاصل کر لی تھی۔ بعد میں پوچھنے پر عمران نے بتایا تھا کہ اس کے لئے اس نے مخصوص ذہنی مشقیں کی ہوئی ہیں اور وہ ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے اعصاب پر دباؤ ڈال کر انہیں حرکت میں لے آیا تھا۔

"کیا تم تینوں میں سے کوئی اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے اعصاب پر دباؤ ڈال کر انہیں حرکت میں لا سکتا ہے"...... جولیا نے نعمانی، صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ شاید عمران کا نسخہ استعمال کرنا چاہتی ہیں لیکن میرا خیال

ہے کہ یہ کام عمران ہی کر سکتا ہے۔ وہ نجانے کس قسم کی مشقیں کرتا رہتا ہے کہ اسے اپنے ذہن پر مکمل کنٹرول حاصل ہو چکا ہے جبکہ میں نے کئی بار کوشش کی ہے لیکن ہر بار ناکامی ہوئی ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا ذہن ویسے بھی تو قدرتی طور پر انتہائی طاقتور ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کا ایک اور حل بھی ہے"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ اور صفدر کی کرسیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ آپ کا سر اور گردن حرکت کر سکتی ہیں اگر صفدر کی گردن تک آپ کے دانت پہنچ سکتے ہیں تو آپ صفدر کی گردن کو دانتوں سے کاٹ دیں۔ خون نکل آیا تو صفدر کی مفلوجیت فوراً ختم ہو جائے گی"۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اول تو کرسیاں اس قدر قریب نہیں ہیں اور اگر ہوتی بھی سہی تو کم از کم میں یہ کام نہیں کر سکتی"...... جولیا نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر فی الحال اور کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ترکیب انتہائی آسان ہو گی اس لئے ہمیں راڈز میں حکڑا گیا ہے ورنہ یہ لوگ اس قدر گہرائی میں نہیں سوچ سکتے"۔

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پانی منگوایا جائے۔ اگر ہم پانی پی لیں تو مجھے یقین ہے کہ معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی میرا بھی خیال ہے کہ پانی اندر جانے سے شاید مفلوجیت ختم ہو جائے"...... صفدر نے کہا۔ پھر جولیا نے زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں آوازیں دے رہی ہو"...... آنے والے نے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے شدت سے پیاس لگی ہے۔ مجھے پانی پلاؤ"...... جولیا نے

"سوری۔ مجھے خاص طور پر کہا گیا ہے کہ تمہیں پانی نہ پلایا جائے ورنہ تمہارے جسم فوری حرکت میں آ جائیں گے"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ہو جائے گا۔ ویسے بھی تو ہم راڈز میں حکڑے ہوئے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس دوا کے اثرات صرف دو گھنٹوں کے لئے ہوتے ہیں اور ایک گھنٹہ گزر چکا ہے۔ دو گھنٹوں بعد تمہیں دوبارہ انجکشن لگانے ہیں گے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"یہ اچھی خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوا کی طاقت آدھی رہ گئی ہے اور بہر حال میں نے ذہنی مشقیں کی ہوئی ہیں کہ کچھ نہ کچھ کام چلا سکوں۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے اپنا سر پیچھے کرسی پر ٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں ہلکی سی حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو صفدر اور جولیا کے چہرے اس طرح کھل اٹھے جیسے اس حرکت کے ساتھ ہی ان کے سارے مسائل حل ہو گئے ہوں۔ کچھ دیر بعد حرکت کے آثار مزید بڑھ گئے اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں کا رنگ گہرا سرخ ہو رہا تھا۔

"تم کامیاب ہو گئے ہو کیپٹن شکیل"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ وہ خود دیکھ رہا تھا کہ اس کے جسم میں حرکت کے آثار اب تیزی سے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس نے اپنے دونوں بازوؤں اور ٹانگوں کو آسانی سے حرکت دینا شروع کر دی۔

"اب ان راڈز پر کوشش کرتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ راسٹر اندر داخل ہوا اور پھر کیپٹن شکیل پر نظر پڑتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم ٹھیک ہو گئے۔ کیسے۔ کیا کیا ہے تم نے"...... راسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں ٹھیک ہوا ہوں۔ کیا تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں نے تمہارے جسم میں حرکت کے آثار دیکھ لئے ہیں۔ بہرحال اب تمہارے ٹھیک ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ عمران کو ریڈ اتھارٹی والوں نے ہلاک کر دیا ہے اس لئے اب چیف نے تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں اور میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تم تینوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں"۔ راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جواب دیتا اس نے ٹریگر دبا دیا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسی
اٹھا لیا۔

"یس پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے اپ
مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اس کے نمبر
آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بار
میں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"باس۔ عمران سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکا ہے لیکن اس کے سا
کہیں غائب ہو گئے ہیں جبکہ تین ایکریمیوں کی ٹیم ناڈرن
سرحدی شہر سے اسرائیل میں داخل ہوئی ہے۔ ان میں ایک عور
اور دو مرد شامل ہیں۔ چیک پوسٹ پر ان کی سخت چیکنگ کی گئی

وہ کلیئر ہو گئے۔ پھر وہ قریبی قصبے کے ہوٹل میں ٹھہرے تو ان کے
کمرے سے ریڈ کاشن ملا جس پر انہیں گرفتار کر کے مارکوم شہر میں
کرنل بارتھے کے پاس پہنچا دیا گیا۔ کرنل بارتھے نے چیک کر لیا
ہے۔ ان میں سے ایک ایکریمی کی گھڑی میں انتہائی جدید ترین گائیگر
موجود ہے اور اس گائیگر کو انہوں نے ہوٹل کے کمرے میں آن کیا تھا
جس کی وجہ سے ریڈ کاشن ملا تھا۔ کرنل بارتھے نے ان تینوں کو بے
ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر بھجوا دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایکریمیا
سے تل ایبب ہوٹل کے سپروائزر فورڈ سے ملنے والے دونوں
ایکریمیوں کو بھی بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا
ہے۔ انہوں نے فورڈ سے ایرو میزائل لیبارٹری کا محل وقوع معلوم
کرنے کی کوشش کی تھی۔ گو فورڈ نے یہ بات چیت خصوصی
میٹنگ روم میں کی تھی جسے ساؤنڈ پروف کر دیا گیا تھا لیکن چونکہ ہم
پہلے سے ہوشیار تھے اس لئے اس میٹنگ روم میں خصوصی آلات
نصب کر دیئے گئے تھے اور جناب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فورڈ کو
جیوش چینل کے آدمیوں نے ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ ایرو میزائل
لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں جانتا تھا"...... آرتھر نے تیز
لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب سپیشل پوائنٹ پر تین مختلف ٹیمیں پہنچ چکی ہیں۔ ایک
تو عمران ہے۔ دوسری تین ایکریمیوں کی ٹیم ہے جسے کرنل بارتھے
نے بھجوایا ہے اور تیسرا دو ایکریمیوں کا گروپ جسے تم نے تل ایبب

ہوٹل سے اغوا کرایا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران اور یہ لوگ کس پوزیشن میں ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"انہیں مفلوج کر کے راڈز میں جکڑ دیا گیا ہے اور یہ سب بے ہوش ہیں"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کے باقی ساتھی کہاں ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ہمارے ایجنٹ عبدالرحمن کا تو یہی کہنا ہے کہ وہ پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں لیکن میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق عمران کے ساتھیوں کو اس ایجنٹ عبدالرحمن نے جی پی فائیو کے حوالے کر دیا ہے۔ اس طرح اس نے دونوں اطراف سے معاوضہ وصول کر لیا ہے"...... آرتھر نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ ایسا ہو گا۔ بہرحال ہمیں عمران سے دلچسپی ہے اس سے اس کے باقی ساتھیوں کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا۔ میں آ رہا ہوں لیکن میرے آنے تک کسی کو بھی خاص طور پر عمران کو ہوش میں نہ لایا جائے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا اور کرنل پائیک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس

کی کار ریڈ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس کے نیچے تہہ خانوں میں سپیشل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ آرتھر وہاں موجود تھا۔

"انہیں ہوش تو نہیں آیا"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نو سر۔ وہ بدستور بے ہوش اور مفلوج ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ آرتھر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچا تو وہاں راڈز میں جکڑے ہوئے چھ افراد موجود تھے جن میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ عمران اپنی اصل شکل میں تھا جبکہ باقی سب ایکریمی تھے۔

"ان کا میک اپ چیک کیا ہے"...... کرنل پائیک نے ان کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے آرتھر سے پوچھا۔

"یس سر۔ ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے"۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"فورڈ سے ملنے والے دو ایکریمی کون سے ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا تو آرتھر نے دو ایکریمیوں کی طرف اشارہ کر دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے ان سب کو ہوش میں لے آؤ عمران سمیت"...... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر نے کمرے میں موجود ایک اور آدمی کو اشارہ کیا تو وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس

نے الماری میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور بے ہوش
افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے عمران کے قریب جا کر
بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ عمران کی ناک سے لگا دیا۔ پھر
اس نے بوتل ہٹائی اور دوسرے آدمی کی ناک سے لگا دی۔

" دو آدمیوں کو ان کے عقب میں کھڑا کر دو"...... کرنل پائیک
نے آرتھر سے کہا۔

" یہ ہوش میں آنے کے باوجود مفلوج رہیں گے جناب۔ صرف
بول سکیں گے لیکن حرکت نہیں کر سکیں گے"...... آرتھر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے باوجود دو آدمیوں کو ان کے پیچھے کھڑا کر دو۔ یہ لوگ
واقعی حیران کن کارکردگی کے حامل ہیں اس لئے احتیاط ضروری
ہے"...... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر نے وہاں موجود چار مسلح
افراد میں سے دو آدمیوں کو ان کے عقب میں جا کر کھڑے ہونے کا
حکم دے دیا۔ اس دوران بوتل ناک سے لگانے والا اپنی کارروائی
مکمل کر کے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل واپس
الماری میں رکھی اور پھر آکر کرنل پائیک کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو
گیا۔ کرنل پائیک کی نظریں عمران اور ایکریمیوں پر جمی ہوئی تھیں۔
چند لمحوں بعد عمران کے پپوٹوں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے
شروع ہو گئے اور پھر عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔
اس کے ساتھ ہی اس کا نیچے کی طرف جھکا ہوا سر ایک جھٹکے سے

سیدھا ہو گیا۔ کرنل پائیک خاموش بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

" اوہ۔ تم کرنل پائیک۔ ویری گڈ۔ تو عبدالرحمن نے وہ کام کر
دکھایا جس کا اس نے دعویٰ کیا تھا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن
گھمائی اور سائیڈ پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر اس نے گردن
دوبارہ گھمائی اور ایک بار پھر کرنل پائیک کی طرف دیکھنے لگا۔

" تم نے تو ایکریمیوں کا اچھا خاصا بازار لگا رکھا ہے یہاں"۔
عمران نے اس بار بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ساتھی جی پی فائیو کے پاس پہنچ چکے ہیں اور تم جانتے ہو
کہ کرنل ڈیوڈ کس قدر مشتعل مزاج آدمی ہے"...... کرنل پائیک
نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کرنل پائیک۔ نہ
تمہارے ہاتھ میں ہے اور نہ کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ میں اس لئے مجھے ان
کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔ تم اپنی سناؤ۔ لارڈ بوفمین کی
جیوش چینل وجود میں آنے کے بعد ریڈ اتھارٹی کی کیا پوزیشن رہ گئی
ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

" وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور ہم اپنا۔ ہمیں تمہارے خاتمے کا
ٹارگٹ دیا گیا تھا اور دیکھ لو کہ تم بھی یہاں موجود ہو اور یہ
تمہارے ساتھی بھی"...... کرنل پائیک نے پھر مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ وہ چیک کر چکا تھا کہ عمران کے جسم میں حرکت موجود

نہیں تھی اور پھر عقب میں دو مسلح افراد بھی موجود تھے اس لئے وہ ہر
طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

" میرے ساتھی۔ لیکن تم نے ابھی خود کہا ہے کہ میرے ساتھی
جی پی فائیو کی قید میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ ٹھیک ہے کہ ہم ان کا میک اپ واش نہیں کر سکے لیکن
ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔
اس بار شاید تم نے نئی پلاننگ کی ہے کہ خود اصل شکل میں اپنے
چار ساتھیوں سمیت کھلے عام یہاں آئے تاکہ ہم تمہاری طرف متوجہ
رہیں اور تمہارے ساتھی خاموشی سے اپنا کام کر گزریں لیکن تمہاری
بدقسمتی کہ تمہاری یہ پلاننگ قطعی ناکام ہو چکی ہے۔ یہ دونوں یہاں
تل ابیب میں ایک ہوٹل کے سپروائزر سے ایرو میزائل لیبارٹری کا
محل وقوع معلوم کر رہے تھے اور یہ تین ایکریمی شام کی سرحد عبور کر
کے کامیابی سے اندر آگئے لیکن انہوں نے ایک ہوٹل کے کمرے میں
گائیکر استعمال کر لیا اس طرح یہ بھی ٹریس ہو گئے"...... کرنل
پائیک نے کہا۔

" اچھا۔ پھر تو واقعی میرے لئے یہ نئی خبر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ممبران اس قدر اناڑی واقع ہوئے ہیں کہ اتنی آسانی سے
تمہارے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر یہ بات ہے تو پھر میں تمہارے سامنے ہی انہیں ہلاک
کرنے کا کہہ دیتا ہوں۔ ظاہر ہے تمہیں اس پر تو کوئی اعتراض نہ ہو

گا"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم تو سیاح ہیں۔ ہمارے پاس کاغذات
بھی ہیں اور انٹرنیشنل ٹورسٹ کارڈ بھی"...... اچانک ایک ایکریمی
نے کہا۔

" ہوں گے۔ ظاہر ہے تم ویسے تو منہ اٹھائے یہاں نہیں آ سکتے
تھے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیوں تم نے خواہ مخواہ ان ٹورسٹوں کو پکڑ رکھا ہے۔ تم مجھ
سے بات کرو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ عبدالرحمن نے
میری پلاننگ پر عمل کیا ہے اور دیکھ لو کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں اور
میرے ساتھی جی پی فائیو کے پاس اور جب یہ دونوں ایجنسیاں اپنے
انجام کو پہنچ جائیں گی تو پھر اکیلی جیوش چینل رہ جائے گی۔ یہ تو ظاہر
ہے فاؤل پلے ہے کہ ایک سروس کے مقابلے میں تین تین ایجنسیاں
لائی جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک
اٹھ کھڑا ہوا۔

" آرتھر"...... اس نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"...... آرتھر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میں صدر صاحب سے بات کرنے جا رہا ہوں۔ تم نے ہر طرح
سے محتاط رہنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں زندہ صدر صاحب کے
سامنے پیش کیا جائے اور پھر انہیں ہلاک کیا جائے"...... کرنل
پائیک نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر

جانے لگا لیکن ابھی وہ درمیانی سیڑھیوں میں پہنچا تھا کہ اچانک اس کا ذہن کسی پنکھے کی طرح گھومنے لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی لارڈ بوفمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کلیسر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کلیسر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... لارڈ بوفمین نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ عمران اس وقت ریڈ اتھارٹی کے قبضے میں ہے جبکہ اس کے ساتھی جی پی فائیو کے قبضے میں ہیں۔ آسلم گاؤں کے سردار کے بیٹے نے دونوں ایجنسیوں سے معاوضہ وصول کر [illegible] ہے لیکن جناب ریڈ اتھارٹی نے صرف عمران کی ڈیمانڈ ہی کی تھی اس لئے اس نے عمران کو بے ہوش کر کے ریڈ اتھارٹی کے آرتھر کے حوالے کر دیا جو اسے بے ہوش کر کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں یہاں تل ابیب لے آیا

ہے اور ایک رہائشی کالونی میں ان کے بنے ہوئے خصوصی پوائنٹ پر موجود ہے۔ ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل پائیک بھی ابھی وہاں پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ فورڈ سے ملنے والے دونوں ایکریمیوں کو بھی ریڈ اتھارٹی نے اغوا کرایا ہے اور یہ دونوں بھی اسی پوائنٹ پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ شام کی سرحد سے ایک اور تین رکنی ایکریمیوں کی ٹیم کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کی گھڑی سے جدید ترین ٹائیگر دریافت ہوا ہے جسے اس نے قصبے کے ہوٹل کے کمرے میں استعمال کیا تھا۔ ان تینوں کو بھی جن میں ایک عورت ہے ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچایا گیا ہے"...... کلیسر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو اس بار ان کی پلاننگ یہ تھی کہ عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھلے عام آئے گا جبکہ باقی خاموشی سے کام کریں گے۔ بہرحال اب تو یہ مشن ختم ہو گیا۔ اب ظاہر ہے یہ لوگ عمران سمیت زندہ نہیں بچ سکتے"...... لارڈ بو فمین نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ [illegible] پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوں گے اور اسی لئے میں نے آپ کو کال کی ہے"...... کلیسر نے کہا تو لارڈ بو فمین بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ کیسے ہلاک نہیں ہوں گے۔ جب وہ لوگ ان کے

قبضے میں ہیں تو ان کے ہلاک ہونے میں اب کون سی رکاوٹ رہ گئی ہے"...... لارڈ بو فمین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ یہ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سروس ہے۔ یہ چشم زدن میں سچوئیشن کو تبدیل کر لینے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ انہیں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی سنبھال نہ سکے گی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان لوگوں کو اپنی تحویل میں لے لوں اور پھر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح نہ صرف ان کی موت یقینی ہو جائے گی بلکہ ان کا کریڈٹ بھی جیوش چینل کو مل جائے گا اور سر یہ اتنا بڑا کریڈٹ ہو گا کہ پوری دنیا حیران رہ جائے گی"...... کلیسر نے کہا۔

" لیکن اب جبکہ وہ ان کے قبضے میں ہیں تو تم کیا کرو گے۔ اس طرح تو صدر صاحب تک رپورٹ پہنچ جائے گی اور وہ سخت ناراض ہوں گے"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

" سر آپ صرف اجازت دیں۔ باقی کام میں کر لوں گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی"...... کلیسر نے کہا۔

" لیکن جب ہم ان کی لاشیں سامنے لے آئیں گے تو پھر تو یہ بات سامنے آ جائے گی"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

" ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے انہیں خود ٹریس کیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہماری پلاننگ بے داغ ہو گی"...... کلیسر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے اگر تم اسے مناسب سمجھتے ہو تو میری طرف سے

اجازت ہے۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ ہم کسی الزام کی زد میں نہ آجائیں"...... لارڈ بو فمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا"...... کلیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... لارڈ بو فمین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو لارڈ بو فمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بو فمین نے اپنے مخصوص تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب کی کال ہے۔ بات کریں"...... دوسری طرف سے صدر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں لارڈ بو فمین بول رہا ہوں"...... لارڈ بو فمین نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لارڈ بو فمین پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ابھی تک نہ آپ نے کوئی رپورٹ دی ہے اور نہ ہی کسی اور طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... صدر نے سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ان پر کام ہو رہا ہے۔ رپورٹ تو اس وقت دی جا سکتی ہے جب کچھ فائنل ہو جائے۔ اس بار جو اطلاعات مل رہی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس نئی پلاننگ کے تحت اسرائیل آ رہی

ہے۔ عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ناڈرن کی طرف سے سرائیلی سرحد کے قریب ایک گاؤں میں پہنچا ہے اور شاید یہ لوگ ہاں سے اسرائیل میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دو ایکریمیوں نے یہاں اسرائیل میں ایک ہوٹل کے پروائزر سے ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل رنے کی کوشش کی ہے اور تین افراد پر مشتمل ایکریمیوں کی ایک یم شام کی سرحد کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہوئی ہے۔ اس کے س جاسوسی میں استعمال ہونے والا ایک آلہ ٹریس ہوا ہے۔ ان ب کی نگرانی کی جا رہی ہے اور ہماری ایجنسی چوکنا ہے۔ ویسے چونکہ پ نے ہماری ایجنسی کو براہ راست مداخلت سے منع کر دیا ہے اس لئے ہم صرف نگرانی کر رہے ہیں۔ ویسے جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی بھی لوگوں پر کام کر رہی ہیں"...... لارڈ بو فمین نے معاملے کو اس میں بیان کیا کہ کل کو وہ اسے اپنے حق میں لے جا سکے۔

"اوہ۔ پھر تو آپ کو زیادہ چوکنا رہنا چاہئے کیونکہ ان کا بہرحال گٹ تو لیبارٹری ہے اور لیبارٹری کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے"...... صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سر آپ بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح ہوشیار اور چوکنا ہیں اور ضرورت پڑی تو ان خطرناک لوگوں کے خاتمے کے لئے ہم لت بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اسرائیل کے مفادات کا تحفظ تو ہم ب کی مشترکہ ذمہ داری ہے"...... لارڈ بو فمین نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ایسا کر سکتے ہو۔ مجھے بہرحال ان لوگوں کے خاتمے کی حتمی خبر ملنی چاہئے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... لارڈ بوفمین نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور لارڈ بوفمین نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اب کلیسر کی کارروائی کا جواز پیدا کیا جا سکتا تھا اور اسے یقین تھا کہ کلیسر ان لوگوں کے حتمی خاتمے میں بہرحال کامیاب رہے گا۔

ارے کمال ہے۔ تم چاروں کے چہروں پر خوف کے تاثرات ہی
ں ابھرے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ میں تم پر
تہیں کر رہا"...... راسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں خاموش
ہوئے نعمانی، صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کی طرف دیکھتے
ئے کہا۔ اس نے گو ریوالور نکال کر گولیاں چلائی تھیں لیکن یہ
یاں جولیا، نعمانی، صفدر اور کیپٹن شکیل کے سروں سے اوپر گزر
چھی دیوار سے جا ٹکرائی تھیں لیکن نہ ہی یہ چاروں خوفزدہ ہوئے
اور نہ ان کے حلق سے چیخیں نکلی تھیں۔ وہ خاموش اور مطمئن
ے رہ گئے تھے۔

" تمہارے ریوالور کا انداز بتا رہا تھا کہ تم صرف کھیل تماشہ کر
ہے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو راسٹر نے ایک طویل
نس لیتے ہوئے ریوالور واپس جیب میں ڈال لیا۔

"سنو۔ گو کرنل ڈیوڈ نے تم چاروں کو ہلاک کرنے کے احکامات
دے دیئے ہیں لیکن میں بے بس اور بندھے ہوئے افراد کو ہلاک کرنا
بزدلی سمجھتا ہوں۔ البتہ چیف کے حکم کی وجہ سے میں نے تم پر فائر
بہرحال کھول دیا تھا تاکہ میں چیف کے سامنے جھوٹ نہ بولوں البتہ
یہ بات سن لو کہ میں تمہیں ان راڈز سے آزاد نہیں کراؤں گا کیونکہ
میرے خیال میں یہ اسرائیل سے غداری ہو گی البتہ اگر تم خود آزاد
ہو سکو تو بے شک آزاد ہو جاؤ۔ اگر تم آزاد ہو گئے تو پھر میں تمہارا
بھرپور انداز میں شکار کروں گا لیکن پھر تمہیں پکڑنے کی بجائے صرف
ہلاک کر دیا جائے گا اور اگر تم آزاد نہ ہو سکے تو ظاہر ہے ایڑیاں رگڑ
رگڑ کر مر جاؤ گے کیونکہ یہاں اب طویل عرصے تک کوئی نہیں آئے
گا۔ ایسی صورت میں مجھ پر تمہاری موت کا بوجھ نہیں رہے گا"
راسبڑ نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور
تیز قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عجیب رد عمل ظاہر کیا ہے اس نے"...... جولیا نے حیران ہو کر
کہا۔

"دلیر اور بہادر آدمی ہے اس لئے بے بس افراد پر اس نے ہاتھ
نہیں اٹھایا"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب بہرحال ہم نے یہاں سے نکلنا تو ہے"...... جولیا نے
کہا۔

"کیپٹن شکیل راڈز کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دیکھو"۔ صفدر

نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ کیپٹن
شکیل اپنی ٹانگوں کو موڑ کر پیر عقبی طرف لے جانے کی کوشش میں
مصروف ہے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ کرسی کے
نیچے خلا کو فولادی چادر سے بند کر دیا گیا تھا۔ یہ بات بہرحال یقینی
تھی کہ راڈز بند کرنے اور کھولنے کا بٹن کرسی کے عقبی پائے میں
ہے۔ چونکہ جولیا، صفدر اور نعمانی تینوں کے جسم ابھی تک مفلوج
تھے اس لئے وہ بس دیکھ ہی سکتے تھے خود کوشش نہ کر سکتے تھے اور
پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اچانک باہر سے تیز قدموں کی آواز
سنائی دی اور وہ چاروں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔
دوسرے لمحے چار مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر اس
سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ جھٹکا
اور اس کے ہاتھ سے نکل کر کوئی چیز جولیا اور اس کے ساتھیوں کے
سامنے فرش پر گری۔ چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان
چاروں کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں
دوبارہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

لارڈ بو فمین اپنے آفس میں موجود تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"کلیسر بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کلیسر کی مسکراتی ہوئی پرجوش سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا رپورٹ ہے"...... لارڈ بو فمین نے چونک کر کہا۔

"کامیابی سر۔ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تینوں گروپ ہماری تحویل میں ہیں"...... دوسری طرف سے کلیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زندہ یا مردہ"...... لارڈ بو فمین نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو وہ زندہ ہیں لیکن میں نے انہیں طویل عرصے کے لئے بے ہوش کرا دیا ہے"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"کیوں۔ انہیں فوراً ہلاک کر دو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"اب یہ خطرناک نہیں ہیں جناب۔ کینچوؤں سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔ میں نے ان کو بے ہوش کرنے کا انجکشن لگانے کے ساتھ ساتھ ایسے انجکشن بھی لگوائے ہیں کہ اب ان کے لئے حرکت کرنا بھی مشکل ہو جائے گا"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"لیکن تم انہیں زندہ رکھنے پر کیوں مصر ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تم انہیں ہلاک کر دو تاکہ میں صدر صاحب کو کامیابی کی رپورٹ دے سکوں"...... لارڈ بو فمین نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ ابھی صدر صاحب کو اطلاع نہ دیں۔ میں انہیں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کی تحویل سے نکال لایا ہوں اس لئے ہم ابھی ایک دو روز تک ان کے بارے میں لاعلمی کا اظہار ہی کرتے رہیں گے ورنہ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کے چیف صاحبان صدر صاحب کو بتا دیں گے کہ ہم نے ان کے شکار ان سے چھینے ہیں۔ جب وہ انہیں تلاش کر کے تھک جائیں گے تو پھر ہم اچانک انہیں سامنے لائیں گے کہ ہم نے انہیں ازخود ٹریس کر کے پکڑا ہے اس طرح مکمل کریڈٹ آپ کو اور جیوش چینل کو ملے گا"...... کلیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں ہلاک تو کر دو۔ ایک دو روز تک انہیں زندہ رکھنا حماقت ہے"...... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"سر اگر انہیں فوری ہلاک کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد ان کی لاشیں سامنے لائی گئیں تو فوراً سب کو معلوم ہو جائے گا کہ انہیں دو روز پہلے ہلاک کیا گیا ہے اس طرح سارے معاملات مشکوک ہو جائیں گے"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تمہارا ذہن ان معاملات میں خوب کام کرتا ہے۔ میرا تو اس پہلو پر خیال ہی نہیں گیا تھا لیکن تم نے یہ کام کیسے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"جناب مجھے معلوم تھا کہ جی پی فائیو نے عمران کے چار ساتھیوں کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو راسٹر وہاں موجود تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ راسٹر عمران کو ریڈ اتھارٹی سے حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ کریڈٹ لے سکے لیکن باوجود کوشش کے اسے یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ریڈ اتھارٹی نے عمران کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں نے اپنے آدمی وہاں ریڈ کرنے اور ان تینوں کو وہاں سے نکالنے کے لئے بھیج دیئے۔ ادھر چونکہ مجھے ریڈ اتھارٹی کے اس سپیشل پوائنٹ کا بھی علم تھا اور گو کرنل پائیک بھی وہاں موجود تھا لیکن میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا کہ وہ وہاں پہلے انتہائی زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کریں اور پھر وہاں موجود قیدیوں کو لے آئیں۔ باقی کسی آدمی کو کچھ نہ کہا جائے۔ پھر مجھے جو رپورٹ ملی اس کے مطابق جی پی فائیو والا پوائنٹ خالی تھا۔ راسٹر اور اس کے آدمی وہاں موجود نہ تھے البتہ وہ چاروں وہاں موجود تھے۔ ہمارے آدمیوں نے

انہیں بے ہوش کیا اور آسانی سے انہیں وہاں سے نکال لائے۔ ادھر میرے آدمیوں نے ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر کام کیا اور وہاں موجود کرنل پائیک سمیت سب کو بے ہوش کر کے وہ وہاں سے عمران کے ساتھ ساتھ پانچ ایکریمیوں کو بھی نکال لائے۔ میں اس پوائنٹ پر پہلے سے موجود تھا جہاں انہیں لے آنے کا میں نے حکم دیا تھا اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے انہیں بے ہوش کر دینے والے اور بے حس کرنے والے انجکشن لگائے اور انہیں ایک مخصوص تہہ خانے میں بند کر کے وہاں سے واپس ہیڈ کوارٹر آ گیا اور اب آپ کو کال کر رہا ہوں"...... کلیسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کہیں کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ کارروائی ہم نے کی ہے"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"نہیں جناب۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھی انہیں چھڑوا کر لے گئے ہیں کیونکہ ہم تو خاموش رہیں گے اور جس پوائنٹ پر یہ لوگ موجود ہیں اس کے بارے میں سوائے میرے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے"۔ کلیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں تم نے حفاظت کا انتظام بھی کیا ہے یا نہیں"...... لارڈ بوفمین نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر۔ میرے خصوصی بااعتماد چار آدمی وہاں موجود ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اول تو انہیں دو روز تک ہوش ہی نہیں آنے گا

اور اگر ہوش آ بھی گیا تب بھی وہ حرکت ہی نہ کر سکیں گے۔ اس لئے ان کی طرف سے مجھے قطعاً کوئی فکر نہیں ہے"۔۔۔ کلیسر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ لارڈ بوفمین نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کریڈٹ جیوش چینل کو ہی ملے گا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا اور اس کی بے چینی کی وجہ اس کا نمبر ٹو راسٹر تھا جس نے کچھ دیر پہلے اسے فون کر کے کہا تھا کہ وہ خود آکر انہیں انتہائی شاندار خوشخبری سنائے گا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ مزید کچھ معلوم کرتا لائن منقطع ہو گئی تھی اور چونکہ کرنل ڈیوڈ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ راسٹر کہاں سے بول رہا تھا اس لئے وہ اس سے دوبارہ خود رابطہ نہ کر سکتا تھا اس لئے اب وہ اس کی آمد کے انتظار میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ راسٹر نے شاندار خوشخبری کے الفاظ استعمال کئے تھے اس لئے کرنل ڈیوڈ کو یقین تھا کہ راسٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ظاہر ہے یہ واقعی اس کے لئے انتہائی شاندار خوشخبری تھی۔ ٹہلتے ٹہلتے جب وہ تھک گیا تو آرام کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"نانسنس۔ کہاں رہ گیا۔ احمق آدمی۔ نجانے پیدل چل کر آ رہا ہے۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور راسٹر اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنی دیر۔ کیا پیدل آ رہے تھے۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ سلام کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

"وہ شاندار کامیابی کے پیچھے بھاگتا رہا ہوں سر"...... راسٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں اور کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں جناب کہ وہ کہاں ہوں گے۔ بہرحال میرے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑنے لگ گیا۔

"اور تم نے وہ شاندار کامیابی کی بات کی تھی۔ بولو کیوں کی تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے درست کہا تھا مگر وہ شاندار ہی ہاتھ نہ لگ سکا الٹا وہ کامیابی بھی ہاتھ سے پھسل کر غائب ہو گئی"...... راسٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ اس طرح اسے دیکھنے لگا

جیسے زندگی میں پہلی بار کسی انسان کو دیکھ رہا ہو۔

"تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے مذاق کرو۔ مجھ سے۔ کرنل ڈیوڈ سے"...... کرنل ڈیوڈ کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دراز کھولی اور پھر دراز میں موجود ریوالور اٹھا کر اس نے اسے جیسے ہی سیدھا کیا وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ راسٹر غائب ہو چکا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی بھوت تھا۔ کیا مطلب"...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جناب میں میز کی اوٹ میں ہوں۔ جان کی امان پاؤں تو اٹھ کر کھڑا ہو جاؤں"...... اچانک میز کی دوسری طرف سے راسٹر کی منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اٹھو"...... کرنل ڈیوڈ نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سچ۔ سچ۔ جان کی امان مل چکی ہے جناب یا نہیں اور اگر نہیں ملی تو پھر میں میز کے نیچے بھی گھس سکتا ہوں"...... راسٹر کی آواز سنائی دی۔

"میں کہہ رہا ہوں اٹھو نانسنس۔ یہ کیا مذاق ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو راسٹر اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جناب۔ جان بچانا مذاق نہیں ہوتا۔ آپ بااختیار افسر ہیں آپ گولی چلا سکتے ہیں لیکن میری تو جان چلی جاتی"...... راسٹر نے کہا۔

"یہ سب بکواس چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اسلم گاؤں کے سردار کے بیٹے عبدالرحمن نے دوہری چال کھیلی ہے۔ اس نے عمران کو تو ریڈ اتھارٹی کے حوالے کر کے اس سے بھاری معاوضہ حاصل کر لیا اور مجھے اس کے چار ساتھی دے کر ہم سے بھی بھاری معاوضہ حاصل کر لیا"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا عمران ریڈ اتھارٹی کے قبضے میں چلا گیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔ اصل آدمی تو عمران تھا۔ اس کے ساتھیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جناب میں عمران کے ساتھیوں کو اپنے خصوصی پوائنٹ پر بے بس کر کے خود ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر گیا تاکہ وہاں سے کسی طرح عمران کو نکال کر لے آسکوں تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا کریڈٹ آپ کو مل سکے جبکہ ہم نے اس کا انتظام بھی کر لیا تھا اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے شاندار کامیابی کی خوشخبری بھی سنائی تھی لیکن جب میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اس پوائنٹ پر پہنچا جہاں ریڈ اتھارٹی نے عمران کو رکھا ہوا تھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس پوائنٹ پر کرنل پائیک سمیت

اس کا نمبر ٹو آرتھر اور باقی آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ عمران غائب ہو چکا تھا جس پر میں فوراً واپس اپنے پوائنٹ پر پہنچا تو وہ پوائنٹ بھی خالی تھا۔ عمران کے ساتھی بھی غائب ہو چکے تھے۔ اس طرح شاندار بھی ہاتھ سے نکل گیا اور کامیابی بھی"...... راسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے کہ بیک وقت دو جگہوں سے آدمی غائب ہو جائیں۔ کیا تمہارے پوائنٹ پر بھی تمہارے آدمی بے ہوش پڑے ملے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ چار آدمی تھے جناب اور میں ان چاروں کو ساتھ لے کر ریڈ اتھارٹی کے پوائنٹ پر گیا تھا کیونکہ ہمارا پوائنٹ انتہائی خفیہ تھا اور پھر عمران کے ساتھی نہ صرف بے ہوش تھے بلکہ میں نے ان کے جسموں کو بھی مفلوج کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں راڈز والی کرسیوں پر بھی جکڑ دیا تھا اس لئے میں ان کی طرف سے قطعاً بے فکر تھا لیکن جب میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس وہاں گیا تو راڈز کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھی بھی غائب ہو چکے تھے جس پر میں نے اپنے آدمیوں کو انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا اور خود میں یہاں آگیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ یہاں ریوالور ہاتھ میں لئے بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"تم نے عمران کے ساتھیوں کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔ انہیں

ہلاک کیوں نہیں کیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے ان پر فائر کیا تھا لیکن انہیں گولیاں ہی نہ لگی تھیں اس لئے وہ زندہ رہ گئے تھے"...... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا مطلب۔ کیوں نہیں لگی تھیں۔ کیا کہہ رہے ہو تم"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب پہلے تو میں بھی نہ سمجھ سکا تھا بلکہ میں خوفزدہ بھی ہو گیا کہ یہ لوگ انسان بھی ہیں یا نہیں لیکن پھر بعد میں جب میں نے اپنے ریوالور کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ اس کی نال ٹیڑھی تھی اور اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اس لئے میں نے جب ان کے سروں کا نشانہ لیا تو گولیاں اوپر کو اٹھ کر ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ ابھی ان کی موت کا وقت نہیں آیا اس لئے میں عمران کو لینے چلا گیا تاکہ کچھ دیر گزر جائے شاید موت کا وقت آ جائے لیکن ان کے تو غائب ہونے کا وقت قریب تھا اس لئے وہ غائب ہو گئے"۔ راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھی یہاں پہنچ بھی گئے اور انہیں دونوں کے خفیہ پوائنٹس کا بھی علم تھا اور وہ انہیں نکال کر بھی لے گئے۔ نہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی اور کھیل کھیلا گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب۔ میں نے بھی اس پہلو پر سوچا تھا اور کافی دیر تک سوچنے

کے بعد آخر کار میں نتیجے پر پہنچ گیا"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کس نتیجے پر پہنچے تھے۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ کارروائی عمران کے ساتھیوں کی نہیں ہو سکتی۔ جیسے آپ نے سوچا ہے بلکہ یہ کارروائی جیوش چینل نے کی ہے تاکہ کریڈٹ وہ لے سکے"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیسے نتیجہ نکالا ہے تم نے۔ بولو۔ کیسے نکالا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے نکال کر آپ کو دکھاؤں"...... راسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا نکال کر دکھاؤ گے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نتیجہ جناب"...... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ یکلخت ایک بار پھر غصے کی شدت سے بگڑنے لگا لیکن دوسرے لمحے جب راسٹر نے جیب سے ایک چھوٹا سا بیج نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا تو کرنل ڈیوڈ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ تو شاید جیوش چینل کا بیج ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اور یہ بیج میرے والے پوائنٹ پر پڑا ہوا ملا ہے۔ شاید کسی کی جیب سے گر گیا ہوگا"...... راسٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو تمہاری بات درست ہے۔ یہ کارروائی جیوش چینل نے ہی کی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور یہ دوسرا نتیجہ"...... راسٹر نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا کیپسول نکال کر کرنل ڈیوڈ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کیپسول اٹھا کر اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس پر جیوش چینل کا مخصوص مارکہ موجود ہے سر۔ آپ دیکھ لیں۔ یہ کیپسول انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا اور یہ مجھے ریڈ اتھارٹی والے پوائنٹ پر سے ملا ہے۔ یہ شاید پھٹ نہیں سکا تھا"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بات اب یقینی ہو چکی ہے کہ یہ کارروائی واقعی جیوش چینل نے کی ہے۔ ویری بیڈ۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"جناب ایک منٹ"...... راسٹر نے ہاتھ بڑھا کر فون پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے

میں کہا۔

"جناب۔ صدر صاحب ان ثبوتوں سے مطمئن نہیں ہوں گے۔ ڈیو فمین نے بڑے اطمینان سے کہہ دینا ہے کہ یہ بیج اور کیپسول کے کسی آدمی سے حاصل کئے گئے ہیں"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ پھر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب۔ میرے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہم پہلے ان پر قبضہ کر لیں پھر بات ہوگی"...... راسٹر نے

"لیکن انہوں نے تو فوراً انہیں ہلاک کر کے صدر کو اطلاع دے ہے اور تم تلاش کرتے رہ جاؤ گے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دو تین روز تک انہیں سامنے لائیں گے"...... راسٹر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کرنل پائیک چونکہ وہاں پوائنٹ پر خود موجود تھے اور بے ہوش کر دیئے گئے تھے اس لئے لامحالہ وہ صدر صاحب سے کریں گے۔ گو انہیں شاید یہ تو معلوم نہ ہو سکے کہ ان کے کیا واردات ہوئی ہے اور کس نے کی ہے لیکن بہرحال وہ اس اطلاع ضرور دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ صدر صاحب کو یہ

بتائیں کہ عمران کے ساتھیوں نے یہ کام کیا ہے۔ ایسی صورت میں اگر جیوش چینل فوری طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو سامنے لے آئی تو پھر لامحالہ یہ بات کھل جائے گی"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں۔ بعض اوقات تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم کہیں عمران تو نہیں ہو۔ وہ بھی ایسی ذہانت کا مظاہرہ کرتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میری ذہانت تو آپ کی وجہ سے ہے"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو کیونکہ تم میرے ماتحت ہو لیکن اب تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں تلاش کرو گے۔ کیونکہ تمہارا کوئی آدمی جیوش چینل میں موجود نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیں اور میں نے ان کے ذمے یہ کام لگا دیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ شاید ہی وہ کامیاب ہو سکیں"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں کامیاب نہیں ہو سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب کا نمبر ٹو کلیسر بے حد تیز طرار آدمی ہے اور مجھے یقین

ہے کہ یہ ساری کارروائی کلیسر کی ہے۔ اس کے آدمی جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں میں ہیں اور اس نے لامحالہ اس بات کا خیال رکھا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایسی جگہ چھپایا جائے جس کا علم جیوش چینل کے آدمیوں کو نہ ہو کیونکہ یہ بات وہ بھی جانتا ہو گا کہ جس طرح اس کے آدمی ہماری ایجنسی میں ہیں اسی طرح ہمارے آدمی بھی اس کی ایجنسی میں ہو سکتے ہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"تو پھر اس کلیسر کو اغوا کراؤ۔ میں اس کی ہڈیوں سے بھی وہ جگہ اگلوا لوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے جوشیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔ کلیسر اگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایکریمیا کا بہت بڑا ایجنٹ ہے تو مجھے بھی آپ کا ماتحت ہونے پر فخر ہے۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اس کے قبضے سے نکال لاؤں گا کہ وہ اپنا منہ بھی دیکھنے کے قابل نہ رہے گا"...... راسٹر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ مجھے تم پر فخر ہے۔ ویری گڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن ایک شرط ہے جناب"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"شرط۔ کیسی شرط"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ آپ مجھے مستقل جان کی امان دے دیں ورنہ کسی بھی وقت اگر میں فوراً میز کی اوٹ میں نہ چھپ سکا تو میں بے موت مارا

جاؤں گا"...... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ جیسا آدمی بھی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یو نانسنس۔ تم مجھے غصہ نہ دلایا کرو ورنہ میں واقعی کسی روز تمہیں گولی مار دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے اعزاز ہو گا جناب"...... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا اور کرنل ڈیوڈ اپنے مزاج کے خلاف کافی دیر تک بیٹھا مسکراتا رہا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو کافی دیر تک اس کی آنکھوں کے ...نے دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی ...عمران کا شعور بیدار ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر ...ے جسم کو سمیٹنا چاہا تو اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیونکہ اس کے ...م کے سمٹنے کی رفتار بے حد سست تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا ... جیسے اس کا جسم کسی دلدل میں پھنسا ہوا ہو اور اب پورا زور ...نے کے باوجود وہ باہر نہ نکل پا رہا ہو لیکن اس جھٹکے کی وجہ سے ...ن کے ذہن پر چھایا ہوا باقی ماندہ غبار بھی صاف ہو گیا اور اس کے ...تھ ہی اس کے ذہن میں سابقہ مناظر کسی فلم کی طرح گھوم گئے۔ ...ب کرنل پائیک صدر سے بات کرنے کے لئے تہہ خانے سے باہر ... گیا تھا اور اس کا نائب آرتھر اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ وہاں ...جود تھا جہاں عمران راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا کہ اچانک عمران

کو اپنا ذہن تیزی سے گھومتا ہوا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آرتھر اور اس کے ساتھیوں کو بھی لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اس کا ذہن جیسے تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اب اسے دوبارہ ہوش آیا تھا۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پاور کا بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے وہاں کمزور سی روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں حرکت بے حد سست ہے لیکن اس نے اپنی کوشش جاری رکھی اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں آخرکار کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اٹھ کر بیٹھتے ہی اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ایکریمیوں کے ساتھ ساتھ جولیا، صفدر، نعمانی اور کیپٹن شکیل کو بھی دیکھ لیا تھا۔ گو جہاں پہلے اسے ہوش آیا تھا وہاں اس نے ایک ایکریمی عورت اور چار ایکریمی مردوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ اس کے ساتھی ہیں اور وہی لوگ یہاں بھی موجود تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ اس وقت وہ سیکرٹ سروس جو تین مختلف ٹیموں میں تقسیم ہو کر اسرائیل پہنچی تھی وہ تینوں گروپ یہاں اکٹھے کر دیئے گئے تھے حالانکہ پہلے جہاں عمران کو ہوش آیا تھا اور جہاں کرنل پائیک نے اس سے باتیں کی تھیں وہاں اس کی ٹیم کے ساتھ جولیا، صفدر، نعمانی اور کیپٹن شکیل موجود نہ تھے اور اسے بتایا گیا تھا

کہ اس کے ساتھیوں کو آسلم گاؤں کے سردار کے بیٹے عبدالرحمن نے جی پی فائیو کے حوالے کر دیا ہے لیکن اب اس کے ساتھیوں کی یہاں موجودگی اور پھر بے ہوش ہونے سے پہلے آرتھر اور اس کے ساتھیوں کو لڑکھڑاتے دیکھ کر وہ فوراً اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یا تو وہ باقی ساتھیوں سمیت جی پی فائیو کی تحویل میں پہنچ گیا ہے یا پھر ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو سے ہٹ کر وہ جیوش چینل یا کسی تیسری پارٹی کی تحویل میں ہے لیکن اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اس طرح انہیں اکٹھا کرنا، بے ہوش کرنا اور جسم کو سست کر دینے سے ایسا کرنے والوں کے اصل مقاصد کیا تھے۔ اس کے ساتھی جس طرح بے ہوش ہوئے پڑے تھے اس سے یہ بات بھی اسے سمجھ آ گئی تھی کہ اس کے مخصوص ذہنی ردعمل نے بے ہوش کر دینے والی دوا کے خلاف کام کیا تھا جس کی وجہ سے اسے اپنے ساتھیوں سے پہلے ہوش آ گیا ہے۔ اس نے اب اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ پہلے پہل تو اس کے جسم نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا لیکن اس نے کوشش جاری رکھی اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کھڑے ہو کر پہلے تو وہ لڑکھڑایا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول میں کر لیا۔ پھر اس نے ایک قدم اٹھایا اور اس بار وہ واقعی گرتے گرتے بچا لیکن پھر اس نے انتہائی کوشش کر کے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے اپنے جسم سے سستی دور کرنے کے

لئے مخصوص ورزشیں شروع کر دیں اور پھر اس کی یہ کوششیں بہرحال رنگ لائیں اور اب وہ نہ صرف اس کیفیت سے نجات حاصل کر چکا تھا بلکہ اب وہ پہلے کی طرح چست بھی ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے لباسوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر تنویر کے کوٹ کی خفیہ جیب سے وہ ایک باریک لیکن تیز دھار خنجر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے خنجر ہاتھ میں لے کر باری باری اپنے ساتھیوں کی گردنوں کے عقبی حصے میں مخصوص انداز میں کٹ لگا کر خون نکالنے اور ان کی بے ہوشی اور اعصاب کی سستی دور کرنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی یہ کارروائی اس کی توقع کے عین مطابق کامیاب ثابت ہوئی اور آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آتے چلے گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد عمران نے انہیں اٹھ کر کھڑا ہونے میں مدد دی اور پھر ان سے چند لمحے مخصوص ورزشیں کرائیں۔ چونکہ مخصوص کٹ سے خون نکلنے کی وجہ سے ان کے اعصاب میں موجود جمود خود بخود ختم ہو گیا تھا اور اعصاب کو قدرتی طور پر تحریک مل گئی تھی اس لئے عمران کی نسبت اس کے ساتھی جلد ہی فٹ ہو گئے۔

"اس بار بھی گروپ بنا کر کارروائی کرنے کا تجربہ ناکام رہا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بار تو واقعی کمال ہو گیا ہے کہ ہمارا آپس میں رابطہ ہی نہیں تھا اس کے باوجود یہاں ہم سب اکٹھے ہو گئے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ بزرگوں کا یہ قول ہم سب پر سو فیصد صادق آتا ہے کہ گروہوں میں نہ بٹ جاؤ اس طرح تم تقسیم ہو کر کمزور ہو جاؤ گے۔ بہرحال اب چونکہ سب اکٹھے ہو گئے ہیں اس لئے اب آئندہ ہماری جدوجہد بھی مشترکہ ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس چھوٹے سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے مڑ کر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو بولنے سے منع کر دیا اور پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی احتیاط سے چلتے ہوئے باہر آ گئے۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز دروازے کی دوسری طرف سے سنائی دی تو وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے۔

"سٹاچو بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"باس دیکھنا کیا ہے۔ وہ سب بے ہوش اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں"...... چند لمحوں بعد سٹاچو کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس باس"...... دوسری طرف کی بات سن کر اس سٹاچو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھے جانے

کی بجائے علیحدہ رکھے جانے کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آوازیں اس دروازے کی طرف آتی سنائی دیں جس کے پیچھے عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران کے ساتھ کھڑا ہوا چوہان کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ عمران نے مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ اس آدمی کو آواز نکالنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے کیونکہ ساتھ ہی کمرے میں فون ہولڈ ہوا پڑا تھا اور آواز دوسری طرف جا سکتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اسے ہلاک بھی نہ کیا جائے اس لئے چوہان نے اچانک اس پر جھپٹتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کو گھسیٹ کر ایک طرف کر دیا تھا جبکہ عمران تیزی سے لیکن محتاط قدموں سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی بھی محتاط انداز میں اس کے پیچھے تھے۔
عمران نے آگے بڑھ کر فون پیس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کے ساتھیوں کے قدموں کی آوازیں بھی دوسری طرف سنائی نہ دیں۔
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر جا کر چیکنگ کرنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد چوہان بھی کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اشارہ کر کے بتا دیا کہ سٹاچو کو بے ہوش کر کے وہ راہداری

میں ہی لٹا آیا ہے۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور سے ہاتھ ہٹا کر اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو باس"...... عمران کے منہ سے سٹاچو کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

"وہ بدستور بے ہوش پڑے ہیں باس"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پوری طرح محتاط رہنا۔ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی ان کی تلاش میں ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تو کلیبر اب اسرائیل پہنچ چکا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر اور جولیا اندر داخل ہوئے۔

"یہ تو چھوٹا سا مکان ہے جس کے گرد دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے اور اس آدمی کے علاوہ یہاں اور کوئی آدمی بھی نہیں ہے البتہ ایک کمرے میں جدید اسلحہ موجود ہے"...... جولیا نے اندر داخل ہو کر کہا۔

"اس سٹاچو کو اٹھا لاؤ۔ اب اس سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی تاکہ تازہ ترین حالات کا علم ہو سکے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہم جیوش

چینل کی تحویل میں ہیں اور دوسری طرف سے بولنے والا کلیسر تھا۔ میں اس کی مخصوص آواز اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ انتہائی تیز طرار اور ذہین ایکریمی ایجنٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کلیسر کو تو میں بھی جانتا ہوں۔ ایک بار میرا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد راہداری میں بے ہوش پڑے ہوئے سٹاچو کو اٹھا کر اس کمرے میں لایا گیا۔ اب باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے تھے البتہ اب ان کے ہاتھوں میں اسلحہ موجود تھا۔ صفدر نے سٹاچو کو کرسی پر بٹھا دیا۔

"اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اس کی ہدایت کے مطابق سٹاچو کا کوٹ اس کے عقب میں کافی نیچے کر دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا۔ وہ خود دوسری کرسی پر بیٹھ چکا تھا جبکہ باقی ساتھی کھڑے تھے کیونکہ اس کمرے میں میز کے ساتھ صرف دو کرسیاں موجود تھیں۔ صفدر نے سٹاچو کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سٹاچو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس نے بے اختیار اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے کوٹ پشت پر کافی نیچے

ہونے کی وجہ سے وہ اٹھتے ہی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور دوبارہ کرسی پر گر گیا۔

"اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دو نعمانی"...... عمران نے اس کے قریب کھڑے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا تو نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کی پشت پر آ کر اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"تم۔ تم ہوش میں آ گئے اور یہاں بھی پہنچ گئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... سٹاچو نے مر جانے کی حد تک انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس طرح اپنے سامنے اور سائیڈوں پر کھڑے ہوئے عمران کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہم زندگی میں اتنی بار بے ہوش ہو چکے ہیں کہ اب ہمارے ذہن بے ہوش پروف ہو چکے ہیں۔ تم یہ بتاؤ سٹاچو کہ کلیسر کی جیوش چینل میں کیا حیثیت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ باس ہے"...... سٹاچو نے جواب دیا۔

"اور لارڈ بوفمین کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو اس پوائنٹ کا انچارج ہوں۔ میں کبھی ہیڈ کوارٹر نہیں گیا"...... سٹاچو نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہاں ہمیں کب لایا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"آج دوسرا روز ہے"...... سٹاچو نے جواب دیا تو عمران بے

اختیار چونک پڑا۔

"دوسرا روز۔ اوہ۔ اتنے طویل عرصے تک ہم بے ہوش رہے۔ کیا ہمیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ باس نے مخصوص انجکشن لگوائے تھے لیکن تم خود بخود کیسے ہوش میں آگئے اور پھر تم حرکت کیسے کر رہے ہو جبکہ باس نے ساتھ ہی ایسے انجکشن لگوائے تھے کہ اگر تم کسی طرح ہوش میں آ بھی جاؤ تو تم حرکت نہ کر سکو"...... سٹاچو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں میک اپ باکس اور لباس تو موجود ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں صرف اسلحہ ہوتا ہے اور کبھی کبھار یہاں کسی ایسے آدمی کو لایا جاتا ہے جسے باس نے سب کی نظروں سے چھپانا ہو"...... سٹاچو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم رپورٹ کلیسر کو فون پر دیتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرا باس سے رابطہ صرف فون پر ہی ہے"...... سٹاچو نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے جس پر تم رپورٹ دیتے ہو"...... عمران نے پوچھا تو سٹاچو نے نمبر بتا دیا۔

"اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو"...... عمران نے نعمانی سے کہا تو

نعمانی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ عمران نے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو سٹاچو نے بتائے تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بہرحال یہ کلیسر کی آواز نہ تھی۔

"میں سٹاچو بول رہا ہوں۔ باس سے بات کراؤ"...... عمران نے سٹاچو کے لہجے اور آواز میں کہا تو سٹاچو کے چہرے پر ایک بار پھر انتہائی حیرت کے تاثرات نظر آنے لگ گئے لیکن منہ بند ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اظہار زبان سے نہ کر سکتا تھا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کلیسر بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے سٹاچو"...... چند لمحوں بعد کلیسر کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ ان میں سے ایک آدمی انتہائی حیرت انگیز طور پر ہوش میں آگیا تھا۔ اس کے کراہنے کی آواز سن کر میں دوڑا دوڑا گیا تو وہ حرکت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کون تھا وہ۔ ایکریمی یا پاکیشیائی"...... کلیسر نے چونکے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"وہ پاکیشیائی تھا باس"...... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم محتاط رہو میں خود آرہا ہوں"...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

" یس باس "...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رسیو
رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

" یہ کلیسر اکیلا نہیں آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے یہاں اپنے
آدمی بھیجے اور پھر ان سے رپورٹ لے کر آئے کیونکہ وہ فطری طور
بے حد محتاط آدمی ہے اس لئے اسلحہ لے کر ہمیں باہر جا کر چھپنا
گا "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اس کا کیا کرنا ہے "...... نعمانی نے پوچھا۔

" اسے آف کر دو "...... عمران نے کہا تو نعمانی نے بجلی کی
تیزی سے اپنا ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا اور پھر مخصوص اند
میں دونوں ہاتھ گھما دیئے۔ کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی
کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں
عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کمرے سے باہر آگیا۔ یہ واقعی ایک
چھوٹا سا مکان تھا جس کا بیرونی صحن بھی چھوٹا سا تھا اور گیٹ بند تھا
وہ سب گیٹ کھول کر باہر آگئے۔ باہر واقعی دور دور تک میدان تھا
جس میں اکا دکا درخت تھے البتہ جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ مکان بھی
خاصا پرانا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اسے کسی خاص
مقصد کے لئے یہاں تعمیر کیا گیا تھا اور وہ مقصد پورا ہو جانے کے
بعد اسے خالی چھوڑ دیا گیا ہو کیونکہ اس کی بیرونی حالت بتا رہی تھی
کہ یہ آباد بہت کم رہا ہے۔ مکان کے سامنے ایک نیم پختہ سڑک

جاتی دکھائی دے رہی تھی جو آگے جا کر گھوم گئی تھی۔

" یہ لوگ یقیناً کار میں آئیں گے۔ تم نے جھاڑیوں کی اوٹ لینی
ہے۔ میں یہاں اندر موجود رہوں گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کلیسر یہاں
آنے سے پہلے فون کرے۔ ہم نے بہرحال اس کلیسر کو زندہ پکڑنا ہے
اگر اس کے ساتھی ساتھ ہوں تو انہیں ہلاک کر دینا "۔ عمران نے
اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ کار اندر لے آئیں گے اس لئے ہم میں سے
تین کو اندر ہی رہنا چاہئے "...... صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ صفدر، تنویر اور نعمانی اندر رہیں گے۔ باقی ساتھی
کی نگرانی کریں گے اور دور سے کار آتی دیکھ کر مخصوص سیٹی کی
کاشن دیں گے "...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر
دیئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر، تنویر اور نعمانی بیرونی صحن میں ہی
ادھر اوٹ لے کر کھڑے ہو گئے جبکہ باقی ساتھی باہر چلے گئے
۔ عمران اندر جانے کے لئے مڑ گیا۔

" پھاٹک تو کھولنا پڑے گا "...... صفدر نے کہا۔

" پھاٹک کھول کر اس کی اوٹ میں ہو جانا "...... عمران نے کہا
آگے بڑھ گیا اور پھر کمرے کے قریب جا کر رک گیا جس میں فون
سلاچو کی لاش پڑی ہوئی تھی لیکن کافی دیر تک فون نہ آیا البتہ باہر
مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا
پھر وہ ایک کونے میں موجود بڑے سے ستون کی اوٹ لے کر کھڑا

ہو گیا جبکہ صفدر پہلے سے ہی پھاٹک کے قریب موجود تھا۔ تھوڑی دیر
بعد پھاٹک کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی
مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا۔ ہارن کی آواز سننے کے کچھ دیر بعد
صفدر نے پھاٹک کھول دیا اور خود تیزی سے ایک پھاٹک کے بڑے
سے پٹ کے پیچھے ہو گیا۔ سفید رنگ کی کار پھاٹک کے کھلتے ہی تیزی
سے اندر داخل ہوئی۔ اس میں تین افراد سوار تھے جن میں سے ایک
ڈرائیور تھا جبکہ سائیڈ سیٹ خالی تھی اور عقبی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے
ہوئے تھے جن میں سے ایک نے ڈاکٹروں والا اوور آل بھی پہن رکھا
تھا جبکہ دوسرا آدمی سوٹ میں ملبوس تھا۔ لیکن عمران چونکہ کلیسر سے
ذاتی طور پر واقف تھا اس لئے وہ کار میں موجود افراد کو دیکھتے ہی سمجھ
گیا تھا کہ ان تینوں میں کلیسر شامل نہیں ہے۔ ویسے بھی اسے پہلے
سے توقع تھی کہ کلیسر اس طرح ایک کال پر دوڑا نہیں آئے گا۔ کار
رکتے ہی ڈرائیور سمیت تینوں آدمی نیچے اترے اور تیزی سے برآمدے
کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے پھاٹک کی طرف مڑ کر دیکھنے کی
زحمت بھی نہ کی تھی۔ شاید ان کے تصور میں ہی نہ تھا کہ یہاں
حالات پلٹ بھی سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بدستور ستونوں
کے پیچھے تھے جبکہ صفدر بھی پھاٹک کے پٹ کی آڑ میں تھا۔ جب
تینوں برآمدے میں پہنچے تو سوٹ والے نے اچانک مڑ کر دیکھا اور
پھر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔
"کیا مطلب۔ یہ سٹاچو کہاں گیا۔ اس نے پھاٹک کیوں بند نہیں

کیا"...... اس سوٹ والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس لئے کہ سٹاچو ہلاک ہو چکا ہے اور مرا ہوا آدمی حرکت نہیں
کر سکتا"...... عمران نے چوڑے ستون کی اوٹ سے باہر نکلتے ہوئے
کہا تو ڈاکٹر سمیت تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اسی لمحے صفدر،
تنویر اور نعمانی بھی اپنی اپنی جگہوں سے باہر آ گئے۔
"خبردار اگر کسی نے حرکت کی"...... تنویر نے انتہائی کرخت
لہجے میں کہا۔ اس سوٹ والے اور ڈرائیور دونوں کے ہاتھ تیزی سے
اپنی جیبوں کی طرف گئے ہی تھے کہ اچانک سٹک کی آواز کے ساتھ
ہی ڈرائیور چیخ مار کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ عمران نے اسی لمحے
اس سوٹ والے پر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے سوٹ والا چیختا ہوا
اچھل کر برآمدے سے نیچے صحن میں جا گرا جبکہ ڈاکٹر حیرت سے بت
بنا اپنی جگہ پر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔
"اسے زندہ رکھو"...... عمران نے ڈاکٹر کی طرف مڑتے ہوئے
سوٹ والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا جو
اب اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔
"مم۔ مم۔ میں تو ڈاکٹر ہوں"...... ڈاکٹر نے انتہائی خوفزدہ سے
لہجے میں کہا۔
"اس لئے زندہ بھی ہو۔ چلو اندر"...... عمران نے سرد لہجے میں
کہا اور ڈاکٹر تیزی سے مڑ گیا۔ جیسے ہی وہ مڑا عمران کا بازو بجلی کی سی
تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر چیخ مار کر فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے

اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے اس کی کنپٹی پر بوٹ مار دیا اور وہ ایک بار پھر چیخ کر نیچے جا گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

"اس سوٹ والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ اس سے ضروری پوچھ گچھ کرنی ہے"....... عمران نے صفدر سے کہا جو اس سوٹ والے کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے پر اٹھانے میں مصروف تھا۔

"تنویر۔ تم باقی ساتھیوں سے کہو کہ وہ ابھی باہر ہی رہیں اور تم اور نعمانی بھی یہاں صحن میں ہی رکو گے"....... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر وہ اندرونی کمرے کی طرف مڑ گیا۔ صفدر بے ہوش آدمی کو اٹھائے اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے کرسی پر پڑی ہوئی سٹاچو کی لاش اٹھا کر نیچے پھینکی اور صفدر کو بے ہوش آدمی کو اس کرسی پر بٹھانے کا اشارہ کیا۔ صفدر نے اس کی ہدایت کے مطابق اس بے ہوش آدمی کو کرسی پر بٹھا دیا۔

"کوئی رسی وغیرہ ڈھونڈ لاؤ۔ یہ خاصے مضبوط اعصاب کا آدمی لگ رہا ہے"....... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... عمران نے سٹاچو کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"کلیسر بول رہا ہوں۔ بیکر ڈاکٹر کو لے کر پہنچ گیا ہے یا نہیں"۔ دوسری طرف سے کلیسر کی آواز سنائی دی۔

"ابھی تک تو نہیں پہنچے باس"....... عمران نے جواب دیا۔

"وہ پہنچنے والے ہوں گے۔ ڈاکٹر ان سب کو نہ صرف دوبارہ چیک کرے گا بلکہ ضرورت پڑنے پر مزید انجکشن بھی لگا دے گا"۔ کلیسر نے کہا۔

"یس باس"....... عمران نے کہا۔

"بیکر جیسے ہی پہنچے اسے کہنا کہ مجھے فون کرے"....... دوسری طرف سے کلیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"....... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد صفدر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ عمران نے اس کے ساتھ مل کر اس سوٹ والے کو کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ عمران کو اندازہ تھا کہ یہی بیکر ہو سکتا تھا لیکن بہرحال وہ پہلے اسے کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بندھ جانے کے بعد عمران کے پیچھے ہٹنے پر صفدر نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ عمران سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"تمہارا نام بیکر ہے۔ تمہارا جیوش چینل میں کیا عہدہ ہے"۔

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا آدمی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے گردن گھما کر صفدر کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

" تم۔ تم سب تو بے ہوش تھے اور بے حس ہو چکے تھے پھر تم سب کیسے ہوش میں آگئے اور حرکت بھی کر رہے ہو"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام بیکر ہے لیکن تمہارا عہدہ کیا ہے"...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہو گیا ہے"...... بیکر نے زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تمہارے باس کلیسر کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ بیکر ڈاکٹر کو لے کر آ رہا ہے"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" ب۔ باس کا فون۔ کس نے اٹنڈ کیا تھا"...... بیکر نے زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے۔ بہرحال چونکہ تمہارا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ رعایت کر رہا ہوں لیکن اگر تم نے اسی طرح سوال جواب شروع کر دیئے تو پھر یہ نرمی سختی میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے"...... عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

" میں سٹار سیکشن میں اسسٹنٹ ہوں"...... بیکر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

" سٹار سیکشن۔ تو کیا جیوش چینل میں باقاعدہ سیکشن بنائے گئے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ ہمارا سیکشن فلسطینی تنظیموں میں موجود جیوش چینل کے آدمیوں کی نگرانی بھی کرتا ہے اور ان سے رابطہ بھی رکھتا ہے"۔ بیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ڈاکٹر کیا تمہارے سیکشن سے تعلق رکھتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں"...... بیکر نے جواب دیا۔

" کلیسر کہاں بیٹھتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" ہیڈ کوارٹر میں۔ لیکن اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوائے چیف باس کے اور کوئی نہیں جانتا"...... بیکر نے خود ہی تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" ڈاکٹر کا نام کیا ہے"...... عمران نے گھنٹی کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر چارلس"...... بیکر نے جواب دیا۔

" اس کا منہ بند کر دو"...... عمران نے صفدر سے کہا اور تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سٹاچو بول رہا ہوں باس"...... عمران نے سٹاچو کی آواز اور لہجے

میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بیکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا بیکر اور ڈاکٹر ابھی تک نہیں پہنچے "...... دوسری طرف سے کلیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ پہنچ گئے ہیں باس اور وہ بے ہوش افراد کے کمرے میں ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" میں نے تمہیں کہا تھا کہ بیکر کو کہنا کہ وہ مجھے کال کرے"۔ کلیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے کہا تھا باس۔ انہوں نے کہا کہ وہ چیکنگ کر کے تفصیل سے رپورٹ دے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" اسے بلاؤ"...... کلیسر نے کہا۔

"یس باس"...... عمران نے کہا اور پھر رسیور پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

" بیکر بول رہا ہوں باس"...... اس بار عمران کے منہ سے بیکر کی آواز نکلی تو بیکر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے واقعی پھٹ سی گئیں۔

" کیا پوزیشن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی"...... دوسری طرف سے کلیسر نے کہا۔

" ایک آدمی نیم بے ہوشی کے عالم میں تھا باس۔ باقی بدستور بے ہوش تھے۔ ڈاکٹر نے اسے مزید دو انجکشن لگا دیئے ہیں"...... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ کیسے ہوش میں آگیا تھا"...... کلیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے ڈاکٹر سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس آدمی کے جسم میں بے پناہ قوت مدافعت ہے"...... عمران نے بیکر کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسے بلاؤ۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں"...... کلیسر نے کہا۔

"یس باس"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور پر ہاتھ رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹا دیا۔

" ڈاکٹر چارلس بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار ڈاکٹر چارلس کی آواز اور لہجے میں کہا کیونکہ وہ برآمدے میں اس کی آواز اور لہجہ سن چکا تھا۔

" ڈاکٹر چارلس۔ اچھا۔ ایک منٹ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بیکر کی طرف غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کے مائیک پر ہاتھ رکھ دیا۔

" تم نے ڈاکٹر کا نام غلط بتایا تھا۔ کیوں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور صفدر نے بیکر کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

" اس کا نام چارلس ولسن ہی ہے"...... بیکر نے قدرے

بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" اس کا منہ بند کر دو صفدر "...... عمران نے کہا تو صفدر نے دوبارہ اس کا منہ بند کر دیا۔

" ہیلو ہیلو "...... اسی لمحے رسیور سے کلیسر کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ ڈاکٹر چارلس ولسن بول رہا ہوں "...... عمران نے مائیک سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کون ہو تم ۔ بولو ۔ کون ہو تم ۔ تم ڈاکٹر ولسن نہیں ہو ۔ بولو "...... کلیسر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس ۔ میں ڈاکٹر چارلس ولسن بول رہا ہوں "...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں ۔ تم ڈاکٹر چارلس ولسن نہیں ہو ۔ وائس چیکر نے تمہاری آواز کو اوکے نہیں کیا ۔ کون ہو تم "...... دوسری طرف سے کلیسر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" آپ کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آ رہا ۔ وائس چیکر میں کوئی خرابی ہو گی ورنہ میں تو ڈاکٹر چارلس ولسن ہی بول رہا ہوں ۔ آپ بے شک بیکر اور سٹاچو سے پوچھ سکتے ہیں "...... عمران نے اسی لہجے میں دوبارہ کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ وہ ڈیوڈ کہاں ہے ۔ اس سے میری بات کراؤ "...... دوسری طرف سے کلیسر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ڈیوڈ اس ڈرائیور کا نام ہو گا جو ہلاک ہو چکا ہے اور ظاہر ہے

چونکہ اس کی آواز عمران نے سنی نہ تھی اس لئے وہ اس کے لہجے میں بات نہ کر سکتا تھا۔

" وہ تو چلا گیا ہے باس "...... عمران نے ڈاکٹر چارلس ولسن کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلا گیا ہے ۔ کہاں چلا گیا ہے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ تو تم عمران بول رہے ہو ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ "...... دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" اب تم بتاؤ گے بیکر کہ ایرو میزائل لیبارٹری کہاں ہے اور جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے "...... عمران نے اٹھ کر بیکر کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی جارحانہ لہجے میں کہا۔ صفدر عمران کے رسیور رکھتے ہی بیکر کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

" مم ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ مجھے نہیں معلوم "...... بیکر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ لارڈ بوفمین کہاں رہتا ہے "...... عمران نے اس کے لہجے میں موجود سچائی کو بھانپتے ہوئے کہا۔

" لارڈ ہاؤس میں ۔ کیہان روڈ پر اس کا بہت بڑا محل ہے ۔ لارڈ ہاؤس ۔ وہ وہاں رہتا ہے "...... بیکر نے جواب دیا۔

" اس کا فون نمبر بتاؤ "...... عمران نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ مجھے واقعی نہیں معلوم "...... بیکر نے پہلے کی

طرح پریشان سے لہجے میں کہا تو اس بار بھی عمران سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"صفدر اسے ختم کر دو اور چارلس کو بھی"...... عمران نے بیرونی دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر ابھی عمران دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ اسے اپنے عقب میں سائیلنسر لگے ریوالور کی ٹنک کی مخصوص آواز اور بیکر کی ہلکی سی چیخ سنائی دی لیکن وہ قدم بڑھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ باہر تنویر اور نعمانی موجود تھے۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے کہا۔

"باقی ساتھیوں کو بلاؤ۔ جلدی کرو۔یہاں ریڈ ہونے والا ہے اور ہم نے اپنا بچاؤ بھی کرنا ہے اور آگے کی منصوبہ بندی بھی کرنی ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اسے ہدایات دیں تو تنویر سرہلاتا ہوا تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر صحن سے ہوتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے صفدر بھی کمرے سے باہر آگیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"کلیبیر یہاں لازماً اپنے آدمی ہمارے خلاف بھجوائے گا اور ہم نے انہیں ختم کر کے ان سے کاریں وغیرہ حاصل کرنی ہیں۔ اس کے بعد آگے کی بات سوچیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور نعمانی دونوں نے سرہلا دیئے۔ اسی لمحے جولیا اور دوسرے ساتھی جو باہر تھے اندر آگئے۔ تنویر ان کے ساتھ تھا۔

"تنویر بتا رہا ہے کہ یہاں ریڈ ہونے والا ہے۔ کیوں"...... جولیا نے قریب آکر کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا۔

"لیکن عمران صاحب باہر تو دور دور تک کھلا میدان ہے۔ اکا دکا درخت ہیں اور جھاڑیاں ہیں۔یہاں تو وہ لوگ ہمیں آسانی سے شکار کر لیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"یہاں کس قسم کا اسلحہ موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہر قسم کا اسلحہ حتیٰ کہ میزائل گنیں بھی موجود ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ مشین گنیں اور میزائل گنیں لے لو۔ ہم میں سے چار افراد اس عمارت کی چھت پر مورچہ لگائیں گے جبکہ باقی افراد اس مکان کے چاروں طرف فاصلے پر جھاڑیوں کی اوٹ لے کر مورچہ بندی کریں گے۔ ہمارا مقصد کاریں حاصل کرنا ہے۔ ایک کار تو یہاں موجود ہے جبکہ دو مزید کاریں ہم نے حاصل کرنی ہیں اور جتنے بھی لوگ آئیں ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے ورنہ وہ پورے اسرائیل کو یہاں لے آئیں گے اور ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی جائے گی"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن کار ایک ہے اور یہاں کار میں اگر چار آدمیوں سے زیادہ سوار ہوں تو پولیس فوراً انہیں روک لیتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں اور خاور کار میں چلے جاتے ہیں۔ ہم نے بہرحال اس

لیبارٹری کو تلاش کرنا ہے۔ تم ان سے مزید کاریں چھین لینا"۔ تنویر نے کہا۔

"تو کیا اب بھی وہی ٹیمیں برقرار رہیں گی"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ٹیمیں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ عمران اور اس کے ساتھی سامنے رہیں جبکہ باقی خفیہ طور پر کام کریں لیکن یہ منصوبہ ناکام رہا ہے اور ہم سب ان کی نظروں میں آگئے ہیں اور اگر عمران صاحب کو ہوش نہ آجاتا تو پوری ٹیم کا ہی خاتمہ ہو جاتا اس لئے ہمیں اب اکٹھے رہنا چاہئے"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اب تینوں ایجنسیوں کو ہمارے بارے میں علم ہو چکا ہے اس لئے اب انہوں نے صرف ہم پر ہی توجہ دینی ہے اور اکٹھے رہنے کی وجہ سے ہم کھل کر کام نہ کر سکیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ نہ ہمارے پاس کوئی اڈا ہے اور نہ میک اپ کا سامان اور تینوں ایجنسیاں ہماری تلاش میں ہوں گی۔ ایسی صورت میں ہم کام کیسے کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی ٹارگٹ بھی نہیں حتیٰ کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع بھی ہمیں معلوم نہیں ہے"...... خاور نے کہا۔

"یہ سب کام تنویر کرے گا۔ یہ جب کام کرنے پر آجائے تو راستے

خود بخود بنا لیا کرتا ہے البتہ میں یہ بتا دوں کہ لیبارٹری پر جیوش چینل کا کنٹرول ہے اور جیوش چینل کا سربراہ لارڈ بوفمین ہے اور لارڈ بوفمین کا محل لارڈ ہاؤس کے نام سے کیہان روڈ پر واقع موجود ہے۔ اب یہ کام تنویر کا ہے کہ وہ لارڈ بوفمین کو کور کر کے اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پھر اپنا ٹارگٹ ہٹ کرے"...... عمران نے کہا۔

"ویری گڈ۔ بے حد شکریہ عمران۔ تم نے واقعی ہمارا مسئلہ کافی حد تک حل کر دیا ہے۔ آؤ خاور"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر برآمدے سے نیچے اترا اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے موڑ کاٹ کر اس مکان کے دروازے سے باہر نکلی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی اڑنے والی دھول میں غائب ہو گئی۔

"تنویر نے احمقانہ انداز میں جا کر اس لارڈ محل پر ریڈ کر دینا ہے جبکہ وہاں لازماً انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہوں گے"...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تنویر اتنا بھی احمق نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھتی ہو۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ڈائریکٹ اور انتہائی تیز رفتار ایکشن کا قائل ہے۔ بہرحال اب ہمیں اسلحہ لے کر یہاں آنے والوں کے استقبال کی تیاری کر لینی چاہئے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کلیسر نے رسیور کریڈل پر پٹخ کر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے ۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ سٹاچو، بیکر اور ڈیوڈ سب عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں کیونکہ عمران کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ وہ دوسروں کی آواز اور لہجے کی ایسی نقل کر لیتا ہے کہ کوئی پہچان بھی نہیں سکتا۔ اگر عمران ڈاکٹر چارلس کا نام نہ لیتا تو کلیسر کو بھی شاید اس پر شک نہ ہوتا۔ یہ بات درست تھی کہ ڈاکٹر کا پورا نام چارلس ولسن ہی تھا لیکن وہ کبھی ڈاکٹر چارلس نہیں کہا کرتا تھا بلکہ ڈاکٹر ولسن کے نام سے ہی بات کرتا تھا اس لئے وہ چونکا تھا اور پھر اس نے فون کا لنک اس کمپیوٹر سے کر دیا جس میں جیوش چینل کے لئے کام کرنے والے ہر آدمی کی آواز فیڈ تھی اور کمپیوٹر نے بتا دیا کہ دوسری طرف بولنے والا ڈاکٹر ولسن نہیں ہے۔ گو دوسری طرف سے

مسلسل یہی اصرار کیا جا رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر ولسن ہے لیکن کلیسر ظاہر ہے اب اس بات پر یقین نہ کر سکتا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ چوئیشن پلٹ گئی ہے۔ کس طرح پلٹی ہے اس کی اسے فکر نہ تھی ے دراصل اس بات کی فکر تھی کہ ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو تک لاع نہ پہنچ جائے کہ جیوش چینل نے عمران اور اس کے ساتھیوں و ان کی تحویل سے نکالا تھا۔ اس طرح اس کا کورٹ مارشل ہونا ینی ہو جاتا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا تھا کہ وہ اپنے ایکشن روپ کو وہاں بھیجے لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ پوائنٹ شہر سے اتنا دور ہے کہ جب تک ایکشن گروپ وہاں پہنچے گا وہ لوگ اس سے پہلے ں سے نکل کر شہر پہنچ چکے ہوں گے اور بیکر کی کار وہاں موجود ں۔ وہ اب مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اسے کیا اقدام کرنا چاہئے کہ انک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس نے چونک کر ہاتھ ھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر یئے۔

"لارڈ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی ی۔

"کلیسر بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ"...... کلیسر نے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے اس بار توبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ لارڈ بوفمین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد لارڈ بوفمین کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی تو کلیسر نے انہیں اب تک ہونے والی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں انہیں ہلاک کر دینا چاہیئے تھا"...... لارڈ بوفمین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن پھر ہمیں ان کی لاشیں فوری طور پر صدر صاحب کے سامنے لے جانی پڑتیں اور اس طرح ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو کو ہم پر الزام لگانے کا موقع مل جاتا اور اگر ہم پرانی لاشیں سامنے لے آتے تب بھی انہیں یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ انہیں پہلے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... کلیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ ہمیں تو ان سے الجھنے کا حکم ہی نہیں دیا گیا تھا"...... لارڈ بوفمین نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں کو اطلاع دے دیتا ہوں کہ میرے آدمیوں نے انہیں اس لیبارٹری کے قریب چیک کیا ہے۔ اس کے بعد وہ جانیں اور ان کا کام۔ البتہ میں نے آپ کو اس لئے کال کی ہے کہ سٹار سیکشن کا بیکر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی لیبارٹری کے محل وقوع کا اسے علم ہے البتہ وہ آپ کے لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اور لامحالہ عمران نے اس سے پوچھ گچھ کی ہو گی اور انہیں لازماً لارڈ ہاؤس اور آپ کے بارے میں علم ہو گیا ہو گا۔ یہ بات بھی انہیں معلوم ہے کہ آپ جیوش

چینل کے چیف ہیں اور لیبارٹری بھی جیوش چینل کے تحت ہے اس لئے اب ان کا پہلا ٹارگٹ آپ کا محل ہو گا"...... کلیسر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے حق میں اچھا ہو گا کیونکہ اس طرح ہمیں ان کے ہلاک کرنے کا کریڈٹ مل جائے گا"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے میں اپنا ایکشن گروپ آپ کے محل کے گرد تعینات کر دیتا ہوں تاکہ جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان کا باہر شکار کر لیا جائے"...... کلیسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا ہی کرو۔ اگر اس کے باوجود وہ محل تک پہنچ گئے تو پھر بھی ان کی موت یقینی ہے"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کلیسر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو کلیسر نے بھی کریڈل پر ہاتھ رکھ کر فون آف کیا اور پھر ہاتھ اٹھانے پر جب دوبارہ ٹون سنائی دی تو اس نے ایکشن گروپ کے انچارج جیکب کو کال کرنے کے لئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے جیکب کو سارے حالات بتا کر اسے لارڈ ہاؤس کے گرد پہرہ دینے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا ٹارگٹ دے کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب عمران

اور اس کے ساتھیوں کا ٹارگٹ لارڈ ہاؤس ہی ہو گا اور وہ لوگ وہاں آسانی سے مارے جائیں گے۔ اس طرح ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو بھی ان پر کوئی الزام نہ لگا سکیں گی اور کریڈٹ بھی انہیں مل جائے گا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ابھی تک کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی اور یہ بات کرنل ڈیوڈ کو انتہائی بے چین کئے ہوئے تھی۔ اسے رہ رہ کر راسٹر پر غصہ آ رہا تھا جس کی حماقت کی وجہ سے عمران کے ساتھی ان کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا تھا کہ اسے بھی معلوم تھا کہ اصل اہمیت عمران کی ہے اور عمران کو اگر کرنل پائیک ہلاک کر دیتا تو ظاہر ہے اسے ہی اہمیت مل جاتی۔ اس لحاظ سے تو اس کے نقطہ نظر سے یہ اچھا ہی ہوا تھا کہ عمران ریڈ اتھارٹی کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ صدر صاحب سے بات کرے اور انہیں بتا دے کہ کس طرح جیوش چینل نے یہ حرکت کی ہے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا کہ جیوش چینل نے لامحالہ ہر بات سے انکار کر دینا

وقار عظیم پاکستانی پوائنٹ

ہے اور اس کے پاس ٹھوس ثبوت موجود نہ تھے۔ صرف جیوش چینل کا
بچ تو ٹھوس ثبوت نہ بن سکتا تھا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود
عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل رہی
تھی اس لئے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے
میں کہا۔

"راسٹر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے راسٹر کی آواز
سنائی دی۔

"تو پھر بولتے ہی رہو نانسنس۔ کیا کیا ہے اب تک تم نے۔ تم
انتہائی نکمے اور بیکار آدمی ہو۔ بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے۔ کہاں ہیں
عمران اور اس کے ساتھی۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔

"وہ جیوش چینل کے ہاتھوں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو
گئے ہیں باس"...... دوسری طرف سے راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے
اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی"...... کرنل ڈیوڈ
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کلیبر نے انہیں شہر سے دور اپنے کسی خصوصی
پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا جس کے بارے میں صرف اسے ہی علم تھا یا

اس کے خاص آدمیوں کو۔ اس نے انہیں بے ہوش اور بے حس و
حرکت کر رکھا تھا تاکہ کچھ روز بعد انہیں ہلاک کر کے حکومت کے
سامنے ان کی لاشیں پیش کی جا سکیں اور اعلیٰ حکام کو بتایا جاتا کہ جی
پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں ناکام رہی ہیں جبکہ جیوش چینل نے یہ
کارنامہ انجام دیا ہے لیکن وہ لوگ ہوش میں آ گئے اور انہوں نے
سچوئیشن ہی بدل ڈالی"...... راسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے یہ اطلاع ملی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار
نارمل لہجے میں کہا۔

"میرا ایک آدمی لارڈ ہاؤس میں موجود ہے۔ اس نے اطلاع دی
ہے کہ کلیبر نے لارڈ صاحب کو فون پر ساری تفصیل بتائی ہے"۔
راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اب یہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی ہلاکت ہمارے ہی
ہاتھوں ہونی چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ جلد ہی ان کا کلیو مل
جائے گا۔ ویسے کلیبر نے لارڈ صاحب کو کہا ہے کہ اس کے آدمی کے
ذریعے عمران کو لارڈ ہاؤس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے اور یہ
لوگ اب یقیناً لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے تاکہ لارڈ صاحب کو کور
کر کے ان سے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر سکیں اور کلیبر نے
اپنے ایکشن گروپ کو لارڈ ہاؤس کے باہر تعینات کر دیا ہے تاکہ
عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی وہاں پہنچیں وہ ان کا شکار کر سکیں

اور میرا خیال ہے کہ کلیسر کا یہ اقدام درست ہے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی لازماً لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو جیوش چینل ہی انہیں ہلاک کر دے گی۔ نانسنس۔ یہ کام جی پی فائیو کو کرنا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے آدمی کام کر رہے ہیں ہم ان کے لارڈ ہاؤس پہنچنے سے پہلے ہی انہیں ٹریس کر لیں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے ٹریس کرو گے۔ بولو۔ کیسے کرو گے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس مجھے جیوش چینل کے ایکشن گروپ کے بارے میں ساری معلومات ہیں۔ اس گروپ کا انچارج جیکب ہے اور اس گروپ میں آٹھ افراد شامل ہیں اور جیکب سمیت یہ آٹھوں لارڈ ہاؤس کے باہر موجود ہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"تو پھر"...... کرنل ڈیوڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم انہیں آف کر کے سائیڈ پر کر دیتے ہیں اور ان کی جگہ ہمارے آدمی لے لیں گے۔ پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گی"...... راسٹر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کی اجازت کی ضرورت ہے ورنہ یہ کام میرے لئے مشکل نہیں ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے تمہیں ہر بات کی اجازت ہے۔ مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں چاہئیں ہر صورت میں اور ہر قیمت پر"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی ہو گا باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اول تو ہم انہیں پہلے ہی ٹریس کر کے ہلاک کر دیں گے اور اگر وہ ٹریس نہ ہو سکے تو پھر لامحالہ لارڈ ہاؤس کے باہر انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ مجھے فوری رپورٹ دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب ان لوگوں کا جی پی فائیو کے ہاتھوں ہلاک ہونے کا سکوپ پیدا ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راسٹر اب پوری قوت سے حرکت میں آ جائے گا اور راسٹر کی صلاحیتوں پر اسے مکمل یقین تھا کہ وہ جی پی فائیو کو کریڈٹ دلانے میں لازماً کامیاب ہو گا اس لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے باس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ کہاں ہیں وہ۔ زندہ ہیں یا مردہ"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"وہ زندہ ہیں اور اس وقت رائزنگ کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ جیوش چینل کی تحویل میں ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ اب جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق جیوش چینل کے کلیسر نے انہیں شہر سے دور کسی پوائنٹ پر بے ہوش رکھا ہوا تھا لیکن وہ ہوش میں آگئے اور انہوں نے سچوئیشن بدل دی اور وہ وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہوگئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی تو میں نے پورے شہر کی ناکہ بندی کرا دی۔ پھر اطلاع ملی کہ رائزنگ کالونی جو شہر کے مضافات میں ہے اس کے قریب ایک بس میں تین پاکیشیائی مردوں کو بھی اترتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اس پر مزید چیکنگ کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان تینوں پاکیشیائیوں کو رائزنگ کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور ان کے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت اور ایک ایکریمی مرد اور ایک ایکریمی عورت بھی اس کوٹھی میں گئے ہیں۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ اس کی وائیڈ سکرین چیکنگ کی جائے تو ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ان میں عمران بھی شامل ہے اور اس کے ساتھ وہی ایک ایکریمی مرد اور ایکریمی عورت ہے جو ہماری تحویل سے غائب ہوگئے تھے البتہ ہماری تحویل سے غائب ہونے والے تین ایکریمی غائب ہیں"۔ آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان ایکریمیوں کو چھوڑو۔ عمران وہاں موجود ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"....... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ میں خود آ رہا ہوں اس دوران اگر کوئی باہر نکلے تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم خود بھی وہاں پہنچ جاؤ۔ جلدی"....... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آفس کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے مضافات میں موجود رائزنگ کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ رائزنگ کالونی میں داخل ہوا تو اس نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے آرتھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا۔ کیا وہ لوگ اندر موجود ہیں"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ کوئی بھی باہر نہیں نکلا"....... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کراؤ اور پھر کوٹھی میں داخل ہو جاؤ"....... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس"....... آرتھر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور کرنل پائیک وہیں پارکنگ کے قریب ہی رک گیا تھا۔ آدھے گھنٹے

بعد آرتھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"کیا رہا"....... کرنل پائیک نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"باس۔ کوٹھی تو خالی پڑی ہے۔ وہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے"....... آرتھر کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ سب اندر موجود ہیں۔ پھر"....... کرنل پائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ان میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ اس کے باوجود وہ وہاں موجود نہیں ہیں"....... آرتھر نے جواب دیا۔

"کیا تم نے وائیڈ سکرین آف کر دی تھی"....... کرنل پائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اسے زیادہ دیر تک آن نہیں رکھا جا سکتا"....... آرتھر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں نگرانی کا علم ہو گیا اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں چیک کرتا ہوں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے"....... کرنل پائیک نے کہا اور آرتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کرنل پائیک آرتھر کی رہنمائی میں کچھ فاصلے پر موجود ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو گیٹ کھلا ہوا تھا اور ریڈ اتھارٹی کا ایک آدمی باہر موجود تھا۔ اس نے کرنل پائیک کو سلام کیا۔ کرنل پائیک نے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ کرنل پائیک

نے کوئی خفیہ راستہ یا کوئی تہہ خانہ تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"آخر یہ لوگ کیسے اور کہاں گئے ہوں گے"...... کرنل پائیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو میں خود بھی حیران ہوں باس۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ سب کیسے ہوا"...... آرتھر نے کہا۔

"گٹر لائن چیک کی ہے"...... اچانک کرنل پائیک نے چونک کر کہا تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

"گٹر لائن۔ اوہ۔ اوہ۔ میں چیک کراتا ہوں"...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل پائیک اسی کمرے میں موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آرتھر اندر داخل ہوا۔

"آپ کی بات درست ہے باس۔ یہ لوگ گٹر لائن سے باہر گئے ہیں اور یہ لائن یہاں سے دو کوٹھیوں دور ایک عقبی گلی میں جا کھلتی ہے۔ وہاں سے وہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ گٹر لائن میں ان کے جانے اور پھر باہر نکلنے کے واضح آثار موجود ہیں"۔ آرتھر نے کہا تو کرنل پائیک ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کالونی میں انہیں تلاش کرو۔ لازماً وہ قریب ہی کہیں چھپے ہوں گے کیونکہ وہ اتنی جلدی میں ہیں اور انہیں شاید میک اپ

تبدیل کرنے کا موقع نہیں مل رہا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو ایکریمی غائب ہیں وہ میک اپ کا سامان وغیرہ لینے گئے ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... آرتھر نے کہا۔

"اس کوٹھی کے سامنے بھی دو آدمی نگرانی پر لگا دو۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں بھی کوئی بعد میں پہنچے۔ اگر ایسا ہو تو انہیں فوری گرفتار کر لیا جائے۔ ان سے ہمیں ان کے ساتھیوں کے بارے میں علم ہو جائے"...... کرنل پائیک نے کہا اور پھر وہ برآمدے سے اتر کر بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب وہ ہماری نظروں سے نہ بچ سکیں گے"...... آرتھر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... کرنل پائیک نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دوبارہ اپنے آفس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے واقعی اس بات پر افسوس ہو رہا تھا کہ یہ لوگ دو بار ہاتھ آنے کے باوجود ان کے ہاتھوں سے پھسل گئے تھے لیکن ظاہر ہے جب تک یہ ہلاک نہ ہو جاتے اس وقت تک کچھ بھی نہ ہو سکتا تھا کیونکہ بہرحال یہ عام ایجنٹ نہیں تھے بلکہ دنیا کے انتہائی معروف اور تیز طرار لوگ تھے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا تھا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے تنویر۔ کیا ہم سیدھے، اس لارڈ ہاؤس جائیں گے"...... خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا؛ وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا بس مسلسل کار ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

"نہیں۔ یہ کار شہر کے قریب چھوڑنا ہو گی۔ ہمیں میک اپ اور لباس تبدیل کرنے ہوں گے اس کے بعد ہی کوئی کارروائی ہو سکے گی"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لارڈ ہاؤس تک اطلاع پہنچ چکی ہو اور وہاں ہمارا استقبال کرنے کے وسیع پیمانے پر انتظامات کئے جا رہے ہوں۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی تو پھر یہ انتظامات زیادہ سخت بھی ہو

سکتے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"لازماً انتظامات ہوں گے کیونکہ جو کچھ عمران نے بتایا ہے اس کے مطابق کلیسر کو اطلاع مل چکی ہے اور کلیسر بہرحال جانتا ہو گا کہ ان کا آدمی لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہو گا۔ کیہان روڈ شہر کی دوسری طرف ہے اور یہ کام جیوش چینل کا ہے اور ہمارے حلیے بھی انہیں معلوم ہیں اس لئے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں راستے میں ہی ختم کر دیا جائے۔ وہ صرف لارڈ ہاؤس کی حفاظت کے انتظامات کر کے تو نہ بیٹھ گئے ہوں گے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم اس بات پر اصرار کرو گے کہ ہم اسلحہ اٹھائے سیدھے لارڈ ہاؤس پر چڑھ دوڑیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم لوگ مجھے سمجھتے ہو"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم بہرحال تھوڑے بہت احمق ہو"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تمہارا خیال ہے"...... تنویر نے کہا اور پھر انہیں دور سے شہر کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

"میک اپ کا سامان تو یہاں کسی بڑی مارکیٹ سے ہی مل سکے گا"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ کار ہم شہر کے آغاز میں ہی چھوڑ دیں گے"۔ تنویر

نے کہا۔

" بجائے کوئی اور کار اڑانے کے کیوں نہ ہم بس کے ذریعے مین
مارکیٹ چلے جائیں۔یہاں ٹریفک پولیس کا نظام بہت سخت ہے۔کار
کی چوری کی فوری اطلاع ہو جائے گی اور ہم آسانی سے پکڑے جائیں
گے "...... خاور نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ویری گڈ۔یہ واقعی اچھی تجویز ہے"...... تنویر نے کہا
اور پھر واقعی شہر کے آغاز میں ہی انہوں نے کار چھوڑ دی اور پھر تھوڑی
دیر بعد وہ ایک بس میں بیٹھے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے
تھے۔چونکہ اسرائیل میں بسوں کا نظام انتہائی فعال اور جدید تھا اس
لئے اکثر لوگ بسوں میں ہی سفر کرتے تھے اور سیاح تو ویسے بھی
بسوں میں زیادہ سفر کرنے کے عادی تھے کیونکہ اس طرح انہیں شہر
کی رونق دیکھنے اور قابل دید عمارات کو دیکھنے کا زیادہ موقع ملتا تھا۔
مین مارکیٹ کے قریب وہ بس سے اترے اور پھر تھوڑی دیر بعد
انہوں نے نہ صرف میک اپ باکس خرید لیا بلکہ اپنے ناپ کے
لباس بھی خرید لئے ۔تنویر کی جیب میں کرنسی موجود تھی جسے
گیا تھا اس لئے انہیں اس سلسلے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی۔
ایک ہوٹل کے باتھ روم میں انہوں نے سادہ پانی سے پہلے والا میک
اپ واش کر کے ماسک میک کر لیا اور پھر لباس بھی تبدیل کر لئے
جب وہ ہوٹل سے باہر آئے تو وہ یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔اس بار
انہوں نے یورپی میک اپ کئے ہوئے تھے کیونکہ پہلے وہ ایکر

میک اپ میں تھے اور ان کے خیال کے مطابق انہیں تلاش کرنے
والے ایکریمیوں کو ہی زیادہ چیک کر سکتے تھے۔

" اب ہم نے ایک رہائش گاہ اور ایک کار حاصل کرنی ہے اور
کرنسی بھی ختم ہو چکی ہے اس لئے ہمیں کسی گیم کلب کا رخ کرنا ہو
گا"...... تنویر نے کہا۔

" یہاں سے قریب ہی ایک گیم کلب ہے۔میں نے اس کا بورڈ
دیکھا تھا۔آؤ"...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے گیم کلب میں داخل ہوئے
جہاں مشینوں کے ذریعے بھاری جوا کھیلا جاتا تھا۔خاور چونکہ اس
مشینری کا ماہر تھا اس لئے اس نے تنویر کو ہال میں بیٹھنے کا کہا اور خود
وہ مشینوں کی طرف بڑھ گیا۔تنویر نے ہال میں بیٹھ کر ہاٹ کافی
منگوا لی اور پھر اس نے ابھی کافی کی پیالی ختم ہی کی تھی کہ خاور
واپس آ گیا۔

" ارے اتنی جلدی۔کیا ہوا"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

" زیادہ جیت مشکوک کر دیتی ہے اس لئے فی الحال اتنا ہی کافی
ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر کے پوچھنے پر
جب اس نے جیت جانے والی کرنسی کی مقدار بتائی تو تنویر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کافی ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر
کو دو کپ کافی اور لانے کا کہہ دیا۔

"اب بتاؤ کہ تمہارا کیا پروگرام ہے"...... خاور نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ بتایا تو تھا تمہیں"...... تنویر نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر تنویر نام کی کوئی مشین ہوتی تو میرا دعویٰ ہوتا کہ اس مشین کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لارڈ ہاؤس پر حملہ نہیں کرو گے"...... خاور نے کہا تو تنویر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ یہ تمہاری فطرت کے خلاف ہے کہ تم پہلے لارڈ ہاؤس پر حملہ کرو پھر لارڈ کو پکڑو پھر اس سے ٹارگٹ کے بارے میں پوچھ گچھ کرو اور پھر اس ٹارگٹ کو ہٹ کرو۔ تمہاری ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ تم براہ راست ٹارگٹ تک پہنچ جاؤ"...... خاور نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی بہت گہرائی تک جانتے ہو"...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ میری بات درست ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لارڈ ہاؤس میں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ مجھے

معلوم ہے کہ ایسے لوگ کس قسم کے سخت انتظامات کرتے ہیں اس لئے ہم وہاں بری طرح الجھ جائیں گے"...... تنویر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ ٹارگٹ کا علم کیسے ہو گا"۔ خاور نے کہا۔

"پہلے ہم چل کر کوئی رہائش گاہ اور کار حاصل کرتے ہیں پھر وہاں بیٹھ کر کچھ سوچتے ہیں"...... تنویر نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے انہوں نے ماسٹر کالونی میں ایک چھوٹی سی کوٹھی حاصل کر لی جس میں کار بھی موجود تھی۔

"تم پہلے اس کار کو اچھی طرح چیک کر لو تاکہ یہ عین موقع پر دھوکہ نہ دے جائے۔ میں اس دوران فون کے ذریعے کوشش کرتا ہوں اور پھر تنویر نے کمرے میں آکر فون کا رسیور اٹھایا ہی تھا کہ اس کی نظریں فون ٹیبل کے نچلے خانے میں پڑی ہوئی فون ڈائریکٹری پر پڑیں تو اس نے رسیور واپس رکھ کر نچلے خانے سے ڈائریکٹری اٹھائی اور اس کو کھول کر اس نے اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے وہ صفحہ نکالا جس میں کلیسر سے شروع ہونے والے ناموں کا اندراج تھا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ کلیسر نے لازماً اپنی رہائش گاہ پر اپنے ذاتی نام سے ہی فون لگوایا ہوا ہو گا۔ ڈائریکٹری میں کلیسر نام کے آٹھ افراد درج تھے جن کے پتے مختلف تھے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے چیک کیا جائے کہ ان میں اس کا مطلوبہ کلیسر

کون ہے۔ کافی دیر تک وہ سوچتا رہا لیکن ابھی وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچا تھا کہ خاور اندر داخل ہوا۔

" کیا دیکھ رہے ہو۔ فون ڈائریکٹری کہاں سے ملی"...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر نے اسے ساری بات بتا دی۔

" تم نے مجھ سے پوچھ لینا تھا اس کا فون نمبر"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہیں معلوم ہے۔ وہ کیسے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران کلیسر سے فون پر بات کرتا رہا ہے۔ اس نے بتایا تو تھا۔ تم نے شاید خیال نہیں کیا"...... خاور نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن وہ تو ظاہر ہے اس کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر ہو گا اور اسے یقیناً خفیہ رکھا گیا ہو گا۔ میں تو اس کی رہائش گاہ کا پتہ لگانا چاہتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

" رہائش گاہ کا۔ وہ کیوں"...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

" میں اسے یا اس کے گھر والوں کو گھیرنا چاہتا ہوں۔ وہاں سے ہمیں ٹارگٹ کے بارے میں معلومات مل جائیں گی"...... تنویر نے کہا۔

" ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ البتہ ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا ہے۔ شاید اس طرح ٹارگٹ کا اتہ پتہ معلوم ہو جائے"...... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور

اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" وزارت دفاع سیکرٹریٹ میں سپلائی سیکشن کا فون نمبر دے دیں"...... خاور نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک نمبر بتا دیا گیا اور خاور نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

" کیا وہ لوگ بتا دیں گے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ اس قدر خفیہ راز وہ کیسے فون پر اوپن کر سکتے ہیں"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

" سپرنٹنڈنٹ سپلائی سیکشن بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" آپ مسٹر ریمنڈ بول رہے ہیں کیا"...... خاور نے یورپی لہجے میں کہا۔

" مسٹر ریمنڈ۔ نہیں میں تو آسکر بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ۔ آپ کون ہیں۔ یہاں اس سیکشن میں تو کیا پوری وزارت میں کوئی مسٹر ریمنڈ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا

گیا۔

" میرا نام جوزف ہے اور میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں۔ میرا تعلق گریٹ لینڈ کی مشہور گرانڈ لاٹری سے ہے۔ مسٹر ریمنڈ کے نام دس لاکھ ڈالر کا انعام نکلا ہے اور جو ٹکٹ خریدا گیا تھا اس پر نام ریمنڈ اور پیشہ سپرنٹنڈنٹ سپلائی سیکشن وزارت دفاع درج ہے۔ میں انہیں دس لاکھ ڈالر دے کر فوری واپس جانا چاہتا تھا لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نام کا کوئی آدمی پورے سیکرٹریٹ میں نہیں ہے۔ اب کیا کیا جائے"...... خاور نے لہجے میں پریشانی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" میرا مطلب تھا کہ ہمارے سیکشن میں اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ سیکرٹریٹ تو بہت بڑا ہے ہو سکتا ہے کہ سیکرٹریٹ میں اس نام کا کوئی آدمی موجود ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میری مجبوری یہ ہے کہ میں نے فوری واپس جانا ہے۔ کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ آپ مسٹر ریمنڈ کی طرف سے مجھے رسید دے دیں اور دس لاکھ ڈالر لے لیں۔ پھر آپ خود ہی انہیں تلاش کر کے رقم ان تک پہنچا دیں"...... خاور نے کہا۔

" لیکن اگر وہ نہ ملا تب"...... آسکر نے کہا۔

" پھر اس کی قسمت۔ ہم نے تو بہرحال ادائیگی کر دی ہو گی"۔ خاور نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو میں یہ خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں"...... آسکر نے جواب دیا اور تنویر بے اختیار

مسکرا دیا۔

" آپ آفس سے کس وقت واپس آتے ہیں کیونکہ یہ کام آفس میں نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کی رہائش گاہ پر آپ سے مل لیتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

" میں باقی وقت کی چھٹی لے لیتا ہوں تاکہ آپ کو میری وجہ سے نہ رکنا پڑے۔ میں سارتھ پلازہ کے فلیٹ نمبر ایک سو ایک میں رہتا ہوں۔ میری فیملی تو گاؤں میں رہتی ہے۔ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔ آپ وہاں آ جائیں میں بھی باقی وقت کی چھٹی لے کر وہاں پہنچ جاتا ہوں"...... آسکر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" یہ سارتھ پلازہ کہاں ہے۔ ذرا تفصیل سے پتہ بتا دیں"۔ خاور نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل سے پتہ بتا دیا گیا۔

" اوکے آپ پہنچ جائیں ہم بھی آ رہے ہیں تاکہ رقم آپ کو دے کر ہم فوری واپس جا سکیں"...... خاور نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" کیا اسے معلوم ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

" مجھے یقین ہے کہ اسے معلوم ہو گا۔ یہ سپرنٹنڈنٹ ٹائپ کے لوگ ہر معاملات سے بہرحال باخبر رہتے ہیں"...... خاور نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار سارتھ پلازہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ

ایک چار منزلہ رہائشی پلازہ پر پہنچ گئے جس پر سارہتھ پلازہ کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ انہوں نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ پلازہ میں عورتیں اور مرد آجا رہے تھے اور ان کے لباس اور رکھ رکھاؤ سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ پلازہ میں اونچے درجے کے لوگوں کی رہائش ہے۔ شاید اس سپرنٹنڈنٹ کو سرکاری طور پر یہ رہائش گاہ ملی ہوئی تھی۔ بہرحال کمرہ نمبر ایک سو ایک کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئے۔ باہر آسکر کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔

" یہ فلیٹ تو ساؤنڈ پروف ہیں"....... تنویر نے پلازہ کی ساخت دیکھتے ہوئے کہا اور خاور نے اثبات میں سرہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

" میرا نام جوزف ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مائیکل"....... خاور نے کہا۔

" اوہ آئیے ۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا۔ میرا نام آسکر ہے۔ آیئے تشریف لائیے "....... اس ادھیڑ عمر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو تنویر اور خاور اندر داخل ہوئے ۔ آسکر نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں لے آیا۔

" آپ کیا پینا پسند کریں گے"....... آسکر نے پوچھا لیکن اسی لمحے

تنویر کا ہاتھ گھوما اور ادھیڑ عمر آدمی چیختا ہوا اچھل کر فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن خاور نے اس کی کنپٹی پر بوٹ جما دیا اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

" میں رسی تلاش کرتا ہوں۔ تم اسے کرسی پر بٹھاؤ"....... خاور نے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے آسکر کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے تنویر کی مدد سے آسکر کو رسی سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دیا۔ پھر تنویر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو تنویر نے ہاتھ ہٹا دیئے۔

" کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے اس لئے ہم نے جو کچھ پوچھنا ہے فوری پوچھنا ہے"....... تنویر نے کہا۔

" تم فکر مت کرو یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا"....... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم اس سے پوچھ گچھ کرو گے یا مجھے کرنے دو"....... تنویر نے کہا۔

" نہیں۔ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ ورنہ یہ تمہارے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا اور پھر دوسرا آدمی تلاش کرنا پڑے گا"....... خاور نے کہا تو تنویر مسکراتا ہوا سامنے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ خاور اس کی سائیڈ پر

کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد آسکر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو"...... آسکر نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو آسکر۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم نے صرف تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اگر بتا دو گے تو زندہ بچ جاؤ گے ورنہ تمہاری لاش یہاں پڑی سڑتی رہے گی"...... خاور نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال کر اس کی نال آسکر کی کنپٹی سے لگا دی۔ یہ اسلحہ انہوں نے کوٹھی حاصل کرنے کے بعد مارکیٹ سے خرید لیا تھا۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مم۔ میں جو بھی جانتا ہوں وہ بتا دوں گا۔ مجھے مت مارو"...... آسکر نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ محض ایک دفتری آدمی تھا اس لئے اس کا چہرہ اور پھٹی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ انتہائی خوفزدہ ہو چکا ہے۔

"میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا اور تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی"...... خاور نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا تو آسکر کا جسم بے اختیار کانپنا شروع ہو گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو"...... آسکر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایرو میزائل لیبارٹری کا محل وقوع بتاؤ۔ ایک"...... خاور نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"...... آسکر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بولتے جاؤ لیکن یہ سن لو کہ ہمیں یہ سب کچھ پہلے سے معلوم ہے۔ ہم نے صرف تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ پوچھا ہے۔ اصل بات بعد میں پوچھیں گے اس لئے اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ بولو ورنہ میں پھر گنتی شروع کر رہا ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ یہ لیبارٹری گوام پہاڑی کے نیچے بنائی گئی ہے۔ اوپر ایئر فورس کا آپریشنل سپاٹ ہے اور نیچے لیبارٹری ہے"...... آسکر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اس کا راستہ کہاں سے جاتا ہے اور اس کے حفاظتی اقدامات کیا ہیں"...... خاور نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ تم یقین کرو مجھے نہیں معلوم۔ یہ بات بھی مجھے اس لئے معلوم ہے کہ جب اس لیبارٹری کے لئے سروے کیا گیا تو اس سروے کی فائل مجھ تک غلطی سے پہنچ گئی تھی اس میں فائنل سپاٹ بھی درج تھا"...... آسکر نے جواب دیا۔

" اچھا۔ اب اصل بات بتا دو کہ جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے جہاں کلیسر بیٹھتا ہے"...... خاور نے کہا۔

" مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ جیوش چینل کا سارا سیٹ اپ پریذیڈنٹ ہاؤس سے متعلق ہے۔ وزارت دفاع کے ساتھ نہیں ہے"...... آسکر نے جواب دیا۔

" کیا اس لیبارٹری کو سپلائی تمہارا سیکشن نہیں کرتا"...... خاور نے پوچھا۔

" نہیں۔ اس کی سپلائی ہمارے سیکشن کے پاس نہیں ہے۔ شروع سے ہی اسے علیحدہ رکھا گیا ہے"...... آسکر نے جواب دیا۔

" کیا تم کبھی خود اس لیبارٹری یا اس ایئر فورس کے اڈے تک گئے ہو"...... خاور نے پوچھا۔

" نہیں۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا"...... آسکر نے جواب دیا۔

" کلیسر کو تو تم ذاتی طور پر جانتے ہو گے"...... خاور نے پوچھا۔

" صرف ایک بار اسے دیکھا تھا۔ وہ سیکرٹری صاحب سے ملنے آیا تھا اور بس"...... آسکر نے جواب دیا۔

" میں گنتی دوبارہ شروع کر رہا ہوں کیونکہ تم نے غلط بیانی شروع کر دی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کلیسر سے ذاتی طور پر واقف ہو اور اس سے تمہارے گھریلو تعلقات ہیں"...... خاور نے کہا۔

" وہ۔ وہ پہلے تھے مگر جب یہ لیبارٹری بنی ہے پھر تعلقات نہیں رہے کیونکہ وہ کسی سے ملنا پسند ہی نہیں کرتا"...... آسکر نے آخرکار

کہہ ڈالا۔

" وہ تو ایکریمیا میں رہتا تھا اور اسے جیوش چینل کے لئے یہاں خصوصی طور پر اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ وہ اس لیبارٹری کی حفاظت کرے اس لئے تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ پہلے تمہارے تعلقات تھے پھر نہیں رہے"...... خاور نے کہا۔ تنویر کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" وہ جیوش چینل میں شامل تھا اس وقت جیوش چینل روبوٹس کے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ اس وقت کلیسر کو اس لئے شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن پھر پراجیکٹ پر کام ختم ہو گیا۔ اس کے بعد لیبارٹری کا منصوبہ بنا اور پھر یہ لیبارٹری جیوش چینل کی تحویل میں دے دی گئی۔ اس کے بعد کلیسر نے ملنا چھوڑ دیا"...... آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کا حلیہ بتاؤ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ تم سچ بول رہے ہو"...... خاور نے کہا تو آسکر نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

" اس کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... خاور نے پوچھا۔

" گلیکسی کالونی میں رہتا ہے وہ۔ گلیکسی کالونی میں کوٹھی نمبر ایک سو سولہ لیکن وہ وہاں کسی سے نہیں ملتا"...... آسکر نے جواب دیا۔

" تمہیں اس کا فون نمبر تو معلوم ہو گا"...... خاور نے پوچھا تو آسکر نے فون نمبر بتا دیا۔

"کیا وہ تمہارا رشتہ دار ہے"...... اس بار تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔اس کے والد نے ہی مجھے وزارت دفاع میں نوکری دلائی تھی۔ میں اس کا رشتہ دار ہوں۔اس کا والد وزارت دفاع میں اعلیٰ عہدے پر کام کرتا رہا ہے۔ وہ میری والدہ کا چچازاد بھائی تھا"۔ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم آخری بار اس سے کب ملے ہو"...... خاور نے پوچھا۔

"دو سال پہلے ملاقات ہوئی تھی اور وہ بھی آفس میں۔ جب وہ سیکرٹری صاحب سے ملنے آیا تھا تو اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں مجھے صرف ہیلو کہا تھا اور بس"...... آسکر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تمہارے اس تعاون کا شکریہ لیکن اب تمہیں زند چھوڑنا چونکہ ہمارے لئے نقصان دہ ہو گا اس لئے تم چھٹی کرو"۔ خا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آسکر کچھ کہتا خاور نے ٹریگر دبا دیا سٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اس کا رسیوں سے بندھا ہوا جسم چند لمحوں تک تڑپتا رہا اور پھر ساک ہو گیا۔

"اس کی رسیاں کھول دیتے ہیں تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اسے باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کی گئی ہے"...... تنویر نے ا ہوئے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر انہوں نے رسی کھولیں اور رسی کا بنڈل اٹھا کر اسے سٹور میں لے جا کر ایک خالی کے پیچھے چھپا دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ آسکر نے لیبارٹری کے بارے میں درست بتایا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہرحال اسے کنفرم کرنا ہو گا"...... خاور نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کنفرمیشن کلیسر سے کی جا سکتی ہے"۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹاپ ایجنٹ ہے اس طرح کا دفتری آدمی تو نہیں ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ٹاپ ایجنٹ ہے تو کیا ہوا۔ ویسے بھی ہمیں اس لیبارٹری کی تازہ ترین معلومات اس سے مل سکتی ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر میں نہ رہتا ہو"...... تنویر نے کہا۔

"فون کر کے معلوم کر لیتے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ فون کرنے سے اگر وہ موجود ہوا تو الرٹ ہو جائے گا۔ ہمیں اچانک وہاں پہنچنا چاہئے اگر وہ نہ بھی ہوا تب بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی رہائش گاہ سے کوئی خاص کلیو مل جائے"...... تنویر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت رائزنگ کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ تنویر اور خاور کے کار لے جانے کے بعد انہوں نے وہاں کافی دیر تک کلیسر کے آدمیوں کے آنے کا انتظار کیا لیکن جب کوئی نہ آیا تو عمران واپس اس مکان میں آگیا اور پھر اس نے کسی کو فون کر کے اس کوٹھی کا خصوصی طور پر بندوبست کرایا اور اس کے بعد وہاں سے پیدل چلتے ہوئے سڑک پر پہنچے جہاں سے انہیں شہر کی طرف جاتی ہوئی ایک بس مل گئی۔ بس سے وہ رائزنگ کالونی کے سٹاپ پر اترے اور پھر اس کوٹھی میں پہنچ گئے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا تھا اور وہ وہاں بیٹھے آئندہ کا پروگرام بنا رہے تھے جبکہ صدیقی اور چوہان دونوں کو عمران نے باہر نگرانی کے لئے کہا ہوا تھا۔ ابھی وہ باتوں میں معروف تھے کہ چوہان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... سب نے اس کے چہرے کو دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"ہماری سکریننگ کی جا رہی ہے۔ میں چھت پر بیٹھا ہوا نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے ایک کار کو کوٹھی سے کچھ فاصلے پر رکتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کار سے دو آدمی باہر نکلے۔ انہوں نے ہماری کوٹھی کو کافی دیر تک چیک کیا اور پھر ان میں سے ایک نے کار میں سے وائیڈ سکریننگ مشین نکالی اور اس نے کوٹھی کو چیک کرنا شروع کر دیا"...... چوہان نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہاں ہماری موجودگی کی اطلاع مل چکی ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

"انہیں اندر لے آتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا۔ یہ لوگ اب انتہائی تیز رفتاری سے کام کریں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ہم عقبی طرف سے نکل جاتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ان دونوں آدمیوں میں سے ایک آدمی عقبی طرف پہنچ چکا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"آؤ گٹر لائن استعمال کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن اس طرح ہم آخر کہاں جائیں گے۔ کیا ہم یہاں اس طرح

ان سے بھاگنے اور چھپنے کے لئے آئے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"جب تک ہم میک اپ اور لباس تبدیل نہ کر لیں ہمارا سامنے آنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو گا۔آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گٹر لائن کے ذریعے عقبی دو کوٹھیاں کراس کر کے ان کوٹھیوں کے پیچھے عقبی گلی میں پہنچ گئے۔ گٹر لائن کے ڈھکن انہوں نے دوبارہ ایڈجسٹ کر دیئے تھے اور پھر وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ایک کوٹھی پر انہیں برائے فروخت کا بورڈ نظر آگیا تو عمران نے اس کوٹھی میں جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر چوہان نے عقبی طرف سے اندر کود کر سامنے کا پھاٹک کھول دیا اور وہ سب ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی فرنشڈ تھی لیکن ظاہر ہے وہ خالی پڑی ہوئی تھی۔

"صدیقی تم میک اپ میں ہو۔ تم جا کر مارکیٹ سے میک اپ باکس وغیرہ لے آؤ۔اب ہم یہاں محفوظ ہیں"...... عمران نے صدیقی سے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ پھاٹک سے باہر نکل گیا جبکہ اس کے عقب میں صفدر نے پھاٹک بند کر دیا اور وہ سب کمرے میں آ کر بیٹھ گئے جبکہ یہاں بھی عمرن نے چوہان کو حفظ ماتقدم کے طور پر نگرانی پر مامور کر دیا تھا۔

"ہمیں بہرحال کوئی پروگرام بنانا ہو گا عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے پروگرام تو بنائیں گے لیکن کیا یہاں نکاح پڑھانے والے مل جائیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نکاح پڑھانے والے۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر میں اور جولیا کب تک انتظار کریں گے کہ تم خطبہ نکاح یاد کر سکو اور اب جبکہ تنویر بھی موجود نہیں ہے تو اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ کیوں جولیا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ ایسی سچوئیشن میں تمہیں یہ گھٹیا مذاق سوجھ رہا ہے"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تنویر کے سکرین سے ہٹتے ہی تم نے تنویر کا رول ادا کرنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے ان میں سے کسی ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہئے۔اس طرح ہم انہیں خاصا الجھا سکتے ہیں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نہیں۔ ہیڈ کوارٹر پر حملے سے وہ کیسے الجھ سکتے ہیں۔ہمیں اس کی بجائے کوئی ایسا ٹارگٹ سامنے رکھنا چاہئے جس کی تباہی سے انہیں

شدید پریشانی لاحق ہو سکتی ہو اور عمران یہ ٹارگٹ باقاعدہ اسرائیل کے صدر کو فون کر کے بتادے"...... صفدر نے کہا۔

"ایسا کوئی ٹارگٹ ہو سکتا ہے کہ ہم پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر دیں"...... جولیا نے کہا۔

"کیپٹن شکیل بھی عین موقع پر بول پڑتا ہے۔ اب دیکھو اس نے بات کر کے میرا سارا موڈ چوپٹ کر دیا ہے ورنہ میں کہیں نہ کہیں سے بہرحال کوئی فلسطینی نکاح خواں پکڑ ہی لاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی۔ سنو۔ اگر اب تم نے اس بارے میں کوئی لفظ منہ سے نکالا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی"۔ جولیا نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی لفظ نہیں۔ صرف قبول ہے۔ قبول ہے۔ قبول ہے کہنا پڑتا ہے۔ کمال ہے تمہیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب کے ذہن میں اس وقت کوئی پلان نہیں ہے کیونکہ ایسی باتیں یہ کرتے ہی اس وقت ہیں جب ان کا ذہن الجھ جائے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اگر ہم تل ابیب کے مرکزی ایٹمی بجلی گھر کو تباہ کر دیں تو میرا خیال ہے کہ یہ اسرائیل کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے شاید ایک بار پھر موضوع

بدلنے کے لئے کہا۔

"نہیں۔ ایٹمی بجلی گھر کی تباہی سے خوفناک تابکاری پھیلے گی اور اس سے ہزاروں بے گناہ انسان مارے جائیں گے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے"...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ تو اب صفدر ذہن میں پہنچ چکا ہے"...... عمران نے بے ساختہ کہا تو سوائے جولیا کے باقی سب ساتھی حتیٰ کہ صالحہ بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر آپ دل کی بات کرتے تو آپ کی بات پر سوچا جا سکتا تھا۔ آپ کے ساتھ شاید یہی مسئلہ ہے کہ آپ جولیا کے بارے میں دل سے نہیں بلکہ دماغ سے سوچتے ہیں"...... صالحہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو سب ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اب کیا کروں۔ دل میں جگہ ہی خالی نہیں رہی"...... عمران نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ دماغ خالی ہے آپ کا"...... صالحہ نے جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ آج پتہ چلا ہے کہ عمران صاحب کو بھی جواب دیا جا سکتا ہے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جس طرح مجھے کیپٹن شکیل کی ذہانت سے ڈر لگتا ہے اس طرح

صالحہ کی زبان سے بھی خوف آتا ہے۔ بہرحال صالحہ نے اس طرح صفدر کی تعریف کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن بھرا ہوا ہے خالی نہیں ہے اور یہ اچھی اور مثبت علامت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم وہ آئیڈیا بتاؤ۔ اس کی زبان تو سو سال تک نہ رکے گی"۔ جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اگر ہم جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کریں تو اس طرح ہم تنویر اور خاور کی مدد بھی کر سکیں گے اور جیوش چینل کا جو رعب و دبدبہ بنایا گیا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"لیکن یہ کام تو تنویر اور خاور کر رہے ہوں گے۔ ان کا ٹارگٹ بھی یہی ہو گا تاکہ وہ وہاں سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں تنویر کی عادت جانتا ہوں۔ وہ ایسے لمبے بکھیڑوں میں پڑنے والا نہیں ہے۔ وہ ڈائریکٹ ٹارگٹ ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا۔ ویسے صالحہ کی تجویز واقعی انتہائی اچھی ہے۔ حکومت کی نظروں میں ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو دونوں ہم سے شکست کھا چکے ہیں اس لئے اس بار وہ مکمل انحصار جیوش چینل پر کر رہی ہے۔ پھر جیوش چینل نے ریڈ واٹر جیسی تنظیمیں بنا کر پوری دنیا کو پریشان کر رکھا ہے۔ اگر ہم اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے

تو اس سے واقعی نہ صرف اصل مشن کو فائدہ پہنچے گا بلکہ اس سے دنیا بھر میں جیوش چینل کے تحت کام کرنے والی تنظیمیں مستقل طور پر نہ بھی بہرحال کسی نہ کسی حد تک دب جائیں گی"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مس صالحہ کی تجویز واقعی انتہائی کارآمد ہے۔ لیبارٹری جیوش چینل کی حفاظت میں ہے۔ اگر اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا گیا تو اس کے اثرات لازماً لیبارٹری کی حفاظت کرنے والوں پر بھی پڑیں گے اور وہ بھی افراتفری کا شکار ہو جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے بھی صالحہ کی تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب اس میں تین باتیں محل نظر ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہاں ایکریمیا کا ٹاپ ایجنٹ کلیسر موجود ہے اور تیسری بات یہ کہ اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے باوجود لارڈ بوفمین بہرحال بچ جائے گا اور جیوش چینل کا اصل کرتا دھرتا لارڈ بوفمین ہی ہے جس کی رہائش گاہ کا ہمیں علم ہے اس لئے کیوں نہ ہم لارڈ بوفمین کے محل پر ریڈ کر کے اس کا خاتمہ کر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا نمبر دوسرا ہو سکتا ہے۔ پہلا نہیں کیونکہ لارڈ بوفمین ہیڈ کوارٹر کے بغیر بے کار ہے جبکہ لارڈ بوفمین کے بغیر کلیسر ہیڈ کوارٹر کی مدد سے انتہائی موثر ثابت ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ کلیسر کو یہ علم ہو گا کہ بیکر جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے

میں تو کچھ نہیں جانتا البتہ وہ لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اس لئے لامحالہ وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ہم لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے اس لئے اس نے وہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں گے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے لیکن جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کو کیسے ٹریس کیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

" اس کا فون نمبر مجھے معلوم ہے لیکن یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ اسے خفیہ رکھنے کے لئے کلیبر اور لارڈ بوفمین نے لازماً انتہائی سخت ترین انتظامات کر رکھے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

" بات تو وہیں آ گئی کہ جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر کیسے ٹریس ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

" کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون میں ٹون موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" ریڈ لائن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" سردار ہاشم سے کہو کہ اس کا پرانا دوست عبدالقادر ابن عبدالرحمن ان سے بات کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے مقامی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ سردار ہاشم بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں"۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ سردار ہاشم۔ میں عبدالقادر ابن عبدالرحمن بول رہا ہوں۔ تمہارا پرانا دوست"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ اوہ۔ تمہارے اس مکمل سلام سے میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔ کہاں سے بات کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سردار ہاشم نے چونک کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" فون کے رسیور میں لگے ہوئے مائیک سے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سردار ہاشم کافی دیر تک ہنستا رہا۔

" اچھا ٹھیک ہے میرے لئے حکم"...... سردار ہاشم نے ہنسنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

" حکم نہیں ایک درخواست ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھا درخواست ہی سہی۔ بتاؤ"...... سردار ہاشم نے کہا۔

" میرا ایک گہرا دوست تل ابیب کسی کاروباری سلسلے میں آ رہا ہے۔ اس کا نام قاسم ہے اور تم اس کی مدد کر سکتے ہو۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کی جس حد

تک ہو سکے مدد کرو"...... عمران نے کہا۔

" بالکل کروں گا۔ تم بے فکر رہو"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوکے ۔ بے حد شکریہ "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا آپ کو خطرہ تھا کہ فون کال سنی جا رہی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

" ہمیں بہرحال محتاط رہنا چاہئے ۔اب صدیقی آجائے تو ہم میک اپ کر کے کلب پہنچ جائیں گے ۔ سردار ہاشم ایک خفیہ فلسطینی گروپ سے منسلک ہے اور اس کا کام اس گروپ کے لئے مخبری کرنا ہے اس لئے وہ لامحالہ جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا ہو گا۔ پھر اس کی مدد سے ہم نئی رہائش گاہ، کاریں اور مطلوبہ اسلحہ بھی آسانی سے حاصل کر سکیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گلیکسی کالونی تل ابیب کی جدید کالونیوں میں سے ایک تھی اور یہاں انتہائی شاندار انداز کی کوٹھیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ اس کالونی کے گرد اونچی چاردیواری بنائی گئی تھی اور گیٹس پر باقاعدہ مسلح چوکیدار ہر وقت موجود رہتے تھے جو شناخت اور تسلی کے بغیر کسی کو کالونی کے اندر نہ جانے دیتے تھے۔ تنویر اور خاور دونوں کار میں سوار سارتھ پلازہ سے نکل کر گلیکسی کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کالونی کے ایک گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ گیٹ بند تھا اس لئے تنویر نے کار گیٹ کے سامنے روک دی۔

" یس سر۔ آپ کو کس سے ملنا ہے"...... مسلح گارڈ نے کار میں جھانک کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہمارا تعلق جیوش چینل سے ہے اور ہمیں کلیسر نے ایک خفیہ

منصوبہ بندی کے لئے بلایا ہے اور یہ بتا دوں کہ یہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سرکاری کام ہے"...... تنویر نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ تو یورپی ہیں"...... مسلح محافظ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ جب میں نے بتا دیا ہے کہ ہمارا تعلق جیوش چینل سے ہے تو پھر اس سوال کی وجہ"...... تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا۔ جناب کلیسر بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے کوٹھی پر گئے ہیں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ تشریف لے جائیں"...... مسلح محافظ نے کہا۔

"ہم ادھر پہلی بار آئے ہیں۔ کلیسر نے کہا تھا کہ محافظ سے معلومات مل جائیں گی"...... تنویر نے کہا۔

"اس روڈ کے آخر سے پہلے دائیں طرف ایک سڑک گھوم رہی ہے اس کے آخر میں کلیسر صاحب کی رہائش گاہ ہے۔ ایک سو سولہ نمبر۔ سرخ رنگ کا پھاٹک ہے"...... محافظ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ کوٹھی پر ہمیں پہنچا کر تم واپس آجانا۔ بیٹھ جاؤ پیچھے"...... تنویر نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... محافظ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک

کھولا۔

"اسے ساتھ لے جانے کا فائدہ"...... خاور نے تنویر سے پوچھا۔

"ورنہ یہ کلیسر کو لامحالہ اطلاع دے دیتا۔ اب اسے اتنا وقت نہیں ملے گا"...... تنویر نے جواب دیا اور کار پھاٹک کی دوسری سائیڈ پر کھڑی کر دی۔ محافظ نے پھاٹک بند کیا اور پھر وہ کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار کوٹھی نمبر ایک سو سولہ کے سامنے پہنچ گئی۔

"بس ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو"...... تنویر نے کار روکتے ہوئے کہا تو محافظ نیچے اترا۔ اس نے سلام کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"نیچے اتر کر کال بیل بجاؤ اور جو باہر آئے اسے اٹھا کر اندر لے جاؤ اور خاتمہ کر دو۔ پھر پھاٹک کھول دینا میں کار اندر لے آؤں گا۔ کوشش کرنا کہ کلیسر کو صورت حال کا پوری طرح علم ہونے سے پہلے ہم اس کے سر تک پہنچ جائیں"...... تنویر نے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور ستون کی طرف بڑھ گیا جس پر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر وہ چھوٹے پھاٹک کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا ہی تھا کہ خاور نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نوجوان سنبھلتا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا

تھا۔ خاور نے تیزی سے اسے ایک طرف ڈالا اور پھر مڑ کر اس نے پھاٹک کھول دیا۔ دوسرے لمحے تنویر کار اندر لے آیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ تنویر نے اپنی کار اس سیاہ کار کے پیچھے لے جا کر روکی جبکہ خاور نے اس دوران پہلے بڑا اور پھر چھوٹا پھاٹک بند کیا اور پھر محتاط انداز میں دوڑتا ہوا پورچ تک پہنچ گیا۔ ابھی تک کوٹھی میں کوئی آدمی نمودار نہ ہوا تھا۔ تنویر کار سے اترا اور پھر وہ دونوں محتاط انداز میں چلتے ہوئے برآمدے سے گزر کر ایک چھوٹی راہداری میں داخل ہو گئے۔ راہداری کے اختتام پر ایک کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور اس کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ تنویر نے اندر جھانکا تو کمرہ خالی تھا البتہ باتھ روم کے دروازے کی نچلی درز سے روشنی باہر آ رہی تھی اور اندر سے پانی بہنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تم باقی کوٹھی چیک کرو میں اندر جاتا ہوں"...... تنویر نے خاور سے سرگوشی میں کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ تنویر محتاط قدموں سے اندر داخل ہوا۔

"کون آیا ہے جیکب"...... باتھ روم سے اونچی آواز سنائی دی لیکن تنویر نے کوئی جواب نہ دیا اور دروازے کی آف سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پانی بہنا بند ہو گیا اور پھر دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے جسم پر تولیے کا بنا ہوا گاؤن تھا۔ وہ شاید غسل کرنے میں مصروف تھا۔ پھر جیسے ہی وہ باہر آیا تنویر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور

آدمی کنپٹی پر مخصوص انداز میں بھرپور ضرب کھا کر چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ تنویر کی لات حرکت میں آ گئی۔ گو اس آدمی نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن تنویر تو واقعی مشین بنا ہوا تھا۔ اس نے اس آدمی کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور پھر ایک بھرپور ضرب کھا کر وہ آدمی فرش پر ہی ساکت ہو گیا تو تنویر پیچھے ہٹا اور چند لمحے کھڑا سانس ہموار کرتا رہا۔ البتہ اس کی نظریں اس آدمی پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آدمی خاصا جاندار ہے اس لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ واقعی بے ہوش ہو چکا ہو۔ اسی لمحے خاور کمرے میں داخل ہوا اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اس آدمی کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"کوٹھی تو خالی ہے"...... خاور نے کہا۔

"یہی کلیسر ہے۔ یہ بس اتفاقاً ہی مار کھا گیا ہے ورنہ خاصا جاندار آدمی ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آسکر نے اس کا جو حلیہ بتایا تھا اس کے مطابق یہ کلیسر ہی ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب یہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔ تم کوئی رسی وغیرہ ڈھونڈ لاؤ۔ میں اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ تنویر نے پہلے جھک کر کلیسر کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کر ایک جھٹکے سے قریب موجود کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ

میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔

" اسے اس انداز میں باندھنا ہوگا کہ یہ رسی نہ کھول سکے "۔ تنویر نے کہا۔

" تو پھر ایجنٹوں والا انداز اختیار نہ کرو۔ یہ ان معاملات میں تربیت یافتہ ہو گا"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" اسے جنگلی قبائل کے انداز میں باندھنا ہو گا۔ پھر یہ رسی نہ کھول سکے گا۔ تم میری مدد کرو۔ مجھے یہ طریقہ آتا ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کلیسر رسی سے بندھ چکا تھا۔ خاور نے واقعی اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کسی صورت بھی رسی کی گانٹھ تک نہ پہنچ سکیں۔ جنگلی قبائل اس انداز میں انتہائی طاقتور ہاتھیوں کو بھی بے بس کر دیا کرتے تھے۔

" اب اسے ہوش میں لانا ہو گا"...... تنویر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کلیسر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو تنویر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔

" تم باہر جا کر رکو خاور۔ اچانک کوئی آ بھی سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

" خیال رکھنا اسے ہلاک نہ کر دینا یہ انتہائی اہم آدمی ہے"۔ خاور

نے کہا۔

" تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں احمق نہیں ہوں"...... تنویر نے کہا تو خاور مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کلیسر نے آنکھیں کھول دیں جبکہ تنویر اس دوران سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو"...... کلیسر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

" میرا نام تنویر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ تنویر نے بڑے سرد لہجے میں کہا تو کلیسر کو بے اختیار ایک جھٹکا سا لگا۔

" تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کس نے بتایا ہے تمہیں یہاں کا پتہ"۔ کلیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے سنا تھا کہ تم ایکریمیا کے ٹاپ ایجنٹ رہے ہو لیکن تم جو کچھ پوچھ رہے ہو اس سے زیادہ احمقانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسی باتیں معلوم کرنا سیکرٹ ایجنٹوں کے لئے کون سی مشکل ہوتی ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کلیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ہونہہ۔ تو تم کیا چاہتے ہو"...... کلیسر نے کہا۔

" پہلے تو یہ سن لو کہ یہ رسی تم سے نہ کھل سکے گی اور نہ ٹوٹ سکے

گی کیونکہ اسے ایجنٹوں کے مخصوص انداز میں نہیں باندھا گیا۔ دوسری بات یہ کہ تم نے ہمیں ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتانی ہے۔ اس کا محل وقوع، وہاں کے حفاظتی انتظامات اور سب کچھ"...... تنویر نے کہا تو کلیسر بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلے تم نے مجھے احمق کہا تھا اب تم خود احمقانہ باتیں کرنے لگے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یہ سب کچھ بتا دوں گا"...... کلیسر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے اکڑ رہے ہو۔ لیکن میں تمہیں یہ بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تربیت مختلف انداز میں ہوتی ہے۔ تم جیسے ایجنٹوں سے بات اگلوانا ہمیں آتا ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکالا تو کلیسر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"تم اس کھلونے کی بنا پر یہ سب کچھ کہہ رہے تھے"...... کلیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن تنویر نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے پسٹل کا مخصوص چیمبر کھولا اور اس میں سے دو گولیاں نکال کر چیمبر بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"اب تیار ہو جاؤ سب کچھ بتانے کے لئے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کلیسر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ تنویر نے دو گولیاں اٹھائیں اور کرسی سے اٹھ کر اس نے

کیپسول نما ان گولیوں میں سے ایک گولی کو کلیسر کے ایک نتھنے میں ٹھونس دیا جبکہ دوسری گولی اس نے اس کے دوسرے نتھنے میں ٹھونس دی۔ گولیاں اس کے نتھنوں میں پھنس کر رہ گئیں اور تنویر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی تمہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کلیسر کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ناک میں گولیوں سے پیدا ہونے والی سرسراہٹ کی وجہ سے چھینکنا چاہتا ہے لیکن گولیاں اس انداز میں نتھنوں میں پھنس گئی تھیں کہ چھینک باہر نہ نکل رہی تھی اور نہ گولیاں باہر نکل رہی تھیں۔ اس کا سر تیزی سے جھٹکے کھا رہا تھا پھر اس کے جسم نے بھی جھٹکے کھانے شروع کر دیئے اور چہرہ تو انتہائی حد تک بگڑتا چلا جا رہا تھا۔ کلیسر کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے اب پانی بہنے لگ گیا تھا۔ منہ کھل گیا تھا اور وہ واقعی ایسے سانپ کی طرح سر کو ادھر ادھر اوپر نیچے پٹخ رہا تھا جس کی جان نکل رہی ہو۔ پھر اچانک زوردار چھینک سے کمرہ گونج اٹھا اور دونوں گولیاں اس کے نتھنوں سے نکل کر نیچے گر پڑیں لیکن تنویر خاموش بیٹھا رہا تھا۔ پھر تو جیسے کمرہ مسلسل چھینکوں سے گونج اٹھا لیکن اب کلیسر کی بدتر حالت تیزی سے نارمل ہوتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کی چھینکیں رک گئیں اور اس نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"یہ تو ابتدا تھی کلیسر۔ میں نے جان بوجھ کر ان گولیوں کو تمہارے نتھنوں میں مزید آگے نہ دھکیلا تھا ورنہ یہ کسی صورت بھی باہر نہ آتیں اور نہ ہی تم چھینک سکتے۔ البتہ تمہیں اب احساس ہو گیا ہو گا کہ ایسا کرنے سے کیا حالت ہوتی ہے اور میرے پاس خشک گولیوں کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کلیسر کی اس حالت سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

"تم جو جی چاہے کر لو میں نہیں بتاؤں گا"...... کلیسر نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے تمہاری مرضی"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس میں سے مزید دو گولیاں نکال لیں۔

"سنو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ صلح کر لو"۔ کلیسر نے کہا۔

"صلح۔ کیا مطلب"...... تنویر نے چیمبر بند کر کے مشین پسٹل کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم لیبارٹری کا مشن چھوڑ دو جبکہ میں اسرائیل کے صدر اور لارڈ بوفمین سے تمہیں گارنٹی دلوا دوں کہ اسرائیل یا اس کی ایجنسیاں آئندہ کبھی پاکیشیا کے خلاف حرکت میں نہ آئیں گی"...... کلیسر نے جواب دیا۔

"سوری۔ مجھے تم یہودیوں پر قطعاً اعتبار نہیں ہے"...... تنو

نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ نئی گولیاں اٹھائے کلیسر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک کلیسر کے سر کی بھرپور ٹکر اس کے پیٹ پر لگی اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا تو کرسی سے ٹکرا کر کرسی سمیت پیچھے فرش پر الٹ گیا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ تنویر تڑپ کر اٹھا لیکن دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر ایک زور دار ضرب لگی اور وہ اچھل کر واپس نیچے جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر جا گرا اور پھر الٹی قلابازی کھا کر وہ اٹھا ہی تھا کہ کلیسر جس نے اس کے اٹھنے پر اسے لات مارنی چاہی تھی گھوم کر سیدھا ہو چکا تھا اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تمہارا خیال تھا کہ میں رسیاں نہ کھول سکوں گا اور نہ توڑ سکوں گا لیکن دیکھ لو میں نے انہیں کھول بھی لیا ہے اور توڑ بھی دیا کیونکہ تم سے انتہائی حماقت ہوئی ہے کہ تم نے گاؤن پر رسیاں باندھی تھیں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جیب میں مشین پسٹل بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود یقین کرو میں پلک جھپکنے سے بھی پہلے تمہیں ہلاک کر سکتا ہوں"...... کلیسر نے انتہائی ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔

"اوکے پھر اطمینان سے پلک جھپکا لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کلیسر نے یکلخت اس پر چھلانگ لگا دی۔ تنویر

نے دائیں طرف جھکائی دینے کی کوشش کی لیکن کلیسر ہوا میں ہی
دائیں طرف کو پلٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر پشت کے
بل نیچے گرا لیکن اس کے ساتھ ہی کلیسر ہوا میں ہی اڑتا ہوا ایک
دھماکے سے کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا جبکہ تنویر کی ٹانگیں
اسے اچھالنے کے بعد واپس نہ مڑیں بلکہ وہ اسی انداز میں اس کے سر
کی طرف اٹھتی چلی گئیں اور کلیسر ابھی دیوار سے ٹکرا کر سیدھا ہوا ہی
تھا کہ تنویر کی دونوں جڑی ہوئی لاتیں پوری قوت سے کلیسر کے سینے
پر پڑیں اور کلیسر کے حلق سے بے اختیار ایک طویل چیخ نکل گئی جبکہ
تنویر ضرب لگا کر تیزی سے سائیڈ پر پلٹا اور دوسرے لمحے وہ کسی چابی
بھرے کھلونے کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کلیسر ضرب کھا کر
دوبارہ دیوار سے ٹکرایا اور پھر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی
طرح نیچے گرتا چلا گیا اور تنویر اسے اس انداز میں گرتے دیکھ کر ایک
لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ کلیسر کا جسم کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی
طرح اچھلا اور دوسرے لمحے تنویر پیٹ پر اس کے سر کی زور دار ضرب
کھا کر کسی گیند کی طرح اچھل کر کولہوں کے بل سامنے والی دیوار
کی جڑ میں جا بیٹھا اور اس کا سر خوفناک جھٹکے سے دیوار سے ٹکرایا اور
تنویر کو پہلی بار محسوس ہوا کہ اس کے ذہن پر سیاہ دھواں سا چھا رہا
ہے۔ اس نے سر کو جھٹکا لیکن اسی لمحے اس کی پسلیوں پر زور دار
ضرب لگی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر پہلو کے بل سائیڈ پر جا
گرا لیکن اس ضرب نے اس کے ذہن پر چھانے والے دھوئیں کو

خود بخود غائب کر دیا تھا۔ کلیسر کی ٹانگ ایک لمحے کے ہزارویں حصے
کے لئے اس کے ہاتھ میں آئی اور دوسرے لمحے کلیسر کسی نیزے کی
طرح اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے سر کے بل جا ٹکرایا۔
اسے ہاتھ آگے بڑھانے کی بھی مہلت نہ ملی تھی کیونکہ تنویر کا یہ داؤ
اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ چونکہ اس نے ضرب لگانے کے لئے اپنی
ٹانگ کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو اکڑائے ہوئے تھا اس لئے تنویر کو
یہ داؤ لگانے کا موقع مل گیا تھا۔ کلیسر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی
اور اس کے ساتھ ہی وہ نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو
گیا تو تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ویل ڈن تنویر۔ تم نے واقعی انتہائی شاندار داؤ لگایا ہے۔ ویل
ڈن"...... دروازے پر کھڑے خاور نے اندر داخل ہوتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔

"خاصا تیز آدمی ثابت ہوا ہے"...... تنویر نے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ رسیوں سے کیسے آزاد ہو گیا تھا"...... خاور نے کلیسر کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے واقعی حماقت کی تھی کہ تولیے کے موٹے گاؤن پر رسیاں
باندھ دی تھیں جس کی وجہ سے اس نے جھٹکا دے کر رسیاں توڑ
لیں اور موٹے گاؤن کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی"...... تنویر
نے جواب دیا۔

"لیکن یہ تو نائیلون کی باریک رسی ہے۔ یہ آسانی سے تو نہیں ٹوٹتی"...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر جب اس نے کرسی پر اور نیچے پڑی ہوئی رسی کو اٹھا کر دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ رسی ایک جگہ سے واقعی ٹوٹی ہوئی تھی۔

"اس کے جسم میں تو واقعی بھینسے جیسی طاقت ہے"...... خاور نے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ اس سے اگلوایا کیسے جائے۔ میں نے کوشش تو کی ہے لیکن یہ خاصا سخت جان ثابت ہو رہا ہے"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب تم باہر جا کر نگرانی کرو اور مجھے کوشش کرنے دو"۔ خاور نے کہا۔

"تم کیسے معلوم کر لو گے"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے سٹور میں ایک اور چیز دیکھی ہے جس کی مدد سے یہ یقیناً بول پڑے گا"...... خاور نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہے وہاں۔ مجھے بتاؤ"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"تم اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور اسے رسی سے باندھو۔ میں نے آتا ہوں۔ ویسے تمہیں سمجھ نہ آئے گی"...... خاور نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے ہوئے کلیسر کو اٹھا کر دوبارہ کرسی پر ڈالا اور ایک بار پھر اسے رسی سے باندھنا شروع کر دیا

لیکن اس بار اس نے رسی کے دو بل اس کی گردن کے گرد دے کر گردن کے پیچھے گانٹھ لگا دی تا کہ اگر پہلے کی طرح کلیسر رسی توڑے یا کھولنے کے لئے زور لگائے تو گردن میں باریک رسی کے گھس جانے کی وجہ سے ناکام رہے۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رسی تھی جس کے درمیان میں لوہے کا ایک لٹو سا تھا جس کے درمیانی سوراخ میں سے رسی گزاری گئی تھی اور ایسے ہی دو لٹو رسی کے دونوں سروں پر موجود تھے۔

"یہ کیا ہے"...... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ شعور کو ماؤف کر کے لاشعور کو آگے لے جانے کا مقامی حربہ ہے۔ ایک بار میں نے عمران کو اس سے کام لیتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کلیسر کے پاس موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کلیسر بھی اسے استعمال کرتا رہتا ہے"...... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر اس رسی کو کلیسر کے سر کے گرد مخصوص انداز میں باندھنا شروع کر دیا۔ درمیانی لٹو اس نے اس کی دائیں کنپٹی پر رکھ کر دونوں لٹوؤں کو گھما کر رسی کے درمیان اکٹھا کر دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ اور پھر تماشہ دیکھو"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر کلیسر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو تنویر نے ہاتھ ہٹا لئے اور کلیسر سے کچھ فاصلے پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"پوچھ گچھ تم کرو گے"...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ چند لمحوں بعد کلیسر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"تم اچھے لڑاکے ہو کلیسر۔ لیکن ابھی تمہیں مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ تم نے میرے سر پر کیا باندھ رکھا ہے"...... کلیسر نے سر اوپر کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا ہی لٹوؤں والا حربہ ہے اور چونکہ تم اسے خود استعمال کرتے رہتے ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کیسا کام کرتا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تمہیں۔ تم ایسا مت کرو۔ سنو۔ ہم سے صلح کر لو"۔ اس بار کلیسر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہارے اور ہمارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی"۔ تنویر نے پہلے کی طرح صاف جواب دیا جبکہ خاور نے لٹوؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ تیزی سے گھمانا شروع کر دیا اور رسی ایک دوسرے کے ساتھ گھومنے کی وجہ سے سخت ہوتی چلی جا رہی تھی اور کنپٹی پر موجود لٹو کا دباؤ تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد کلیسر کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... کلیسر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن خاور نے اپنا کام جاری رکھا اور پھر کلیسر کی آنکھیں یکلخت بند ہو گئیں۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی خود ہی ہوش میں آ جائے گا لیکن اب اس کا شعور ختم ہو جائے گا"...... خاور نے لٹوؤں کو آہستہ سے گھماتے ہوئے کہا اور پھر واقعی ایک جھٹکے سے کلیسر کی آنکھیں کھلیں اور تنویر نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے شعور کی چمک غائب ہو چکی تھی۔ اس کا منہ بار بار کھل اور بند ہو رہا تھا۔

"اب پوچھو۔ اب اس کا لاشعور سامنے آ گیا ہے"...... خاور نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لٹوؤں کو مزید گھمانا بند کر دیا۔

"ایرو میزائل لیبارٹری کہاں ہے"...... تنویر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"گگ۔ گگ۔ گوام کی پہاڑی کے نیچے"...... کلیسر کے منہ سے نکلا اور پھر تنویر نے اس سے وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک کلیسر کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ اس کے منہ سے نیلے رنگ کے بلبلے چند لمحوں کے لئے نکلے اور پھر ختم ہو گئے۔

"اوہ۔ یہ تو ختم ہو گیا ہے۔ اس کے دانتوں میں زہریلا کیپسول تھا"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو خاور ایک طویل سانس لیتے ہوئے لٹوؤں کو چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔

"ہاں۔ ہمیں اس کا خیال ہی نہ آیا تھا"...... خاور نے کہا۔

"لیکن اس کا شعور تو سو چکا تھا۔ پھر اس نے کیسے خودکشی کر ن
ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید اس کے لاشعور میں یہ بات موجود تھی کہ زیادہ دباؤ پڑنے
پر وہ خودکشی کر لے گا۔ بہرحال اب یہ بات تو کنفرم ہو گئی ہے کہ
آسکر نے جو کچھ بتایا تھا وہ درست تھا۔ باقی کام وہاں جا کر ہو جائے
گا"...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کوٹھی کی تلاشی لے لیں۔ شاید یہاں سے کوئی مزید کلیو
جائے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں سے کیا ملنا ہے۔ ایسے ایجنٹ ایسی چیزیں نہ
رکھا کرتے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ غسل کرنے اور تر
کرنے کی غرض سے یہاں آیا تھا ورنہ ہمیں یہاں سے ناکام واپس لوٹ
پڑتا"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے بیر
برآمدے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ریڈ لائن کلب متوسط درجے کا کلب تھا البتہ اس میں آنے جانے
وں کی زیادہ تعداد فلسطینوں کی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی
ی میک اپ میں اس برائے فروخت والی کوٹھی سے ایک ایک
کے نکلے اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ بسوں میں سوار ہو کر ریڈ لائن کلب
تھے۔ سب سے آخر میں عمران پہنچا تھا کیونکہ وہ سب سے آخر میں
کوٹھی سے نکلا تھا۔ اس کے ساتھی اس دوران اندر ہال میں دو دو
صورت میں مختلف میزوں پر بیٹھے قہوہ پینے میں مصروف رہے تھے۔
ان ہال میں داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ
ھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک فلسطینی نوجوان موجود تھا۔

"میرا نام قاسم ہے اور مجھے سردار ہاشم سے ملنا ہے۔ میرے
ست عبدالقادر نے ان سے فون پر میرے لئے ملاقات کا وقت لیا
...... عمران نے اس فلسطینی نوجوان سے کہا۔

"جی اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... اس نوجوان نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"باس۔ کاؤنٹر پر ایک صاحب آئے ہیں جو اپنا نام قاسم بتا رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ان کے لئے آپ کے دوست عبدالقادر نے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے"...... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بائیں ہاتھ پر آخر میں راہداری ہے اس کے آخر میں باس کا آفس ہے آپ وہاں چلے جائیں۔ باس آپ کے منتظر ہیں"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ایسے کلبوں میں اسرائیلی مخبر ہر وقت موجود رہتے ہیں اس لئے وہ کوئی مزاحیہ بات یا حرکت نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ سنجیدگی سے چلتا ہوا اس راہداری میں گیا۔ راہداری کے آخر میں واقعی ایک دروازہ موجود تھا جس کے باہر ایک فلسطینی نوجوان کھڑا تھا۔

"میرا نام قاسم ہے"...... عمران نے فلسطینی سے کہا۔

"اندر چلے جائیں"...... اس فلسطینی نے دروازے پر دباؤ ڈال کر اسے کھولتے ہوئے کہا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا

آفس تھا جس کی جدید انداز کی آفس ٹیبل کے پیچھے ادھیڑ عمر سردار ہاشم بیٹھا ہوا تھا۔

"میرا نام قاسم ہے"...... عمران نے اندر داخل ہو کر مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئیے جناب۔ آئیے۔ خوش آمدید"...... ادھیڑ عمر سردار ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ آفس محفوظ ہے۔ میں پورا سلام کر سکتا ہوں"...... عمران نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اس نے بات بدلے ہوئے لہجے میں ہی کی تھی۔

"پورا سلام۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ہاں آؤ اندر چلتے ہیں"...... سردار ہاشم نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کسی سے کہا کہ وہ مہمان سے ضروری بات چیت میں مصروف ہے اس لئے اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے جناب قاسم صاحب"...... سردار ہاشم نے اس بار مسکراتے ہوئے اور قاسم کے نام پر معنی خیز انداز میں زور دیتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ سردار ہاشم کے اس انداز سے وہ سمجھ گیا تھا کہ سردار ہاشم نے اسے پہچان لیا ہے۔ ایک چھوٹی سی راہداری سے گزر کر وہ ایک اور کمرے میں آئے تو سردار ہاشم نے کمرے کا دروازہ بند کر کے دیوار پر موجود سوئچ پینل کے چند بٹن

پریس کر دیئے۔
" تو آپ علی عمران ہیں"...... سردار ہاشم نے مڑتے ہی انتہائی
پر خلوص لہجے میں کہا۔
" ہاں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار ہاشم تیزی سے
آگے بڑھا اور اس طرح عمران سے لپٹ گیا جیسے بچھڑا ہوا بچہ اپنی ماں
کو دیکھ کر اس سے لپٹتا ہے۔
" ارے ارے یہ ڈگریاں تو رعب ڈالنے کے لئے ہیں۔ میری
جیب میں نہیں ہیں"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو
سردار ہاشم بے اختیار ہنس کر پیچھے ہٹ گیا۔
" آج طویل عرصے بعد میری آپ سے ملاقات کی خواہش پوری
ہوئی ہے ورنہ پہلے تو ہمیشہ فون پر ہی گفتگو ہوتی تھی"...... سردار
ہاشم نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں کہا تو عمران اس کے اس خلوص پر
بے اختیار مسکرا دیا۔
" اس گرمجوش استقبال کا شکریہ۔ میرے ساتھی ہال میں موجود
ہیں اور ہمیں اسرائیل کی تین سیکرٹ ایجنسیاں تلاش کر رہی ہیں
اس لئے آپ چند لمحے میری بات سن لیں ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت
ہے"...... عمران نے کہا تو سردار ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔
" اوہ۔ جناب آپ حکم تو کریں۔ میں کیا میری پوری تنظیم آپ
کے لئے اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھی

فلسطینیوں کے سب سے بڑے محسن ہیں"...... سردار ہاشم نے پہلے
جیسی گرمجوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔
" سب سے پہلے تو ہمیں جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے
میں معلومات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔ وہ دونوں اب کرسیوں
پر بیٹھ چکے تھے اور جیوش چینل کا نام سن کر سردار ہاشم کے چہرے پر
انتہائی گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔
" اور"...... سردار ہاشم نے کہا۔
" مخصوص نوعیت کا اسلحہ، دو گاڑیاں اور ایک ایسی رہائش گاہ
جس کا علم آپ کے علاوہ آپ کی تنظیم کے کسی ممبر کو نہ ہو"۔ عمران
نے کہا۔
" یہ شرط آپ نے کیوں لگائی ہے کہ میری تنظیم کے کسی ممبر کو
اس کا علم نہ ہو۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... سردار ہاشم نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ جیوش چینل نے باقاعدہ ایک سیکشن
بنا رکھا ہے جس کا نام سٹار سیکشن ہے اور اس کا کام ہی فلسطینی
گروپوں اور تنظیموں میں اپنے آدمی شامل کرانا ہے یا خریدنا ہے اور
جیوش چینل کے مخبر ہر چھوٹی بڑی تنظیم میں شامل ہو چکے ہیں اس
لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے کسی ممبر کو ان باتوں کا علم ہو
سکے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" آپ کی بات درست ہو گی۔ رہائش گاہ، اسلحہ اور گاڑیاں تینوں

چیزیں تو میں آپ کو فوری مہیا کر سکتا ہوں مگر"...... سردار ہاشم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ آپ جیوش چینل ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ جیوش چینل کا انچارج کلیسر یہ بات جانتا ہے کہ پورے تل ابیب میں موجود فلسطینیوں میں سے صرف میری ذات اس کے بارے میں جانتی ہے ورنہ باقی فلسطینی تنظیمیں آج تک سر پٹک کر رہ گئی ہیں لیکن وہ ہیڈ کوارٹر کو تلاش نہیں کر سکیں اور میں نے چونکہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس کی نشاندہی نہیں کروں گا اور میں آج تک اس حلف پر قائم ہوں لیکن آپ کے لئے میں یہ حلف بھی توڑ سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس ہیڈ کوارٹر کو ختم کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ ایسا نہ کر سکے تو کلیسر لامحالہ سمجھ جائے گا کہ آپ کو نشاندہی میں ہی کر سکتا ہوں۔ پھر میں کیا میری پوری فیملی عبرتناک موت کا شکار ہو جائے گی"...... سردار ہاشم نے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا کلیسر آپ کا دوست ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آپ اسے میرا دوست بھی کہہ سکتے ہیں۔ دراصل ایک بار ایکریمیا میں میری وجہ سے کلیسر ایک سچوئیشن میں موت کے منہ سے

بچ نکلا تھا۔ تب سے وہ میری بڑی عزت کرتا ہے۔ پھر جب وہ مستقل طور پر تل ابیب آ گیا تو اس نے مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا اور پھر میرے اصرار پر اس نے مجھے ہیڈ کوارٹر کی سیر بھی کرائی لیکن پہلے اس نے مجھ سے حلف لے لیا۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ اس پر ریڈ کرنا تقریباً ناممکن ہے"...... سردار ہاشم نے کہا۔

"سردار ہاشم میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں بتانے سے گریز کر رہے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ جیوش چینل نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف کیسے کیسے بھیانک منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ اس کے باوجود آپ اپنی جان کو زیادہ عزیز قرار دے رہے ہیں۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ جیوش چینل کا خاتمہ کر کے تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس کے شر سے بچایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"میں تو یہی چاہتا ہوں سردار عمران لیکن میں تو اس لئے ہچکچا رہا تھا کہ آپ ایسا نہ کر سکیں گے۔ بہرحال ٹھیک ہے آپ کی بات نے واقعی مجھے قائل کر دیا ہے۔ میری جان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ویسے بھی مسلمانوں کو یقین ہوتا ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔ جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر سینا روڈ پر سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی بڑی سی عمارت میں ہے۔ یہ عمارت خاصی وسیع و عریض ہے اور بظاہر اس میں سینا کلب بنا ہوا ہے لیکن یہ کلب صرف دکھاوا ہے۔ اس کے نیچے

تہہ خانے اور عقبی کمروں میں جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اوپر اور نیچے ہر طرف انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور ان کی مرضی کے بغیر ہیڈ کوارٹر میں کوئی مکھی بھی زندہ داخل نہیں ہو سکتی"۔ سردار ہاشم نے کہا۔

"آپ اس کے اندر گئے تھے۔ کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں"۔ عمران نے پوچھا تو سردار ہاشم نے تفصیل بتانا شروع کر دی اور عمران یہ تفصیل سن کر واقعی بے حد حیران ہو گیا۔ اس قدر سخت انتظامات تو اس نے بڑی بڑی لیبارٹریوں میں بھی نہ دیکھے تھے۔

"ایسے ہیڈ کوارٹر کے کئی راستے ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو اس کے کسی خفیہ راستے کا علم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے"...... سردار ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سینا کلب کا مینجر یا ہیڈ کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کلبیر کا خصوصی نائب جیکارڈ ہے۔ وہ بھی کلبیر کے ساتھ ہی ایکریمیا سے آیا ہے اور انتہائی شاطر آدمی ہے۔ جب تک کلبیر ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے تو جیکارڈ صرف کلب کا مینجر بنا رہتا ہے لیکن کلبیر کی عدم موجودگی میں وہ پورے ہیڈ کوارٹر کا انچارج بن جاتا ہے"...... سردار ہاشم نے جواب دیا۔

"کلبیر کے آنے سے پہلے اس عمارت میں کیا ہوتا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"پہلے بھی یہ کلب تھا۔ اس وقت بھی اس کا نام سینا کلب تھا لیکن اس وقت پوری عمارت میں کلب قائم تھا۔ اس عمارت کا مالک لارڈ بوفمین ہے اور سینا کلب کا مالک بھی وہی ہے۔ پھر اسے جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا اور سینا کلب کو چند کمروں تک محدود کر دیا گیا"...... سردار ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ عمارت کب تعمیر ہوئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ تقریباً دس بارہ سال پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ کیوں"...... سردار ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کا نقشہ لازماً یہاں کے کسی ماہر نے ہی بنایا ہو گا۔ کیا آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سردار ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کس لائن پر سوچ رہے ہیں۔ ویری گڈ۔ واقعی آپ کا ذہن بہت گہرائی میں سوچتا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ماہر وفات پا چکا ہے۔ اس کا نام ڈی سلوا تھا اور وہ تل ابیب کا مشہور ماہر تعمیرات تھا۔ اسے ایک سال ہوا ہے فوت ہوئے"...... سردار ہاشم نے کہا۔

"اس کا سامان اور اس نے جو نقشے بنائے ہوں گے ان کی نقلیں وغیرہ اب کس کے قبضے میں ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"اس کے بیٹے کے قبضے میں لیکن ڈی سلوا کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یہاں اپنی تمام جائیداد فروخت کر کے ایکریمیا شفٹ ہو چکا ہے

اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہوگا کیونکہ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا"...... سردار ہاشم نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ اب آپ باقی کام کب کریں گے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سردار ہاشم اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک چابی نکالی جس کے ساتھ باقاعدہ ٹوکن موجود تھا۔

"ریگل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر پندرہ۔ اس کوٹھی میں دو کاریں بھی موجود ہیں اور خصوصی ساخت کا اسلحہ بھی۔ یہ میرا خصوصی پوائنٹ ہے جس کے بارے میں سوائے میری ذات کے اور کوئی نہیں جانتا"...... سردار ہاشم نے چابی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کا اسلحہ ہے وہاں"...... عمران نے پوچھا تو سردار ہاشم نے اسلحے کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ کام چل جائے گا۔ اوکے اب مجھے اجازت"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آپ نے نہ کچھ پیا نہ کچھ کھایا"...... سردار ہاشم نے چونک کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہی کافی وقت ہمیں اندر بات کرنے میں لگا ہے۔ میں کسی کو مشکوک نہیں ہونے دینا چاہتا۔ پھر ملاقات ہوئی تو کھا پی لیں گے"...... عمران نے کہا اور سردار ہاشم نے اثبات میں سر ہلا

دیا اور پھر وہ واپس آفس پہنچ گئے۔ عمران آفس سے نکل کر ہال میں آیا اور اس نے سر پر ہاتھ رکھ کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر کلب سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور عمران نے انہیں کوٹھی کے بارے میں بتا کر وہاں پہنچنے کی ہدایت کی اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں عمران قریب ہی موجود ایک بس سٹاپ کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہ خود بھی اس کوٹھی تک پہنچ سکے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن سے کام لیتے ہوئے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا کیونکہ اب واقعی اس کے پاس وقت نہیں تھا اور وہ جانتا تھا کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا ان کے ٹریس ہونے کا اندیشہ بڑھتا جائے گا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی
جا رہی تھی جہاں سے گوام پہاڑی کی طرف جانے والی ذیلی سڑک
نکلتی تھی۔ یہ مین روڈ تھا اس لئے اس سڑک پر بسوں، کاروں
ویگنوں اور بڑے بڑے ٹرکوں کی خاصی تعداد رواں دواں تھی۔ کار کی
ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر خاور موجود تھا۔

"آخر تم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی پلان تو بنایا ہو گا
جبکہ تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا"...... خاور نے کہا۔

"پلان بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جتنے پلان بنائیں گے
اتنا ہی نہ صرف وقت ضائع ہو گا بلکہ ہم پھنس جائیں گے"۔ تنویر نے
جواب دیا۔

"تو کیا ہم دونوں اس طرح کار دوڑاتے لیبارٹری پہنچ جائیں گے
اور اسے تباہ کر کے واپس آ جائیں گے"...... خاور نے منہ بنا

ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تم بھی لیڈر بنتے ہی عمران کی طرح سب کچھ چھپانے لگ گئے
ہو"...... خاور نے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس مشین پسٹل
موجود ہیں اور میک اپ کا سامان بھی۔ لیبارٹری کے اوپر پہاڑی پر
ایئر فورس کا آپریشنل سپاٹ ہے۔ ظاہر ہے وہاں لوگ ہوں گے۔
چیک پوسٹ بھی ہو گی اور وہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہوں گے اور
اس ذیلی سڑک پر وہی لوگ آتے جاتے ہوں گے جو لیبارٹری یا
ایئر فورس کے آپریشنل سپاٹ پر کام کرتے ہوں گے اس لئے ہم اس
ذیلی سڑک پر مڑنے کے بعد کار کو کسی مناسب جگہ پر چھپا دیں گے
اور پھر وہاں جانے والی کسی بھی کار کو روکیں گے۔ ان میں موجود
افراد کو پکڑ کر ایک طرف لے جائیں گے اور ان سے پوچھ گچھ کریں
گے۔ ان کے لباس پہن لیں گے اور ان کے شناختی کارڈ حاصل کر لیں
گے۔ ان کا میک اپ کریں گے اور پھر ان کی کار میں وہاں پہنچ جائیں
گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہر حال لیبارٹری ہم نے تباہ
کرنی ہے"...... تنویر نے کہا تو خاور نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔

"اچھا تو یہ پلان ہے تمہارے ذہن میں۔ ٹھیک ہے ان حالات
میں اور کیا کیا جا سکتا ہے حالانکہ اس پلان میں سینکڑوں خامیاں نکالی

جا سکتی ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ ہماری قدوقامت کے افراد ہمیں مل جائیں۔ پھر ہم ان کی آواز اور لہجے کی نقل بھی نہیں کر سکتے اس کے علاوہ وہ ماہرین میں شامل ہوں گے اور ہم وہ کام بھی سرانجام نہیں دے سکتے۔ ایسی صورت میں ہمارا جو حشر ہو گا وہ ظاہر ہے لیکن اس کے باوجود بہرحال یہ پلان تو ہے"...... خاور نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرے سامنے صرف مقصد ہوتا ہے خاور۔ صرف مقصد۔ مقصد ہے لیبارٹری کو تباہ کرنا اور بس۔ باقی تفصیلات غیر ضروری ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے تو پھر کیا ہو جائے گا۔ موت تو بہرحال آنی ہے اور اگر ہماری موت اس جگہ اور ان لوگوں کے ہاتھوں لکھی گئی ہے تو ہم کسی طرح بھی بچ نہیں سکتے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر موت ہمارے قریب ہی نہیں آ سکتی اور اگر موت آ بھی جائے تو بہرحال کسی عظیم مقصد کے لئے مرنا مجھے سب سے زیادہ مرغوب ہے"...... تنویر نے جواب دیا تو خاور حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"بہت خوب۔ میں تو تمہیں ایک جذباتی انسان ہی سمجھتا رہا تھا۔ تم تو واقعی عظیم آدمی ہو"...... خاور نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عظیم کوئی نہیں ہوتا۔ عظیم صرف مقصد ہوتا ہے"...... تنویر نے کہا اور پھر انہیں دور سے وہ جہازی سائز کا سائن بورڈ نظر آنے لگا

گیا جو ایئر فورس کے آپریشنل سپاٹ کے بارے میں تھا۔ تنویر نے کار کی رفتار آہستہ کر لی اور چند لمحوں بعد وہ اس ذیلی سڑک پر مڑ گیا۔ سڑک کی دونوں سائیڈوں میں کافی گھنے درختوں کا ذخیرہ تھا اور پھر ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں دور پہاڑی نظر آنے لگ گئی۔ پہاڑی زیادہ بلند نہ تھی۔ اس پر ایئر فورس کے مخصوص راڈز وغیرہ نظر آ رہے تھے۔

"یہاں تو سرے سے کوئی ٹریفک ہی نہیں ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کار سائیڈ پر کسی ذخیرے میں لے جا کر روک دو۔ اب ہمیں آگے پیدل جانا ہو گا ورنہ ہماری کار دور سے ہی مارک کر لی جائے گی"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ اب ذہن میں جو تھا وہ تو ختم سمجھو۔ اب تو میرا خیال ہے کہ چیک پوسٹ سے آدمی اغوا کرنے ہوں گے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو دائیں ہاتھ پر نظر آنے والے درختوں کے ذخیرے کی طرف موڑ دیا۔ کافی اندر لے جا کر اس نے کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ خاور نے عقبی سیٹوں کے درمیان پڑے ہوئے ایک بیگ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

"آؤ"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی آگے جانے کے بعد وہ ایک جگہ ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ کچھ فاصلے کے بعد یکلخت درخت ختم ہو گئے

تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں سے باقاعدہ درختوں کو کاٹ دیا گیا ہو۔ دور ایک چیک پوسٹ بھی نظر آ رہی تھی جس پر دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح محافظ موجود تھے۔ ایک طرف دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ سڑک پر راڈ لگا ہوا تھا۔ وہ سب لوگ انتہائی چوکنا نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے انہیں ان دونوں کمروں کی چھتوں پر بھی حرکت کے آثار نظر آ گئے تو وہ چونک کر غور سے دیکھنے لگے اور دوسرے لمحے ان کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ چھت پر باقاعدہ بھاری مشین گنیں نصب تھیں اور وہاں بھی لوگ موجود تھے۔ چیک پوسٹ کی دونوں سائیڈوں پر خاردار تاروں کی باڑ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس کے ہر ستون پر باقاعدہ بلب روشن تھا حالانکہ اس وقت دن تھا لیکن اس کے باوجود بلب جل رہے تھے اور تنویر اور خاور دونوں ان کے جلنے کی وجہ سمجھ گئے کہ یہ اس بات کی نشاندہی تھی کہ ان تاروں میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہے اور اگر اسے بند کیا جائے تو جلتے ہوئے بلب ظاہر ہے آف ہو جائیں گے اور سب کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ کرنٹ آف ہو چکا ہے۔

" یہ لوگ تو واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی حد تک خوفزدہ ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہاں۔ لگتا ہے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ پاکیشیائی فوج یہاں حملہ

کرنے والی ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب یہی صورت ہو سکتی ہے کہ میں آگے جاؤں اور تم یہیں رکو۔ ظاہر ہے مجھے چیک کر لیا جائے گا اور پھر وہ لوگ مجھے پکڑنے کے لئے میری طرف بڑھیں گے اور مجھے چیکنگ کے لئے اندر کمرے میں لے جائیں گے وہاں میں ایکشن میں آ جاؤں گا۔ اوپر موجود لوگ مجھے نشانہ نہ بنا سکیں گے تو لامحالہ نیچے آ جائیں گے۔ پھر تم سامنے آ جانا اور وہ لازماً تمہاری طرف بڑھیں گے۔ پھر میں عقب میں انہیں نشانہ بنا لوں گا۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھ جائیں گے"...... تنویر نے باقاعدہ پلان بتاتے ہوئے کہا۔

" جو حالات نظر آ رہے ہیں اور یہاں سے چیک پوسٹ تک جتنا فاصلہ ہے ان حالات میں تمہاری یہ پلاننگ سراسر غیر دانشمندانہ ہے۔ اس طرح ہم اتنے افراد کو کسی صورت بھی ہلاک نہ کر سکیں گے اور پھر اوپر موجود لوگ بھاری مشین گنوں سے ہمیں ایک لمحے میں بھون کر رکھ دیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مشکوک افراد کو پکڑنے کی بجائے انہیں دور سے ہی گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہو"۔ خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" آؤ واپس چلیں۔ اس کار میں بیٹھ کر پھر آئیں۔ ظاہر ہے کار کی وجہ سے یہ لوگ قریب آنے تک ہمیں ہلاک نہ کریں گے اور پھر ہم ان کے قریب ہوتے ہی اتر کر ایکشن میں آ جائیں گے۔ تم مشین گن

سنبھال لینا جبکہ میں میزائل گن کی مدد سے یہ دونوں کمرے ہی اڑا
دوں گا۔ اچانک فوری اور انتہائی تیز رفتار ایکشن ہی سے ہم اس
سچوئیشن کو کور کر سکتے ہیں۔ورنہ نہیں"...... خاور نے کہا۔

" لیکن اس طرح تو بموں کے دھماکوں کی آوازیں ایئر فورس
آپریشنل سپاٹ تک پہنچ جائیں گی اور پھر ہمیں روکنے یا ختم کرنے کے
لئے وہ نجانے کون کون سے حربے اختیار کریں۔ صرف فائرنگ کی
آواز وہاں تک نہیں پہنچ سکتی"...... تنویر نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ چلو فائرنگ ہی کریں گے لیکن اس
کے لئے ان کے قریب پہنچنا ضروری ہے"...... خاور نے کہا اور تنویر
نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آکر کار میں بیٹھ گئے
کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے باکس میں میزائل گنوں کے کھلے ہوئے
پارٹس اور میزائل موجود تھے اور مشین گنوں کے پارٹس بھی تھے۔
چنانچہ خاور نے بیٹھنے سے پہلے باکس سے دو مشین گنوں کے پارٹس
نکالے اور پھر انہیں جوڑ کر اس نے مشین گنیں تیار کیں اور پھر ان
میں میگزین فل کر کے خاور نے ایک مشین گن تنویر کی طرف بڑھا
دی جبکہ دوسری اپنے ہاتھ میں لے کر وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر
نے مشین گن اس انداز میں ایڈجسٹ کر لی کہ وہ باہر سے نظر بھی نہ
آئے اور وہ جب چاہے آسانی سے اسے اٹھا کر نیچے بھی اتر سکے۔

" جیسے ہی میں کار روکوں تم نے فائر کھول دینا ہے"...... تنویر
نے کہا۔ وہ شاید ایکشن لینے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔

" نہیں۔ اس طرح ہم پھنس سکتے ہیں۔ وہ اوپر سے کار پر ہی فائر
کھول دیں گے۔ ہمیں نیچے اتر کر بجلی کی سی تیزی سے فائرنگ کرتے
ہوئے ان کمروں کے نیچے پہنچنا ہو گا تاکہ اوپر کی فائرنگ سے محفوظ رہ
سکیں۔ پھر تم نیچے والوں کو روک لینا اور میں اوپر جاؤں گا"۔ خاور
نے کہا اور تنویر نے ایک بار پھر اس کی تجویز کی حمایت میں اثبات
میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار درختوں سے نکل کر سڑک کی
طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر سڑک پر پہنچ کر تنویر نے اس کا رخ
چیک پوسٹ کی طرف موڑا اور دوسرے لمحے کار خاصی تیز رفتاری
سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ گو ان دونوں کو معلوم تھا کہ
وہ انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہونے جا رہے ہیں لیکن ان
دونوں کے چہروں پر گہرا اطمینان موجود تھا۔ وہ اس طرح مطمئن
بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ کسی دوستانہ دعوت پر جا رہے ہوں۔ اب
چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی تھی اور انہوں نے دیکھا کہ کار کو آتے
دیکھ کر چیک پوسٹ پر موجود سب لوگ چوکنا ہو گئے تھے۔ تنویر
نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اس نے راڈ سے کچھ پہلے ہی بریک
لگائی اور اس کے ساتھ ہی کار کے دونوں سائیڈوں کے دروازے کھلے
اور تنویر اور خاور دونوں اچھل کر نیچے اترے۔ اس کے ساتھ ہی
ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ خاور
نے اپنی سائیڈ پر موجود تین مسلح محافظوں کو ایک ہی برسٹ میں اڑا
دیا تھا جبکہ تنویر فائرنگ کرتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے ان کمروں کی

طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ خاور بھی تیزی سے کار کے آگے سے مڑ کر
کمروں کی طرف بھاگا لیکن اس کی نظریں کمروں کی چھت پر لگی ہوئی
تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن تیزی سے وائیں بائیں
حرکت کرتی ہوئی فائرنگ کر رہی تھی۔ اسی لمحے دونوں کمروں کی
چھتوں سے فائرنگ شروع ہو گئی لیکن گولیاں ان دونوں کے سروں
کے اوپر سے گزر رہی تھیں کیونکہ خاور کی فائرنگ کی وجہ سے چھت پر
موجود ہیوی مشین گنیں چلانے والے آگے بڑھ کر نشانہ نہ لے رہے
تھے اور پھر وہ دونوں کمروں تک پہنچ گئے۔ وہ دونوں ہی ایک لمحے کے
لئے دروازے کی سائیڈ میں رکے اور پھر انہوں نے مشین گنوں کا
رخ اندرونی طرف کر کے فائر کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل
کر اندر داخل ہو گئے تو دوسرے لمحے وہ تیزی سے واپس مڑے کیونکہ
کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ شاید اندر موجود افراد فائر ہوتے ہی باہر
آئے تھے اور پھر تنویر کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے تھے۔ اوپر مشین
گنوں کی فائرنگ اب بھی ہو رہی تھی اور اب گولیاں ان کے بالکل
قریب گر رہی تھیں لیکن چھت سے باہر نکلے ہوئے شیڈ کی وجہ سے وہ
ان گولیوں سے محفوظ تھے۔ البتہ ان کی کار فائرنگ سے چھلنی ہو گئی
تھی۔ شاید گولیاں سیٹ کے نیچے باکس تک نہ پہنچ چکی تھیں ورنہ تو
کار لازماً دھماکے سے تباہ ہو جاتی۔

" میں عقب پر جا رہا ہوں۔ تم یہاں چیک کرو"...... خاور نے کہا
اور تیزی سے کمرے کی سائیڈ سے دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا عقبی

طرف کو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ عقبی طرف اوپر جانے کے لئے
سیڑھیاں موجود ہوں گی لیکن عقبی طرف سپاٹ دیوار تھی۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سیڑھیاں کمرے کے اندر سے
ہیں"...... خاور نے کہا اور وہ تیزی سے واپس مڑا ہی تھا کہ اسے
سامنے کے رخ پر ایک طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے
لگیں۔ اس کے قدم اور تیز ہو گئے اور پھر سائیڈ پر آ کر وہ رک گیا۔ اس
نے ادھر ادھر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ تنویر غائب تھا جبکہ
دوسرے کمرے سے کوئی آدمی باہر جھانک رہا تھا اور پھر وہ تیزی سے
باہر آیا ہی تھا کہ خاور نے فائر کھول دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر
نیچے گرا۔ اسی لمحے تنویر بھی اچھل کر کمرے سے باہر آ گیا۔

" آ جاؤ خاور۔ اب میدان صاف ہے"...... تنویر نے چیختے ہوئے
کہا تو خاور دوڑتا ہوا سامنے آ گیا۔

" کیا ہوا تھا"...... خاور نے کہا۔

" میں نے اس کمرے میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنی تو میں فائرنگ
کرتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ایک دیوار سے سیڑھیاں نکل کر سامنے آ گئی
تھیں اور ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کئی کئی سیڑھیاں
پھلانگتا ہوا نیچے آ رہا تھا کہ میں نے اس پر فائر کھول دیا۔ اسی لمحے باہر
فائرنگ ہوئی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ دوسرے کمرے سے آدمی باہر آیا ہو
گا جسے یقیناً تم نے مار گرایا ہو گا"...... تنویر نے کہا اور خاور نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب وہاں ہر طرف ان کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آ

رہی تھیں۔

" اب آگے کیسے جایا جائے۔ یہاں تو کوئی جیپ بھی نہیں ہے اور کار تو چھلنی ہو چکی ہے"...... خاور نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا انہیں عقبی طرف سے دور سے جیپوں کے آنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

" اوہ۔ عقبی طرف سے جیپیں آ رہی ہیں شاید۔ آؤ"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے کمروں کی سائیڈ سے ہو کر عقبی طرف پہنچ گئے اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ دو فوجی جیپیں تیز رفتاری سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

" اوہ۔ یہ فائرنگ کی آوازیں سن کر آ رہی ہیں۔ ہمیں ان پر فائر کھول دینا چاہئے"...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" نہیں تنویر۔ ہماری فائرنگ سے یہ سب ہلاک نہیں ہوں گے اور پھر انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لینا ہے۔ یہ بہرحال یہاں آ کر رکیں گے اور پھر سامنے کے رخ پر جائیں گے۔ اس دوران ہم ایک جیپ اڑا لیں گے اور دوسری کے ٹائروں پر فائر کر کے اسے بے کار کر دیں گے"...... خاور نے کہا۔

" نہیں۔ میں اپنے عقب میں اپنے دشمن زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا اس لئے ان کا خاتمہ بہرحال کرنا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

" تو پھر ان میں سے دو اپنے قدوقامت کے آدمی چن کر ان کی

یونیفارم بھی پہن لیں اور میک اپ بھی کر لیں اس طرح ہم بہرحال اس اڈے تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... خاور نے کہا۔

" ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔ اس دوران دونوں جیپیں قریب پہنچ چکی تھیں۔ چونکہ سڑک پر راڈ موجود تھا اور سائیڈوں پر خاردار تاریں تھیں اس لئے دونوں جیپیں اس راڈ کے پیچھے پہنچ کر رک گئیں اور ان میں سے مسلح فوجی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ دونوں جیپوں سے اترنے والے فوجیوں کی تعداد آٹھ تھی اور پھر وہ دوڑتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگے۔

" آؤ ہم عقبی طرف سے ان جیپوں کے قریب پہنچ جائیں۔ یہ سامنے کے رخ جائیں گے اور پھر عقبی طرف کو آئیں گے"...... تنویر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمروں کی عقبی دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اس راڈ کے قریب پہنچ گئے۔ دونوں جیپیں خالی تھیں۔

" ان جیپوں کی اوٹ لے لو۔ یہ ہمارے لئے فائدہ مند رہے گا"...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے جیسے ہی جیپ کے عقب میں گئے اسی لمحے فوجی دوڑتے ہوئے عقبی طرف پہنچے۔

" اوہ۔ اوہ۔ فائرنگ کرنے والے چلے گئے ہیں۔ ہمیں انہیں آگے چیک کرنا چاہئے"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور تنویر نے دیکھا کہ عقبی طرف چار فوجی تھے جن میں سے دو کیپٹن رینک کے

تھے۔ وہ عقبی طرف کھڑے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے واپس راڈ کی طرف بڑھ رہے تھے اور تنویر نے ہاتھ میں پکڑی
ہوئی مشین گن کی نال جیپ کی سائیڈ سے نکالی اور پھر اس سے پہلے
کہ وہ چاروں اسے مارک کرتے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی
ماحول گونج اٹھا اور چاروں چیختے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ اسی لمحے
جیپ کی دوسری سائیڈ سے جس طرف خاور تھا تڑتڑاہٹ کی آوازیں
سنائی دیں اور ایک بار پھر انسانی چیخیں گونج اٹھیں لیکن پھر اس پر
فائرنگ شروع ہو گئی مگر ایک مشین گن سے فائرنگ ہو رہی تھی۔
اس کا مطلب تھا کہ ایک فوجی بچ جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔
"میں عقبی طرف سے ہو کر جا رہا ہوں۔ تم ادھر کا خیال رکھنا"۔
تنویر نے کہا اور پھر جیپ کی اوٹ سے نکلا اور جھکے جھکے انداز میں
دوڑتا ہوا عقبی طرف پہنچ گیا لیکن ابھی وہ سائیڈ کی طرف مڑا ہی تھا کہ
اچانک کمرے کی سائیڈ سے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور تنویر
چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے سائیڈ سے ایک فوجی آگے بڑھا ہی
تھا کہ تنویر نے وہیں پڑے پڑے اس پر فائر کھول دیا اور وہ فوجی چیختا
ہوا نیچے گر گیا جبکہ خاور سائیڈ سے نکل کر بے تحاشا دوڑتا ہوا تنویر کی
طرف بڑھا۔ تنویر کے جسم میں خون نکل رہا تھا اور اس کا جسم اب
بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ خاور قریب پہنچا تو اس کا چہرہ پریشانی
سے بگڑ سا گیا تھا کیونکہ تنویر کو پانچ چھ گولیاں لگی تھیں اور سب اس
کے پیٹ پر لگی تھیں اور جس انداز میں خون نکل رہا تھا اس سے

صورت حال کسی بھی لمحے خراب ہو سکتی تھی۔ خاور دوڑتا ہوا سامنے
کے رخ پر گیا اور پھر اس نے باری باری دونوں کمرے چیک کیے۔
اسے یقین تھا کہ قانون کے مطابق کسی ایک کمرے میں میڈیکل
باکس بھی موجود ہو گا اور پھر اسے ایک کمرے کے کونے میں موجود
بڑا سا میڈیکل باکس نظر آ گیا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور ایک
بار پھر دوڑتا ہوا وہ عقبی طرف زمین پر پڑے ہوئے تنویر تک پہنچ گیا۔
تنویر کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ اس نے جلدی
سے میڈیکل باکس وہاں رکھا اور اسے کھول کر اس نے اس میں
موجود پانی کی بوتلیں اور دوسرا سامان نکالنا شروع کر دیا۔ وہ یہاں
آپریشن تو نہ کر سکتا تھا لیکن بہرحال وہ چاہتا تھا کہ فوری طور پر اس کا
خون نکلنا بند ہو جائے۔ پھر اس نے زخم دھوئے اور ان پر بینڈیج کرنا
شروع کر دی۔ اسے یہ معلوم تھا کہ اندر گولیاں موجود ہیں جنہیں
نکالنا ضروری تھا لیکن یہاں وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس نے خون روک
کر سامان دوبارہ میڈیکل باکس میں رکھا اور پھر باکس اٹھا کر وہ
جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیپ میں باکس رکھا اور پھر واپس
مڑ کر اس نے تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر اس طرح لادا کہ اس کے
پیٹ پر دباؤ نہ پڑے۔ پھر اسے لا کر اس نے جیپ کی عقبی سیٹوں
کے درمیان کھلی جگہ پر لٹا دیا۔ اس نے بھاگ کر راڈ ہٹا دیا اور خود وہ
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہو کر تیزی
سے آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی

چلی گئی۔ خاور کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے معلوم
تھا کہ اگر وہ تنویر کو فوری طور پر کسی ہسپتال تک نہ پہنچا سکا تو وہ
ہلاک ہو جائے گا اور اس نے آتے ہوئے راستے میں دوسری طرف
جانے والی سڑک کے کنارے پر ایک پرائیویٹ ہسپتال کا بورڈ دیکھا
تھا اس لئے اب وہ جیپ کو اسی ہسپتال کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔
جیپ اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی اور خاور ہونٹ بھینچے خاموش
بیٹھا ہوا تھا اور پھر مین روڈ پر پہنچ کر اس نے جیپ کو واپس شہر کی
طرف موڑ دیا لیکن اس نے اس کی رفتار کم نہ کی تھی اور پھر کچھ دیر بعد
اسے وہ بورڈ نظر آ گیا تو اس نے جیپ اس ذیلی سڑک پر دوڑا دی۔
تھوڑا سا آگے جاتے ہی اسے ہسپتال کی عمارت نظر آ گئی۔ اس نے
جیپ ہسپتال کے اندر لے جا کر روک دی۔

"سٹریچر لاؤ۔ سٹریچر لاؤ۔ جلدی"...... خاور نے نیچے اتر کر چیختے
ہوئے کہا تو وہاں موجود ایمرجنسی کے ملازم بھاگ پڑے اور چند لمحوں
بعد تنویر کو عقبی جگہ سے اٹھا کر سٹریچر پر ڈال دیا گیا لیکن خاور کا چہرہ
تنویر کی حالت دیکھ کر بجھ سا گیا کیونکہ تنویر آخری سانس لے رہا تھا۔
تنویر کو ہسپتال کے اندر لے جایا گیا لیکن خاور کو یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے اس کی اپنی روح اس کے جسم سے نکل گئی ہو۔ اس کے
کندھے لٹک سے گئے اور چہرہ بجھ سا گیا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم آگے
بڑھاتا گیا لیکن بہرحال وہ آگے بڑھتا رہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہیں
برآمدے میں ہی سجدے میں گر پڑے لیکن اس کی مخصوص تربیت کی

وجہ سے اس کو اس حالت میں بھی یاد تھا کہ وہ یورپی میک اپ میں
ہے اور یہ یہودیوں کا ہسپتال ہے۔ اس کے سجدے میں گرتے ہی
سب کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مسلمان ہے اور پھر ظاہر ہے وہ پکڑا
جائے گا۔ اسی لمحے اسے ایک خالی کمرہ نظر آ گیا تو وہ تیزی سے اس
کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دوڑ کر دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے
وہ اس طرح فرش پر ہی سجدے میں گر گیا جیسے صدیوں کے بعد اسے
سجدہ کرنے کا موقع ملا ہو اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں سے بے
اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ گڑگڑا کر تنویر کی زندگی کی دعائیں مانگ رہا
تھا۔ نجانے وہ کتنی دیر تک اسی حالت میں سجدے میں پڑا گڑگڑاتا رہا
کہ اچانک اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ
وہ کچھ سمجھتا اس کے سر پر یکلخت دھماکہ سا ہوا اور وہ وہیں سجدے کی
ہی حالت میں پہلو کے بل گر پڑا۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور
اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس
طرح تاریکی اس کے ذہن پر پھیلی تھی اس طرح تیزی سے سمٹتی چلی
گئی اور خاور کو جیسے ہی ہوش آیا وہ بے اختیار یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ
وہ ہسپتال کے اس کمرے کی بجائے جہاں وہ تنویر کی صحت کے لئے
سجدے میں گرا اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا رہا تھا ایک اور ہال نما
کمرے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے فولادی باکس کے اندر جکڑا ہوا
موجود ہے۔ اس کی صرف گردن اور سر اس فولادی باکس سے باہر
تھا۔ باقی پورا جسم اس فولادی باکس کے اندر کسی ایسے انداز میں

جکڑا ہوا تھا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت تک نہ دے سکتا تھا۔ اس نے
ادھر ادھر دیکھا لیکن اس ہال کمرے میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

" یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ یہ کس قسم کا باکس ہے "...... خاور
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باکس کو غور سے دیکھنا شروع
کر دیا جو اس کے جسم کے چاروں طرف موجود تھا اور یہ اس انداز کا
تھا جیسے اس میں کسی قسم کا کوئی جوڑ تک نہ ہو۔ البتہ وہ یہ محسوس
کر رہا تھا کہ وہ اپنے پیروں کے زور پر کھڑا ہے۔ اس کے ذہن میں فوراً
تنویر کا خیال آیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے ہال
کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔
ان میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کے بال
چھوٹے اور سپرنگ جیسے تھے لیکن وہ تھا مقامی آدمی جبکہ اس کے پیچھے
ایک دوسرا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول
جیسا آلہ تھا۔

" ہونہہ۔ تو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ کیا نام ہے
تمہارا"...... سپرنگ جیسے بالوں والے نے باکس کے سامنے کھڑے
ہو کر خاور کو غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" پہلے تم اپنا تعارف کراؤ تا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں کس سے
بات کر رہا ہوں اور تمہاری اہمیت کیا ہے "...... خاور نے بڑے
مطمئن لہجے میں کہا۔

" میرا نام جیکارڈ ہے اور میں باس کلیسر کے بعد جیوش چینل کا

انچارج اور لارڈ بوفمین کا نمبر ٹو ہوں اور تم اس وقت جیوش چینل
کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو "...... اس آدمی نے بڑے فاخرانہ لہجے
میں کہا۔

" کلیسر کے بعد کا کیا مطلب ہوا۔ کیا کلیسر کو عہدے سے ہٹا دیا
گیا ہے "...... خاور نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا
حالانکہ اس نے خود تنویر کے ساتھ مل کر کلیسر کو اس کی رہائش گاہ پر
ہلاک کیا تھا۔

" ہٹا نہیں دیا گیا۔ اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔
بہرحال اب یہ انٹرویو ختم۔ تم بتاؤ کہ تم اور تمہارا ساتھی کیا اکیلے ہی
گوام پہاڑی پر واقع ایئر فورس سپاٹ کو تباہ کرنے گئے تھے یا
تمہارے ساتھ اور لوگ بھی شامل تھے "...... جیکارڈ نے کہا۔

" میرے ساتھی کی کیا پوزیشن ہے "...... خاور نے پوچھا۔

" وہ بدترین نازک حالت میں ہسپتال لایا گیا تھا اور ڈاکٹروں کو
اس کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی امید نہ تھی لیکن پھر اچانک اس
کی حالت سنبھلنے لگ گئی اور اب وہ خطرے سے باہر ہے "۔ جیکارڈ
نے جواب دیا تو خاور نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور تنویر کو نئی زندگی مل گئی۔

" تم ہسپتال کیسے پہنچ گئے تھے "...... خاور نے کہا۔

" یہ ہسپتال جیوش چینل کے تحت بھی ہے اور ایئر فورس سپاٹ
پر ہونے والی کسی ایمرجنسی کے لئے بھی بنایا گیا ہے۔ تم اپنے ساتھی

کو زخمی حالت میں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کی جیپ میں لے گئے تھے۔ یہ جیپ وہاں پہچان لی گئی اور پھر سپاٹ پر اطلاع دی گئی۔ وہاں تم لوگوں نے چیک پوسٹ پر واقعی انتہائی بھیانک قتل عام کیا تھا۔ بہرحال ہیڈ کوارٹر اطلاع دی گئی تو پھر میں نے چیف لارڈ بوفمین سے بات کی۔ میری خواہش تھی کہ تم دونوں کو سپاٹ پر لے جا کر سب کے سامنے گولیوں سے اڑا دیا جائے لیکن لارڈ صاحب کا خیال تھا کہ دو آدمی اس قدر آدمیوں کو ہلاک نہیں کر سکتے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ زخمی کی وہاں نگرانی کی جائے اور تمہیں ہیڈ کوارٹر لا کر پوچھ گچھ کی جائے اور تم سے ساری تفصیلات معلوم کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی باقی ٹیم کو ٹریس کر کے سب کو ہلاک کر دیا جائے اس لئے ان کے حکم پر تمہیں وہاں سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا"۔ جیکارڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہم دو آدمی ہی وہاں گئے تھے اور اگر میرا ساتھی زخمی نہ ہو جاتا تو ہم اس سپاٹ کا خاتمہ کر کے ہی واپس آتے"...... خاور نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز کہاں ہیں"...... جیکارڈ نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ہم دو ساتھی علیحدہ کام کر رہے ہیں۔ ہمارا دوسروں سے کوئی رابطہ یا تعلق نہیں ہے"...... خاور نے جواب دیا۔

"کارپر"...... جیکارڈ نے اپنے پیچھے کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے چونک کر جواب دیا۔

"اس کی زبان کھلواؤ لیکن اسے مرنا نہیں چاہئے"...... جیکارڈ نے کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی کارپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا رخ خاور کے جسم کے گرد فولادی باکس کی طرف کیا اور کوئی بٹن دبایا تو خاور کو یکلخت زور دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہو اور کرنٹ کی طاقت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی ہو۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھر جسم میں دوڑنے والے کرنٹ کی وجہ سے ہونے والی تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہوتی چلی گئی اور اس کے منہ سے پہلے کراہیں نکلیں اور پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ اور گردن پسینے میں شرابور ہو چکی تھی۔ تکلیف کی شدت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور جس قدر اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا اتنی ہی تکلیف بڑھ جاتی جبکہ چیخنے سے اسے قدرے ریلیف محسوس ہو رہا تھا اس لئے اب وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔ پھر اچانک جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا۔ اس کے جسم سے گزرنے والا کرنٹ اچانک غائب ہو گیا اور خاور کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے بھڑکتے ہوئے الاؤ سے نکال کر یخ پانی کے حوض میں ڈال دیا ہو۔ وہ بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

"یہ صرف ٹریلر تھا مسٹر۔ اصل فلم تو ابھی چلائی ہی نہیں گئی اور تمہیں محسوس ہو گیا ہو گا کہ اگر اصل فلم چلا دی جائے تو تمہارا کیا حشر ہو گا اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو"...... جیکارڈ نے کہا۔

"میرا ساتھی ہسپتال میں زخمی پڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ہمارا ساتھی نہ تھا"...... خاور نے جواب دیا۔

"تم وہاں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ پر کیوں جا رہے تھے۔ کیا مقصد تھا تمہارا"...... جیکارڈ نے کہا۔

"ہم کوئی نہ کوئی دھماکہ کرنا چاہتے تھے تاکہ ہم اپنی کارگزاری کا ثبوت دے سکیں"...... خاور نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ کارپر اب بڑی ڈوز دو اسے۔ اس کے اعصاب واقعی خاصے مضبوط ہیں"...... جیکارڈ نے بات کرتے کرتے کارپر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... کارپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاور کے جسم میں ایک بار پھر کرنٹ دوڑنے لگا۔ خاور سمجھ گیا کہ اس بار تکلیف پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہو گی اس لئے اس نے اپنے ذہن کو بلینک کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن اسے دیر ہو گئی تھی۔ تکلیف اس قدر تیزی سے بڑھی تھی کہ اس بار وہ کراہ تک نہ سکا تھا اور اس کے حلق سے انتہائی خوفناک چیخیں جیسے خود بخود نکلنے لگ گئی تھیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے آگ پر زندہ بھونا جا رہا ہو

کہ اچانک کرنٹ پہلے کی طرح یکلخت ختم ہو گیا اور ایک بار پھر اسے ایسے ہی محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کو انتہائی بھڑکتے ہوئے الاؤ سے نکال کر کسی نے انتہائی یخ پانی میں ڈال دیا ہو لیکن اس بار اس تبدیلی نے اس کے ذہن کو ماؤف کر دیا تھا اور اس کے حواس جیسے گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے تھے۔

دو کاریں انتہائی تیز رفتاری سے سینا کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ دونوں کاروں میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ آگے جانے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا موجود تھی اور دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا اور اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عمران کی کار کی عقبی سیٹ پر صدیقی اور چوہان موجود تھے جبکہ صفدر والی کار کی عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور نعمانی موجود تھے۔

"تنویر اور خاور دونوں سے ہمارا رابطہ ہی نہیں ہے۔ رابطہ تو ہونا چاہئے تھا"...... جولیا نے کہا۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ رابطہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بے چارہ تنویر خواہ مخواہ آس لگائے پھر رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"پتہ نہیں کون کون خواہ مخواہ آس لگائے پھرتا رہتا ہے۔ تم اکیلے تنویر کی بات کر رہے ہو"...... جولیا نے کہا تو عقبی سیٹ پر موجود صدیقی اور چوہان دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"جب آدمی ساتھ بیٹھا ہوا ہو تو خواہ مخواہ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے صفدر کے ساتھ اس کی آس بیٹھی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تمہارے ساتھ"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرے حصے میں تو چلو بھر پانی اور پانی بھی فلٹر شدہ آیا ہے"۔ عمران نے جولیا کے پورے نام کو اس انداز میں استعمال کرتے ہوئے کہا اور جولیا کا چہرہ بگڑنا شروع ہو گیا۔

"عمران صاحب اگر آپ ہیڈ کوارٹر کال کر کے اس کلیسر سے بات کر لیتے تو زیادہ بہتر تھا"...... اچانک عقبی سیٹ پر موجود صدیقی نے کہا۔ وہ شاید فوری طور پر موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

"کیا بات کرتا۔ کیا اسے سینا کلب شادی کے لئے بک کرانے کی بات کرتا لیکن پہلے صفدر اور صالحہ سے تو پوچھ لو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ظاہر ہے آپ کے اس انداز میں بات کرنے سے بوکھلا جاتا۔ آپ خود ہی تو کہا کرتے ہیں کہ بوکھلایا ہوا آدمی تمام حفاظتی انتظامات بھول جاتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ ایسا آدمی نہیں ہے۔ وہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے"۔

عمران نے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے کہ صدیقی درست کہہ رہا ہے۔ تمہیں اس کے خصوصی فون نمبر کا علم ہے تو کسی پبلک فون بوتھ سے اسے فون کرو۔ کم از کم اس کی موجودگی یا عدم موجودگی کے بارے میں تو علم ہو جائے گا"...... جولیا نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اس سے کیا فرق پڑ جائے گا"...... اس بار چوہان نے کہا۔

" بڑا فرق پڑے گا۔ کلیسر اگر وہاں موجود نہ ہوا تو پھر ہمیں زیادہ آسانی ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ واقعی تمہاری بات درست ہے"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف کار موڑ دی اور پھر فون بوتھ کے سامنے کار روک دی۔ ان کے عقب میں آنے والی کار بھی اس کے پیچھے آ کر رک گئی۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔

" کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے اپنی کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

"یہی پوچھنے جا رہا ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ لڑکا یا لڑکی"...... عمران نے جواب دیا اور پھر فون بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے کیونکہ یہاں لوکل کال فری تھی۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ کلیسر سے بات کراؤ"...... عمران نے کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ سر۔ باس کلیسر کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائش گاہ پر ان کی لاش ملی ہے۔ اب باس جیکارڈ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" جیکارڈ سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" وہ سپیشل ہال میں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے میں مصروف ہیں۔ اگر کوئی عام سا پیغام ہو تو مجھے بتا دیں ورنہ پھر مجھے جا کر انہیں بلانا پڑے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ شاید بولنے والی سب کچھ اس اعتماد سے بتائے چلی جا رہی تھی کہ دوسری طرف بات کرنے والا کرنل ڈیوڈ ہے۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی۔ وہ کیسے پکڑا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" سر۔ میں آپ کے ماتحت کام کر چکی ہوں اس لئے میں آپ کو سب کچھ بتا دیتی ہوں ورنہ مجھے حکم نہیں ہے کسی کو کچھ بتانے کا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

" تم فکر نہ کرو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے کہا۔

میرا نام لوسیا ہے جناب۔ میں پہلے بھی جی پی فائیو میں فون آپریٹر تھی۔ پھر مجھے یہاں بھجوا دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں واپس نہ صرف جی پی فائیو میں لے جاؤں گا بلکہ تمہیں وہاں اعلیٰ عہدہ بھی ملے گا"...... عمران نے کرنل ڈیوڈ کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" شکریہ جناب۔ کلیسر کی موت کے بعد جیکارڈ باس بن گیا تو اسے ایئر فورس آپریشنل سپاٹ سے اطلاع ملی کہ دو یورپی آپریشنل سپاٹ کی پہلی چیک پوسٹ پر ایک کار میں پہنچے اور وہاں انہوں نے قتل عام کر دیا۔ وہاں چلنے والی گولیوں کی آوازیں سن کر سپاٹ سے دو جیپیں بھجوائی گئیں تو ان جیپوں پر سوار فوجیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا البتہ دونوں آدمیوں میں سے ایک انتہائی زخمی ہو گیا تھا۔ دوسرا اس زخمی کو فوجی جیپ میں ڈال کر اسے سپاٹ کے لئے مخصوص ایئر فورس ہسپتال جو کہ مین روڈ کی دوسری طرف ہے لے گیا۔ چونکہ جیپ سپاٹ کی تھی اس لئے وہاں کے انچارج ڈاکٹر نے اس کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو دی جس پر باس جیکارڈ نے چیف باس سے بات کی تو انہوں نے انہیں زندہ پکڑ کر ان سے پوچھ گچھ کرنے کا حکم دیا جس پر باس جیکارڈ نے اپنے آدمی ہسپتال بھیجے۔ زخمی کی حالت ایسی نہ تھی کہ اسے لایا جاتا البتہ دوسرے آدمی کو بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا اور اب باس جیکارڈ سپیشل ہال میں اس سے پوچھ گچھ کر رہے

ہیں"...... لوسیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے تمہارا شکریہ۔ میں پھر جیکارڈ سے بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور تیزی سے فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

" خاور اور تنویر دونوں نے کسی ایئر فورس آپریشنل سپاٹ پر حملہ کیا۔ ان میں سے ایک شدید زخمی ہو کر اس آپریشنل سپاٹ کے قریب کسی ہسپتال میں ہے جبکہ دوسرا ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا ہے اور اس سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ کلیسر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کام تنویر اور خاور نے کیا ہو گا اور یہ آپریشنل سپاٹ دراصل لیبارٹری ہو گا ورنہ تنویر وہاں حملہ کبھی نہ کرتا"...... عمران نے صفدر کی کار کے قریب جا کر تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تو پھر"...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" زخمی کو بعد میں چیک کریں گے فی الحال جو ہیڈ کوارٹر میں ہے اسے ان سے رہائی دلانی ہے ورنہ یہ لوگ یقیناً اسے ہلاک کر دیں گے اس لئے اب ڈائریکٹ ایکشن ہو گا۔ اب کسی پلاننگ کا وقت نہیں رہا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا ہوا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی اور پھر ساری تفصیل انہیں بتا دی۔

" اوہ۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ نجانے کون زخمی ہوا ہے"...... جولیا اور دوسرے ساتھیوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"زخمی کو بعد میں دیکھا جائے گا فی الحال جو ان کی قید میں ہے اسے ہم نے چھڑانا ہے اس لئے اب ڈائریکٹ ایکشن ہو گا۔ سب تیار ہو جائیں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جولیا اور عقبی سیٹ پر موجود صدیقی اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان سب کے چہروں پر یکلخت انتہائی جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آخرکار اس سڑک پر پہنچ گئیں جہاں سینا کلب تھا اور پھر عمران نے کار سینا کلب سے کافی پہلے ایک پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ چونکہ یہاں پارکنگ سے ہٹ کر کار روکنا جرم تھا اور فوراً پولیس پہنچ جاتی تھی اس لئے عمران نے کار پارکنگ میں روکی تھی اور چونکہ یہ پارکنگ خالی پڑی ہوئی تھی اس لئے صفدر نے بھی اپنی کار اسی پارکنگ میں ہی لے جا کر روک دی۔

"مخصوص اسلحہ لے لو۔ ہم نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دینا ہے"...... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب وہ سائنسی حفاظتی انتظامات"...... صفدر نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"وہ کلب کے بعد شروع ہوتے ہیں اس لئے ہمیں وہاں ہال میں اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کلب میں قتل عام ہوتے ہی لازماً اندر سے لوگ باہر آئیں گے اس طرح وہ خود ان انتظامات کو آف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا تو نہ صرف صفدر نے

اثبات میں سر ہلا دیا بلکہ کار سے اتر کر اس کے قریب موجود باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سینا کلب پہنچ گئے۔ یہ خاصی وسیع عمارت تھی اور پوری عمارت سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ وہ سب اندر داخل ہوئے۔ وہاں پارکنگ میں خاصی کاریں موجود تھیں اور لوگ اندر آ جا رہے تھے جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ہال میں خاصے افراد موجود تھے۔ ویٹرز کے علاوہ چار پانچ مسلح محافظ بھی موجود تھے اور ایک طرف کاؤنٹر کے قریب بھی دو مسلح افراد موجود تھے۔

"ان ویٹرز اور مسلح افراد کا پہلے خاتمہ ہو گا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ہال مشین پسٹلز سے نکلنے والی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ پہلے ہی راؤنڈ میں نہ صرف تمام ویٹرز بلکہ مسلح محافظ بھی سب فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔

"سب لوگ باہر نکل جائیں"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا جو عقبی طرف دیوار میں موجود تھا اور پھر اس دروازے سے نکل کر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ عمران نے لات مار کر دروازہ

کھولا اور دوسرے لمحے اس کے مشین پسٹل نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں۔ نیچے جوئے کی میزیں موجود تھیں اور زور شور سے جوا ہو رہا تھا۔ ارد گرد خاصے مسلح محافظ موجود تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی اندر داخل ہو کر پوزیشنیں سنبھال لیں تھیں اور چونکہ یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا اس لئے محافظ سنبھلنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے۔

"سب لوگ باہر چلے جائیں"...... عمران نے چیخ کر کہا تو وہاں جوا کھیلنے والے میزوں پر پڑے رنگ برنگے ٹوکنوں کو جن کے بدلے انہیں کاؤنٹر سے کرنسی ملتی تھی چھوڑ چھاڑ کر اپنی جانیں بچانے کے لئے سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑے جبکہ عمران دوڑتا ہوا اس ہال کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ اس عقبی دروازے سے آگے یقیناً جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کا راستہ ہو گا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس کے مشین پسٹل نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں لیکن اس بار گولیوں کا رخ چھت کی طرف تھا جہاں لگے ہوئے رنگ برنگے بلب یکے بعد دیگرے گولیاں لگنے سے ٹوٹتے چلے جا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک دیواروں اور چھت کے درمیان جوڑ سے تیز سرخ رنگ کی روشنی کے دھارے سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑے اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن ایک لمحے کے لئے سرخ رنگ کے دھوئیں میں چھپ گیا ہو لیکن پھر یہ سرخی سیاہی میں تبدیل ہوتی چلی

گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حواس بھی اس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے البتہ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی ہٹ ہو گئے ہیں۔

خاور کے ذہن پر چھائی ہوئی سیاہی جس تیزی سے پھیلی تھی اسی تیزی سے غائب ہوتی چلی گئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن آنکھیں کھولتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ ہال خالی تھا۔ نہ وہاں جیکارڈ تھا اور نہ کارپر۔

"یہ کہاں چلے گئے اور کیوں"...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس فولادی باکس سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ وہ اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ کس طرح کھلے گا۔ ابھی وہ اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہال کا دروازہ کھلا۔ خاور نے فوراً ہی اپنی گردن سائیڈ پر اس انداز میں کر دی جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔ اس نے سوچا تھا کہ اس طرح شاید اسے کچھ مزید وقت مل سکے البتہ اس کی آنکھوں میں جھری موجود تھی اور پھر وہ

یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دروازے سے قطار کی صورت میں آدمی اندر داخل ہو رہے تھے اور ہر ایک نے اپنے کاندھے پر کسی بے ہوش آدمی کو لادا ہوا تھا۔ ان کی تعداد سات تھی۔ آخر میں کارپر اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔ اچھا ہوا ہے کہ یہ آدمی ابھی تک بے ہوش ہے۔ انہیں فرش پر لٹا دو۔ جلدی کرو۔ چیف باس لارڈ بوفمین آنے والا ہے۔ اس کی آمد سے پہلے انہیں آئرن باکس میں بند کرنا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... کارپر نے کہا اور پھر ان آدمیوں نے کاندھوں پر لدے ہوئے بے ہوش افراد کو فرش پر لٹانا شروع کر دیا اور خاور کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ گو وہ سب میک اپ میں تھے لیکن ظاہر ہے خاور کی نظروں سے وہ چھپ نہ سکتے تھے۔

"کارپر آگے بڑھا اور خاور کے قریب آ کر اس نے دیوار پر کسی جگہ ہاتھ رکھا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھل گئی اور ایک فولادی باکس باہر آ گیا۔ کارپر اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر سات فولادی باکس جب دیوار سے باہر آ گئے تو وہ واپس مڑ کر اس ہال کے درمیان میں آ کھڑا ہو گیا۔

"اب انہیں کھولو اور انہیں اندر ڈال کر بند کر دو"...... کارپر نے کہا تو دو آدمیوں نے صفدر کو اٹھایا اور خاور کے قریب والے

باکس کی طرف آئے اور اسے وہیں فرش پر لٹایا جبکہ ایک آدمی نے باکس کے سامنے والے کنارے پر ہاتھ رکھا تو باکس سائیڈ سے کھل کر اس طرح آدھا دوسری طرف گھوم گیا جیسے دروازہ کھلتا ہے۔ پھر ان دونوں نے صفدر کو اٹھا کر اس باکس میں کھڑا کر دیا اور پھر دروازہ بند کیا تو ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی باکس دوبارہ بند ہو گیا۔ اب صفدر کی گردن سائیڈ پر ڈھلکی ہوئی تھی اور اس کا پورا جسم باکس میں بند ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سب بے ہوش افراد کو اسی طرح باکسز میں بند کر دیا گیا تو کارپر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریموٹ کنٹرول نما آلہ صفدر کے باکس کی طرف کیا اور اس کے دوسرے لمحے اس کا رخ اس کے ساتھ والے باکس کی طرف کر دیا۔ اس طرح باری باری اس نے باقی سب باکس کی طرف آلے کا رخ کیا اور پھر آلہ جیب میں ڈال لیا۔

"اب یہ لارڈ صاحب کے آنے سے پہلے خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔ آؤ چلیں"...... کارپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب مڑے اور ایک ایک کر کے ہال سے باہر چلے گئے۔ جب ہال کا دروازہ بند ہوا تو خاور نے سر اٹھایا اور پھر اس نے اپنے سر کو آگے کی طرف جھکایا تاکہ اپنی پیشانی اس کنارے پر رکھ کر اس باکس کو کھول سکے لیکن کنارہ کافی نیچے تھا اور باوجود کوشش کے اس کی گردن اس قدر نہ جھک سکتی تھی کہ اس کی پیشانی یا چہرے کا کوئی حصہ کنارے تک پہنچ سکے اور باکس کی بندش کی وجہ سے اس کے جسم کے آگے پیچھے

ہونے کی سرے سے گنجائش ہی نہ تھی اس لئے وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی لمحے اسے صفدر کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ایک کر کے سب لوگ ہوش میں آتے چلے گئے۔

"یہ ہم کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا تو خاور بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ صفدر نے بے ہوشی سے ہوش میں آنے کے باوجود یورپی لہجے میں ہی بات کی تھی۔

"جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر میں"...... خاور نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ سب کی گردنیں خاور کی طرف مڑ گئیں۔

"خاور تم۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر زخمی ہوا ہے"۔ عمران کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ لیکن اس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے"...... خاور نے کہا۔

"یہ ہمیں اس انداز میں کیوں جکڑا گیا ہے حالانکہ یہ لوگ تو ہمیں فوراً گولیوں سے اڑا دیتے"...... عمران نے کہا۔

"کیونکہ لارڈ بوفمین پاکیشیا سیکرٹ سروس کی زیارت کرنے آرہا ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو ہمیں فوراً ان باکسز سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"باکس کو کھولنے کا طریقہ تو مجھے آتا ہے لیکن میرا قد لمبا ہے اس

لئے یہ مجھ سے نہیں کھل پا رہا۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ۔ جولیا اور صالحہ انہیں کھول سکتی ہیں"...... خاور نے بات کرتے کرتے اچانک ایک خیال کے تحت کہا۔

" کیسے۔ ہمیں بتاؤ جلدی"...... جولیا اور صالحہ دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا تو خاور نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔

" تم دونوں کے قد ہم سے چھوٹے ہیں اس لئے تم اپنی پیشانیاں آسانی سے سامنے کے کنارے پر رکھ سکتی ہو"...... خاور نے آخر میں کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں نے یکلخت اپنے سر جھکائے اور دوسرے لمحے ان دونوں کی پیشانیاں کناروں تک پہنچ گئیں اور پھر کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے باکس کھل کر سائیڈوں میں چلے گئے تو وہ دونوں تیزی سے باکسوں سے باہر آ گئیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کے باکس کی طرف بڑھتیں اچانک چھت سے سرخ روشنی کا دھارا سا نکل کر ان پر پڑا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے باکسوں کی طرف بڑھتی ہوئیں وہ دونوں ریت سے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتی چلی گئیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے منہ سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔ اب وہ واقعی بے بس ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کارپر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح افراد تھے۔

" تم واقعی انتہائی ذہین اور خطرناک لوگ ہو۔ اگر ہم تمہیں سکرین پر چیک نہ کر رہے ہوتے تو تم آزاد ہو چکے ہوتے"...... کارپر

نے کہا جبکہ اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر فرش پر بے حس و حرکت اور بے ہوش پڑی ہوئیں صالحہ اور جولیا کو اٹھا کر دوبارہ انہی باکسوں میں ڈالا اور پھر باکس بند کر دیئے۔

" انہیں بے ہوش ہی رہنا چاہئے جب تک چیف باس نہیں آ جاتا"...... کارپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے واپس چلے گئے۔

" کیا کلیسر تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے خاور"...... اچانک عمران نے فرانسیسی زبان میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ اسے ہم نے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا تھا"۔ خاور نے بھی اسی زبان میں جواب دیا۔

" وہ کس طرح۔ وہ تو انتہائی لڑاکا اور انتہائی تربیت یافتہ تھا۔ کیا اچانک مارا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ تنویر سے اس کی باقاعدہ لڑائی ہوئی اور تنویر نے اسے لڑائی میں شکست دینے کے بعد ہلاک کیا"...... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ ویل ڈن تنویر۔ ویل ڈن۔ یہ واقعی کارنامہ ہے۔ گڈ شو"۔ عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں تنویر کی عدم موجودگی میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ کلیسر کی موت کی وجہ سے ہی لارڈ بوفمین یہاں خود آ رہا ہے۔ اسے شاید جیکارڈ پر اعتماد نہیں ہے اس لئے وہ خود

ہمیں چیک کرنا چاہتا ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

"اب چیکنگ کی ضرورت نہیں رہے گی اسے کیونکہ ہماری آوازیں ٹیپ ہو گئی ہوں گی اور ہماری بات چیت بھی اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ہم کون ہیں۔ بہرحال اب ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچنی ہو گی ورنہ لارڈ بوفمین ہمیں دوسرا سانس ہی نہ لینے دے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کوشش کیجئے۔ شاید آپ کی گردن ربڑ کی بنی ہوئی ہو"...... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری گردن تو اللہ تعالیٰ نے واقعی ربڑ کی بنائی ہے کیونکہ میں نے کئی بار کوشش کی کہ میری گردن اکڑی رہے اور میں بھی بڑا آدمی سمجھا جاؤں لیکن کیا کروں جب بھی میں نے اسے اکڑانے کی کوشش کی وہ اتنی ہی لچک گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کوشش کر دیکھئے"...... صفدر نے پھر فرانسیسی زبان میں کہا۔ چونکہ وہ یورپین زبانیں روانی سے بول سکتے تھے اس لئے وہ سب اس زبان میں ہی بات کر رہے تھے۔

"کوشش کا فائدہ۔ جیسے ہی میں نے گردن جھکائی سرخ روشنی کا دھارا مجھے مزید جھکنے پر مجبور کر دے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی اب وہ پہلے سے بھی زیادہ الرٹ ہوں گے"۔ خاور نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب ہو سکتا ہے کہ اس وقت آپ کو مہلت نہ ملے۔ پھر وہ کافی لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور آپ اکیلے ہوں گے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے جبکہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس بار وہ پاکیشیائی زبان میں بولا تھا۔

"کیپٹن شکیل تم خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو یا پھر تمہیں کوئی ایسا پراسرار علم آگیا ہے کہ تم لاشعور میں موجود خیالات کو بھی کھلی کتاب کی طرح پڑھ لیتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی۔ مہلت ملنے اور اکیلے ہونے کا کیا مطلب۔ ہم یہاں اکیلے تو نہیں ہیں"...... خاور نے کہا۔

"میں نے پلان بنایا تھا کہ لارڈ بوفمین جب یہاں آئے گا تو اس وقت میں باکس کھول لوں گا کیونکہ مجھے یقین ہے لارڈ بوفمین کے ساتھ جیکارڈ اور باقی سب لوگ ہوں گے اور اپنی یہاں موجودگی کی وجہ سے انہیں چیکنگ کی ضرورت نہ ہو گی اور یہ پلان کیپٹن شکیل نے جان لیا ہے اس لئے اس نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ باکس کھول کر اور باہر نکل کر ان سے لڑنے کی مہلت نہ ملے اور وہ ہم پر فائر کھول دیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ ظاہر ہے میں اکیلا باکس سے

رہا ہوں گا۔ آپ لوگ تو اسی طرح قید ہوں گے۔ ایسی صورت میں
تو ظاہر ہے کہ مجھے اکیلا ہی سب کے ساتھ لڑنا پڑے گا"...... عمران
نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور خاور سمیت سب کے چہروں پر بے
اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ تو واقعی ذہن پڑھنے والی بات ہے اور پھر ذہن بھی عمران
صاحب کا۔ ویری گڈ"...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور سپرنگ نما
بالوں والا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کارپر اور اس کے پیچھے دو
مشین گنوں سے مسلح افراد اندر آگئے۔

"میرا نام جیکارڈ ہے اور میں یہ بتا دوں کہ مجھے فرانسیسی زبان
آتی ہے اس لئے تم نے آپس میں جو باتیں کی ہیں وہ مجھے معلوم ہو گئی
ہیں اور یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ باس کلیسر کو ہلاک کرنے و
ایک یہ آدمی ہے اور دوسرا وہ جو ہسپتال میں پڑا ہے۔ ان دونوں کی
موت اب انتہائی عبرتناک ہو گی"...... جیکارڈ نے کہا۔

"اور ہماری موت کے بارے میں تمہارا کیا تبصرہ ہو گا۔ شاندار
ہو گی یا شرمناک"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام عمران ہے اس لئے تمہاری موت واقعی شرمناک ہو
گی اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تمہیں گردنیں جھکانے کی ضرورت نہیں
رہی کیونکہ باکس کے سسٹم کو ہم نے جام کر دیا ہے اس لئے میری
طرف سے اجازت ہے بے شک گردن جھکا کر چیک کر لو"۔ جیکا

نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہم مسلمان ہیں جیکارڈ اور مسلمان کی گردنیں صرف اللہ تعالیٰ
کے سامنے جھکتی ہیں انسانوں کے سامنے نہیں۔ باقی رہی موت اور
زندگی تو موت اور زندگی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے
تمہارے سامنے ہماری گردنیں نہیں جھک سکتیں"...... عمران نے
بڑے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہاری مرضی۔ میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ تمہاری غلط فہمی
دور ہو جاتی۔ بہرحال لارڈ صاحب ابھی پہنچنے ہی والے ہیں اس کے بعد
تمہاری موت یقینی ہو جائے گی اور اگر تمہارے خیال میں تمہاری
موت نہیں آئی تو ابھی تھوڑی دیر بعد ہی یہ تجربہ ہو جائے گا"۔ جیکارڈ
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے پیچھے کارپر بھی مڑ
گیا اور سب سے آخر میں دونوں مسلح آدمی بھی ہال سے باہر چلے گئے
اور ہال کا دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

"اب کچھ کرنا پڑے گا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا ابھی کچھ کرنا ہے یا لارڈ بوفمین کی آمد کا انتظار
کرنا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے پاکیشیائی زبان میں کہا تو
سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی ترکیب آگئی ہے"...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ خود اسے ابھی تک سمجھ نہ آئی تھی کہ
وہ ان باکسوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

"ہاں۔ بڑی آسان سی ترکیب ہے لیکن میں بتا نہیں سکتا کیونکہ لازماً ہماری آواز چیک ہو رہی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ پاکیشیائی زبان بھی جانتے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"لیکن اگر تم نے یہ باکس کھولا تو ریڈ ریز سے تمہیں بھی صالحہ اور جولیا کی طرح بے ہوش کر دیں گے اس لئے فی الحال خاموش رہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ لارڈ بو فمین جب آئے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس بار مسلح آدمی بھی یہاں اس کے ساتھ آجائیں۔ ایسی صورت میں اکیلا کیپٹن شکیل کچھ نہ کر سکے گا اس لئے ہمیں بہرحال رسک لینا پڑے گا"...... اس بار صدیقی نے کہا۔

"لیکن ان ریڈ ریز کا دھارا سب کئے کرائے پر پانی پھیر دے گا۔ پھر"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر آسان ترکیب ہے تو پاکیشیا کی کسی علاقائی زبان میں بتاؤ کیپٹن شکیل۔ لازماً یہ لوگ اس زبان کو نہ جانتے ہوں گے اس طرح ہم سب آزاد ہو سکیں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم ابھی آزاد ہوں۔ ہم اس وقت بھی آزاد ہو سکتے ہیں جب لارڈ بو فمین یہاں موجود ہو اور سب مل کر بہرحال یہاں موجود افراد پر آسانی سے قابو پا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر یہ سسٹم غیر برقی

ریز کی مدد سے جام کیا جا سکتا ہے تو پھر اسے ریز کی مدد سے آپریٹ بھی کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مقامی زبان میں کہا۔

"لیکن وہ ریز کہاں سے آن ہوں گی جو انہیں آپریٹ کریں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو تو معلوم ہے کہ ذہن کی قوت سے کاغذ کی پھرکی کو گھمایا جا سکتا ہے اور آپ تو بہرحال اس فن میں ماہر ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں تمہاری بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ اوہ۔ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی نظریں باکس کے سامنے والے حصے پر ٹکا دیں۔ چند لمحوں تک ہال میں گہرا سکوت طاری رہا۔ پھر اچانک ہلکے سے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے باکس کی سائیڈ میں موجود درز سی نمودار ہو گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا باکس کھل چکا تھا۔ اب اسے صرف معمولی سی حرکت سے کھولا جا سکتا تھا۔

"ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ تم واقعی حیرت انگیز حد تک ذہین ہو"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ سامنے کی بات تھی۔ نجانے عمران صاحب کے ذہن میں کیوں نہیں آئی تھی"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر سائیڈ پر موجود صفدر کے

باکس کے سامنے والے حصے پر نظریں جما دیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اب صفدر کا باکس بھی کھل چکا تھا لیکن صفدر چونکا نہیں تھا کیونکہ ظاہر ہے سکرین پر انہیں چیک کیا جا رہا تھا اس لئے اس نے باکس کھولنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

"تم لوگ آپس میں باتیں کرتے رہو تاکہ سکرین پر ہمیں چیک کرنے والے کھٹاک کی آواز بھی نہ سن سکیں اور انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ہم کیا کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو سب نے آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیں جبکہ عمران نے باری باری ان کے باکس نظروں کی طاقت سے کھولنے شروع کر دیئے۔ صالحہ اور جولیا کے باکس سب سے آخر میں تھے لیکن عمران نے انہیں نہ کھولا تھا کیونکہ صالحہ اور جولیا دونوں بے ہوش تھیں اس لئے باکس کھلتے ہی ان کے جسموں کے وزن کی وجہ سے ان کے دروازے کھل جاتے اور اس طرح سارا راز سکرین پر منکشف ہو جاتا اور انہیں ریڈ ریز کی مدد سے بے ہوش کر کے باکس دوبارہ جام کر دیئے جاتے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیتے۔

"آپ کو خصوصی محنت کرنا پڑی ہے عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے دماغ کی چولیں ہل کر رہ گئی ہیں"...... عمران نے جو آنکھیں بند کئے ہوئے تھا آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں

کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"بشرطیکہ چولیں پہلے فٹ ہوں"...... صدیقی نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور جیکارڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کارپر تھا اور اس کے پیچھے پہلے کی طرح دو مسلح محافظ تھے۔

"تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے"...... جیکارڈ نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن عزرائیل جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ تو تمہارے ساتھ نہیں آیا۔ میرا مطلب ہے لارڈ بوفمین"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے تمہاری باتوں کی ٹیپ سن لی ہے اور انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ تم ہی اصل آدمی ہو اس لئے انہوں نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا ہے اور پھر تمہاری لاشیں پریذیڈنٹ ہاؤس بھجوا دی جائیں گی جہاں سے صدر صاحب اور چیف باس دونوں تمہاری لاشوں پر تھوکیں گے"...... جیکارڈ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا اسرائیل کا صدر اور تمہارا چیف باس یہودی نہیں ہیں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اچانک یہ خیال آیا ہو۔

"کیا مطلب"...... جیکارڈ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہودی لینا جانتے ہیں دینا نہیں جانتے اور تھوک بہرحال ان کے منہ سے نکلے گی۔ یہ بھی دینے میں ہی شامل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت"...... جیکارڈ نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مڑ کر اپنے مسلح ساتھی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس سے مشین گن لینا چاہتا تھا کہ اچانک عمران نے باکس کا دروازہ کھولا۔

"باس یہ"...... کارپر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان سے جا ٹکرایا اور وہ سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے ہی تھے کہ عمران ان سے ٹکرا کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہاتھ میں جیکارڈ کے ایک ساتھی کی مشین گن پکڑی ہوئی تھی اور جیکارڈ اور اس کے ساتھی جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے گولیوں کی باڑ میں دوبارہ نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے تو عمران بجلی کی سی تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ اس کے ساتھیوں نے تیزی سے اپنے اپنے باکس کھولے اور باہر نکل آئے لیکن ابھی عمران دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ یکلخت چھت سے سرخ روشنی کے دھارے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ ایک لمحے

کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا صرف جسم مفلوج ہو گیا ہو لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن تیزی سے تاریک دلدل میں دھنستا چلا گیا۔

کراؤن جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر میں سپیشل روم کی مشینری کا آپریٹر تھا۔ اس وقت وہ سپیشل روم سے ملحقہ آپریٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر مستطیل شکل کی ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس پر ایک بڑی سی سکرین بھی روشن تھی اور اس سکرین پر سپیشل ہال کا منظر واضح تھا۔ سپیشل ہال میں فولادی باکسوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ قید تھے اور چونکہ اس ٹیم کی دو عورتوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنے باکس کھول لئے تھے اس لئے اب وہ پوری طرح محتاط تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کارپر جو کہ باس جیکارڈ کا نمبر ٹو تھا اندر داخل ہوا۔

"سب او کے ہے ناں کراؤن"...... کارپر نے کراؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ میں پوری طرح محتاط ہوں"...... کراؤن نے بیٹھے

بیٹھے جواب دیا۔

"چیف باس لارڈ بوفمین اب نہیں آ رہے اس لئے باس جیکارڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے ان کو ہلاک کر دے گا۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ اندرونی صورت حال مجھے معلوم ہو سکے"۔ کارپر نے کہا۔

"آپ خود سکرین دیکھ رہے ہیں باس۔ وہ سب باکسز میں بند ہیں اور اب تو باکسز اوپننگ سسٹم بھی جام کر دیا گیا ہے۔ اب تو وہ کسی صورت بھی باکسز نہیں کھول سکتے"...... کراؤن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"او کے"...... کارپر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر کارپر، جیکارڈ اور دو مسلح آدمی سپیشل ہال میں داخل ہوتے دکھائی دیئے تو کراؤن سیدھا ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ اب وہ ان کی موت کا تماشہ دیکھنا چاہتا تھا۔ باس جیکارڈ ان لوگوں سے باتوں میں مصروف تھا کہ اچانک کراؤن کو باتھ روم کی حاجت محسوس ہوئی۔ وہ فوراً اٹھا اور ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ایک بیماری کی وجہ سے وہ باتھ روم کی حاجت کو روکنے پر قادر نہ تھا۔ ویسے بھی اب سپیشل ہال کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا البتہ اسے یہ افسوس تھا کہ عین وقت پر باتھ روم کی حاجت کی وجہ سے وہ ان کی موت کا تماشہ نہ دیکھ سکے گا لیکن وہ چونکہ مجبور تھا اس لئے تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم سے فارغ ہو کر وہ باہر آیا اور پھر ابھی وہ

کرسی پر بیٹھنے ہی نہ پایا تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے ایک قیدی کو باکس کو کھول کر کسی پرندے کی طرح اڑ کر باس جیکارڈ پر اور ان کے پیچھے موجود مسلح افراد سے ٹکراتے دیکھا اور وہ سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر گئے۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو"...... کراؤن نے تیزی سے کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن جلدی اور بوکھلاہٹ کی وجہ سے وہ کرسی سے الجھ کر کرسی سمیت دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کے ساتھ ہی اسے مشین گن کی فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ پہلے سے زیادہ بوکھلاہٹ کے عالم میں اٹھا اور اس نے جب سکرین پر دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے کرسی اٹھانے اور سیدھی کرنے کا ہوش ہی نہ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیکارڈ کارپر اور مسلح محافظ سپیشل ہال کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے جبکہ وہ آدمی جو باکس سے نکلا تھا اندر والی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ اس کے باقی ساتھی سوائے ان دو عورتوں کے اپنے اپنے باکس کھول کر باہر نکل رہے تھے اور کراؤن کے ذہن میں دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اسی لمحے اس نے اس مشین گن بردار کو تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا تو جیسے اسے ہوش آ گیا ہو۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی ہال کی چھت سے سرخ روشنی کے دھارے نکل کر پورے ہال میں پھیلتے ہوئے ان

لوگوں پر پڑے اور وہ سب اس طرح فرش پر گر گئے جیسے جراثیم کش دوا کے چھڑکاؤ سے حشرات الارض گرتے ہیں۔ کراؤن نے بٹن سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اب جیکارڈ کارپر اور دونوں مسلح محافظ بھی ساکت پڑے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ قیدی بھی جو باکسز سے باہر نکل آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ باکسز تو جام تھے۔ یہ کیسے کھل گئے۔ اوہ۔ اسے تو میری کوتاہی اور نااہلی سمجھا جائے گا۔ اب کیا کیا جائے۔ میرا تو کورٹ مارشل ہو جائے گا"...... کراؤن نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے مارٹن سے مشورہ کرنا چاہئے۔ وہ میرا دوست ہے اور وہ سیکورٹی چیف بھی ہے"...... کراؤن نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کراؤن نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"کراؤن بول رہا ہوں"...... کراؤن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں کراؤن۔ چیف باس کا فون آیا ہے۔ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان قیدیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں۔ تم بتاؤ تاکہ میں چیف باس کو اطلاع کر دوں"...... دوسری طرف سے مارٹن نے کہا۔

" اوہ نہیں مارٹن۔ یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ ہو گیا ہے۔ باس جیکارڈ، کارپر اور دو مسلح محافظ ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے ان قیدیوں کو جو آئرن باکسز سے نکل آئے تھے ریڈ ریز کی مدد سے بے ہوش کیا ہے۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی۔ میں نے آئرن باکسز کا سسٹم جام کر دیا تھا لیکن نجانے انہوں نے انہیں کیسے کھول لیا۔ فار گاڈ سیک میری مدد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ آئرن باکسز کے اس طرح کھلنے پر میرا ہی کورٹ مارشل کر دیا جائے اور ویسے بھی باس جیکارڈ کے بعد اب تم باس بن گئے ہو"...... کراؤن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ ویری سیڈ۔ یہ تو بہت غلط ہو گیا۔ اب اگر میں نے چیف باس کو بتا دیا تو چیف باس نے ہم سب کے خلاف ایکشن لے لینا ہے"...... مارٹن بھی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

" کچھ کرو مارٹن۔ فار گاڈ سیک کچھ کرو۔ یہ تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں تو ہلاک کر دیا جائے گا لیکن باس جیکارڈ اور کارپر کی موت کو کس طرح ایڈجسٹ کیا جائے۔ یہی اصل مسئلہ ہے"۔ کراؤن نے کہا۔

" اوکے میں چیف باس کو کہہ دیتا ہوں کہ ابھی باس جیکارڈ ان سے معلومات حاصل کر رہا ہے۔ پھر میں وہاں آجاتا ہوں پھر کچھ سوچ کر دوبارہ فون کر کے کہہ دیں گے"...... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کراؤن نے بھی بے اختیار ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے کرسی سیدھی کی اور اس پر بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لمبا تڑنگا مارٹن اندر داخل ہوا تو کراؤن بے اختیار اچھل پڑا۔

" آؤ دیکھو۔ مارٹن دیکھو۔ یہ کیا ہو گیا ہے"...... کراؤن نے کہا تو مارٹن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سکرین کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

" یہ باکسز کھل کیسے گئے تھے۔ دو تو ابھی تک جام ہیں جن میں دو عورتیں موجود ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

" پتہ نہیں۔ پہلے ان دونوں عورتوں نے باکسز کھول لئے تھے۔ میں نے انہیں بے ہوش کیا تو کارپر نے انہیں دوبارہ باکسز میں ڈال دیا اور مجھے حکم دیا کہ سارے باکسز جام کر دیئے جائیں۔ میں نے جام کر دیئے لیکن پھر اچانک باکسز کھل گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے باس جیکارڈ، کارپر اور دو مسلح افراد کو ہلاک کر دیا۔ بڑی مشکل سے میں نے انہیں بے ہوش کیا ہے"...... کراؤن نے کہا۔

" لیکن باکسز کھل گئے۔ یہ لوگ باہر آئے اور پھر چار افراد کو ہلاک کرنے تک تمہیں کافی وقفہ ملا ہو گا۔ تم انہیں ایک بٹن دبا کر بے ہوش کر سکتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا"...... مارٹن نے کہا۔

" مارٹن تم میرے دوست ہو۔ تم جانتے ہو کہ جب مجھے باتھ روم

کی حاجت ہوتی ہے تو میں رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں باتھ روم میں چلا گیا تھا۔ چونکہ باکسز جام تھے اور باس جیکارڈ، کارپر اور دو مسلح افراد اندر موجود تھے اس لئے میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں جب واپس آیا تو یہ لوگ باس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر چکے تھے "...... کراؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری بیڈ۔ تمہاری ذرا سی غفلت سے باس جیکارڈ، کارپر اور اس کے ساتھی ہلاک ہوگئے۔ اب تمہیں کورٹ مارشل سے کوئی نہیں بچا سکے گا"...... مارٹن نے کہا تو کراؤن کا رنگ زرد پڑ گیا۔

" میرے دوست۔ فار گاڈ سیک مجھے بچا لو۔ پلیز"...... کراؤن نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

" میری ایک شرط ہے"...... مارٹن نے کہا۔

" مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے"...... کراؤن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں مجھے ہیڈ کوارٹر کا چیف بنانے میں میری مدد کرنا ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا یہاں کافی بڑا گروپ ہے اگر یہ گروپ مخالفت نہ کرے تو میں آسانی سے یہاں کا چیف بن جاؤں گا۔ میرا بھی وعدہ کہ میں یہاں کا باس بنتے ہی تمہیں اپنا نمبر ٹو بنا دوں گا"۔ مارٹن نے کہا۔

" مجھے منظور ہے۔ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ تم بے

فکر رہو تمہاری کوئی مخالفت نہیں کرے گا"...... کراؤن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ پھر انہیں ہلاک کر دیں۔ پھر جا کر میں چیف باس کو ساری صورت حال اس انداز میں بتاؤں گا کہ تمہاری غلطی سامنے نہیں آئے گی"...... مارٹن نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ چیف باس خود یہاں آ کر حالات کا جائزہ لیں کیونکہ باس جیکارڈ کی موت ان کے لئے خاصا بڑا دھچکا ہو گی اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں دوبارہ باکسز میں بند کر دیتے ہیں اور پھر تم چیف باس کو ساری صورت حال بتا دو۔ پھر چیف باس جیسے کہے ویسے کر لینا"...... کراؤن نے کہا۔

" لیکن تمہاری یہ باتھ روم جانے والی بات سامنے لانی پڑے گی۔ پھر کیا کرو گے"...... مارٹن نے کہا۔

" یہ بات تم نہ بتانا۔ میں خود ہی کوئی آپریشنل خرابی کی بات کر دوں گا"...... کراؤن نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ اس طرح بات واقعی بن جائے گی۔ اس تکنیکی خرابی کی وجہ سے باکسز بھی کھل گئے"...... مارٹن نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ ورنہ تو مجھے فوراً موت کی سزا سنا دی جائے گی۔ میں صرف سکرین آف ہونے کی بات کروں گا"...... کراؤن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہو گا کہ تم خود چیف باس کو مطمئن کرو۔ بہرحال اچھی بات یہ ہے کہ یہ لوگ فرار نہیں ہو سکے۔

آؤ پہلے انہیں باکسز میں بند کر دیں"...... مارٹن نے کہا اور کراؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھر ہال میں داخل ہو کر ان دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے واپس باکسز میں ایڈجسٹ کیا اور پھر باکسز بند کر دیئے۔

"آؤ اب میرے ساتھ چلو تاکہ چیف باس اگر تم سے تفصیل معلوم کرنا چاہے تو تم انہیں بتا سکو"...... مارٹن نے کہا اور کراؤن نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

جولیا کی آنکھیں یکلخت کھلیں تو وہ بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ اوہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لوگ کیسے ہلاک ہو گئے ہیں"۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں سامنے پڑی ہوئی جیکارڈ، کارپر اور دو مسلح محافظوں کی لاشیں دیکھتے ہوئے کہا جبکہ اس کے ساتھی اسی طرح باکسز میں بند بے ہوش تھے۔ اسی لمحے صالحہ کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو جولیا نے چونک کر صالحہ کی طرف دیکھا۔ صالحہ بھی ہوش میں آ رہی تھی جبکہ عمران اور اس کے ساتھی بدستور بے ہوش تھے۔

"یہ سب کیا ہے"...... صالحہ نے بھی ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود بھی تم سے چند لمحے پہلے ہوش میں آئی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب کیا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ ہمارے ساتھی تو باکسز

میں بند ہیں اور بے ہوش ہیں۔ پھر انہیں کس نے ہلاک کیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ شاید یہاں بغاوت ہو گئی ہے اس لئے اب ہمیں پہلے باکسز سے باہر نکلنا چاہیئے"...... صالحہ نے کہا۔

"لیکن یہ چھت سے نکلنے والی سرخ روشنی کا کیا کریں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ آخر کوشش تو ضروری ہے"۔ صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باکس کے سامنے والے حصے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر اسے دبایا لیکن باکس نہ کھلا۔ ادھر جولیا نے بھی یہی کوشش کی۔ چونکہ وہ پہلے اس انداز میں باکسز کھول چکی تھیں اس لئے جب اسی انداز میں دوبارہ کوشش کے باوجود باکسز نہ کھلے تو ان کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ اس بار باکسز کیوں نہیں کھل رہے"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ سسٹم کو جام کر دیا گیا ہے ورنہ یہ لازماً کھل جاتے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے"...... صالحہ نے کہا۔

"اس بار ان باکسز نے تو ساری ٹیم ہی بری طرح بے بس کر دی ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر ہماری آوازیں ان تک پہنچ رہی ہیں تو کیوں نہ ہم انہیں کسی طرح یہاں بلا لیں"...... صالحہ نے کہا۔

"کس طرح"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کوئی بھی بہانہ کیا جا سکتا ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ہم ان کے دشمن ہیں دوست نہیں کہ وہ ہماری مدد کے لئے آجائیں گے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا"...... جولیا نے کہا اور صالحہ خاموش رہی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ۔ ویری گڈ"...... اچانک صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کا باکس کھل گیا تو جولیا بے اختیار ذہنی طور پر اچھل پڑی کیونکہ جسمانی طور پر تو اچھلنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔

"یہ۔ یہ تم نے کیسے کھول لیا۔ کیا ہوا"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جولیا تمہارے بازو حرکت کر سکتے ہیں کیونکہ باکس ہمارے جسموں سے بہرحال زیادہ کھلے ہیں۔ سامنے کے رخ ایک تار کنارے کے ساتھ ساتھ جا رہی ہے میری انگلی اچانک اس سے ٹکرا گئی تھی۔ میں نے اس تار کو کھینچا تو یہ کھل گیا۔ تم بھی کوشش کرو۔ یہ اب شاید اندر سے ہی کھل سکتا ہو۔ باہر سے نہیں"...... صالحہ نے باہر آ کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تار ہے"...... جولیا نے اچانک کہا اور پھر چند

لمحوں بعد اس کا باکس بھی کھٹاک سے کھل گیا اور جولیا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور وہ باکس کھول کر باہر آ گئی۔

" اب انہیں کیسے کھولیں۔ یہ تو بے ہوش ہیں۔ یہ کیسے اندر سے کھولیں گے "...... جولیا نے عمران اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" مردوں کے جسموں کے لحاظ سے یہ باکسز خاصے تنگ ہیں جولیا اس لئے اگر یہ ہوش میں بھی ہوں تب بھی یہ اندر سے انہیں نہیں کھول سکتے۔ ہمیں ان کے آپریٹنگ روم میں جانا ہو گا "...... صالحہ نے کہا۔

" اوہ۔ ابھی تک تو وہ ریڈ ریز فائر نہیں ہوئیں۔ آؤ جلدی کرو۔ یہ مشین گن اٹھا لو میں دوسری مشین گن لے لیتی ہوں "۔ جولیا نے کہا اور صالحہ بھی ریڈ ریز کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی اور پھر ان دونوں نے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اور مشین پسٹل اٹھائے لیکن ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھیں کہ انہیں دروازے کی دوسری طرف سے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آنے والے کئی افراد تھے۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑی ہو گئیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور یکے بعد دیگرے چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ چونکہ وہ دونوں دروازے کے دونوں پٹوں کے پیچھے آ گئی تھیں اس لئے اندر آنے والے انہیں نہ دیکھ سکے تھے۔

" ارے یہ کیا ہوا۔ یہ عورتیں کہاں گئیں "...... ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" ہم یہاں ہیں "...... اچانک جولیا نے دروازے کو دھکیل کر بند کرتے ہوئے کہا تو چاروں بجلی کی سی تیزی سے مڑے ہی تھے کہ جولیا کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور ہال کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں ہی اچھل کر نیچے گرے تھے۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ دو خالی ہاتھ تھے۔ صالحہ کو مشین گن چلانے کی مہلت ہی نہ ملی تھی اس لئے وہ خاموش کھڑی رہی تھی۔ وہ چاروں چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ جولیا نے گولیاں ان کے سینوں پر فائر کی تھیں اس لئے وہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے تھے۔

" ان میں سے ایک کو زندہ رہنا چاہئے تھا تاکہ اس سے معلومات حاصل کر لی جاتیں "...... صالحہ نے کہا۔

" نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپریٹنگ روم میں ہمیں چیک کیا جا رہا ہو۔ آؤ چلیں۔ ہمیں پہلے اس آپریٹنگ روم پر قبضہ کرنا ہو گا "۔ جولیا نے کہا اور مڑ کر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ جولیا نے اسے دھکیل کر چیک کیا۔

" اوہ۔ یہی آپریٹنگ روم ہے۔ لیکن یہ تو خالی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو میں چیک کرتی ہوں "...... جولیا نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ

تیزی سے اندر داخل ہو گئی۔ میز پر موجود مشین کی سکرین پر اس ہال
کا منظر ابھی تک نظر آ رہا تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی تھے۔
جولیا نے ملحقہ باتھ روم کو بھی چیک کیا لیکن وہاں بھی کوئی آدمی نہ تھا
تو وہ تیزی سے مشین کی طرف لپکی اور پھر اس نے مشین کا پلگ ہی
ساکٹ سے نکال دیا کیونکہ مشین خاصی پیچیدہ تھی اور ویسے بھی اس
کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مشین کو سمجھنے کی کوشش کرتی
اس لئے اس نے بجلی کی سپلائی بند کر کے اسے مکمل طور پر آف کر دیا
تھا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گئی۔

" مشین تو میں نے آف کر دی ہے اس لئے چلو پہلے ساتھیوں کو
ہوش میں لے آئیں کیونکہ یہ خاصا وسیع و عریض ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر
ہم الجھ گئیں تو شاید ہماری واپسی نہ ہو سکے"...... جولیا نے کہا اور
صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں دوڑتی ہوئیں واپس
اس ہال میں آ گئیں۔

" تم باہر رکو۔ میں باکسز کھولنے کی کوشش کرتی ہوں"۔ جولیا
نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے سب سے پہلے عمران کے
باکس کے آگے والے حصے کو پریس کیا تو کھٹاک کی آواز سے باکس
کھل گیا اور جولیا خوشی سے اچھل پڑی۔

" لیکن انہیں ہوش کیسے آئے گا"...... صالحہ نے کہا۔ وہ باکس
کھلنے پر تیزی سے قریب آ گئی تھی تاکہ بے ہوش عمران کو جولیا کے
ساتھ مل کر سنبھال کر باکس سے باہر نکال سکے اور پھر انہوں نے

عمران کو باہر نکال کر فرش پر لٹا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا نے
عمران کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ لیکن جب کچھ دیر
تک ایسا کرنے کے باوجود عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات
نمودار نہ ہوئے تو جولیا نے ہاتھ ہٹا لئے لیکن اس کے چہرے پر
تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کوئی نوکدار چیز ڈھونڈو۔ اب اس کی گردن کے عقب میں
کٹ لگانا ہو گا تاکہ خون نکلنے سے اعصاب کو تحریک مل سکے"۔ جولیا
نے کہا۔

" نوکدار چیز تو نہیں ہے یہاں"...... صالحہ نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر ایک لاش کی تلاشی لینا شروع کر
دی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کسی کی جیب میں کوئی خنجر وغیرہ موجود
ہو۔

" ارے ارے عمران کو ہوش آ رہا ہے۔ ویری گڈ"...... اچانک
جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صالحہ تیزی سے سیدھی ہو گئی
اور پھر اس کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" واہ۔ ایک نہیں دو دو۔ واہ"...... عمران نے آنکھیں کھولتے ہی
کہا۔

" جلدی کرو ہم انتہائی نازک حالات میں ہیں۔ جلدی کرو۔ جلدی
اٹھو"...... جولیا نے جھک کر عمران کو باقاعدہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تم۔ جولیا اور صالحہ۔ میں سمجھا تھا کہ میں جنت میں پہنچ گیا

"ہوں"....... عمران نے تیزی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب صورت حال بڑی دھماکہ خیز ہے"....... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ دو دھماکے اکٹھے ہو جائیں تو ایسا ہی ہو گا۔ لیکن یہ سب کیا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ یہ چار نئی لاشیں وجود میں آچکی ہیں"....... عمران نے ان لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جنہیں جولیا نے فائرنگ کر کے ختم کیا تھا اور جولیا نے جلدی سے اسے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک کے سارے واقعات بتا دیئے۔

"اوہ۔ مشین آف ہونے کی وجہ سے جام کرنے والا سسٹم بھی آف ہو گیا۔ چلو ساتھیوں کو نکالیں۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور پھر ان تینوں نے مل کر چند ہی لمحوں بعد باقی باکسز کھول کر اپنے ساتھیوں کو باہر نکالا اور پھر انہوں نے ان کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اس طرح ہوش میں نہ آیا۔

"تم تو ہوش میں آگئے لیکن یہ ہوش میں نہیں آ رہے"....... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی آجائیں گے۔ ریڈ ریز کی وجہ سے بے ہوش ہیں جس کی

وجہ سے یہ فوراً ہوش میں نہیں آ رہے لیکن لامحالہ ان کے ذہن پر سانس بند ہونے کی وجہ سے دباؤ پڑ گیا ہو گا اور رد عمل کا آغاز ہو چکا ہو گا"....... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ عمران کی بات وہ سمجھ گئی تھی کہ پہلے ہوش میں نہ آنے کی باوجود عمران کو ازخود ہوش کیسے آگیا تھا۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر جھک کر صفدر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور اس بار اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو جولیا اور صالحہ بھی آگے بڑھیں اور پھر انہوں نے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی کارروائی دوبارہ کرنی شروع کر دی۔ عمران بھی آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آگئے۔

"آؤ اب اس ہیڈ کوارٹر پر ہم نے قبضہ بھی کرنا ہے اور اس کے اسی اسلحہ خانے میں کوئی بم بھی نصب کرنا ہے۔ آؤ"....... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تنویر ہسپتال میں بیڈ پر سیدھا لیٹا ہوا تھا۔ اس کے جسم کو بیڈ کے ساتھ کلپ کر دیا گیا تھا اس لئے تنویر صرف سر اور گردن کو حرکت دے سکتا تھا۔ اس نے ہوش میں آنے کے بعد وہاں موجود نرس سے اپنے اور خاور کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن نرس کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے باہر چلی گئی تھی اس لئے تنویر پڑا اب سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا اور اس ہسپتال کا تعلق کس سے ہے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کس طرح ہٹ ہو گیا تھا اور اسے ہوش اس ہسپتال میں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور تنویر نے گردن موڑی تو ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی جو اسے بغیر کوئی جواب دیئے باہر چلی گئی تھی۔

" تمہیں ہوش آگیا۔ ویری گڈ۔ تمہارے اندر واقعی بے پناہ قوت مدافعت ہے ورنہ جس طرح تمہیں گولیاں لگی تھیں اور جس حالت

میں تم یہاں لائے گئے تھے تو مجھے تمہارے بچ جانے کی ایک فیصد بھی امید نہ تھی لیکن پھر شاید تمہاری قوت مدافعت نے کام دکھایا اور تم حیرت انگیز طور پر خطرے سے باہر آگئے اور اب بھی میرا خیال تھا کہ تمہیں ہوش کافی دیر بعد آئے گا لیکن تمہیں ہوش آگیا"۔ ڈاکٹر نے جھک کر اسے چیک کرنے کے ساتھ ساتھ بولتے ہوئے کہا۔

" مجھے یہاں کون لایا تھا"...... تنویر نے پوچھا۔

" تمہارا ساتھی۔ وہ تمہیں فوجی جیپ میں لے آیا تھا"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

" اب وہ کہاں ہے اور یہ ہسپتال کس کا ہے"...... تنویر نے کہا تو ڈاکٹر نے ایک طویل سانس لیا۔

" تمہارے ساتھی کو جیوش چینل والے گرفتار کر کے لے گئے ہیں اور تم بھی حراست میں ہو۔ باہر جیوش چینل کے دو آدمی موجود ہیں اور اس ہسپتال کا تعلق بھی جیوش چینل سے ہے"...... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ہسپتال کہاں ہے۔ کیا گوام پہاڑی کے قریب ہے"۔ تنویر نے کہا۔

" ہاں۔ گوام پہاڑی کو یہی سڑک جاتی ہے۔ اس کے مخالف سمت میں اس ہسپتال کو سڑک نکلتی ہے۔ یہ ہسپتال ایئر فورس اپریشنل سپاٹ کی ایمرجنسی کے لئے یہاں بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علاقے کے دوسرے مریضوں کی بھی ٹریٹمنٹ کی جاتی ہے۔

چونکہ تم دونوں فوجی جیپ میں آئے تھے اور غیر ملکی تھے اس لئے جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی اور پھر وہاں سے لوگ آئے اور تمہارے ساتھی کو لے گئے"...... ڈاکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"ایک منٹ ڈاکٹر"...... تنویر نے کہا تو ڈاکٹر مڑ آیا۔

"کیا ہے۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... ڈاکٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ بتادیں کہ میرے جسم کو آپ نے بیڈ کے ساتھ کیوں کلپ کیا ہوا ہے۔ کیا ایسا زخموں کی وجہ سے ہے یا آپ کا خیال ہے کہ میں اس حالت میں بھی فرار ہو سکتا ہوں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں کھول دیتا ہوں۔ چونکہ تم بے ہوش تھے اس لئے ایسا کیا گیا تھا تاکہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہاں سے فرار ہونے کی بات تو سوچنا ہی غلط ہے کیونکہ اس حالت میں تم فرار کیسے ہو سکتے ہو"...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے اس کے کلپ کھول دیئے۔

"شکریہ ڈاکٹر"...... تنویر نے کہا اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ نرس خاموشی سے اس کے پیچھے باہر چلی گئی تھی۔ دروازہ جیسے ہی بند ہوا تنویر نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ بہرحال اس نے یہاں سے فرار ہونے کا فیصلہ کر

لیا تھا۔ گو اسے اٹھنے میں تکلیف تو کافی ہوئی لیکن بہرحال وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ اپنی تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

"اوہ۔ تم اٹھ کر بیٹھ سکتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب تمہیں لے جایا جا سکتا ہے"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"کہاں"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر اور کہاں۔ ولسن جا کر کار کا انتظام کرو اور کلپ ہتھکڑی بھی لے آؤ"...... اس آدمی نے کہا تو دوسرا آدمی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"میرا ساتھی کہاں ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"اسے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا اور یقیناً اب تک وہ ہلاک ہو چکا ہو گا"...... اس آدمی نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم صرف اندازے سے بات کر رہے ہو یا تمہیں حتمی طور پر معلوم ہے"...... تنویر نے کہا۔

"میں تو اس وقت سے یہاں ہوں۔ ویسے اندازہ ہی ہے کیونکہ باس کسی کو زیادہ دیر زندہ رکھنے کا قائل ہی نہیں ہے"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات تھی تو پھر مجھے بھی یہاں گولی ماری جا سکتی تھی"۔

تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس نے تم سے پوچھ گچھ کرنا ہو گی"...... اس آدمی نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ولسن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی سٹریچر اٹھائے ہوئے تھے۔ ولسن نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کلپ ہتھکڑی بھی اس آدمی کی طرف بڑھا دی۔

" سٹریچر کی ضرورت نہیں ہے میں چل سکتا ہوں"...... تنویر نے نیچے اترنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں کے لئے وہ لڑکھڑایا پھر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا۔

" حیرت انگیز۔ تم واقعی حیرت انگیز ہو"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں مسٹر"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام راجر ہے"...... اس آدمی نے کہا تو تنویر نے قدم بڑھائے اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" ولسن قانون کے مطابق اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دو"۔ راجر نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر رک گیا۔ اس نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت کی طرف کر دیئے اور ولسن نے اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی پہنا دی۔ تنویر یہ سب کچھ جان بوجھ کر کر رہا تھا کیونکہ اس نے بہر حال یہاں سے فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس کے نقطہ نظر سے یہ لوگ اس کام میں اس کی مدد کر رہے

تھے۔ جہاں تک کلپ ہتھکڑی کا تعلق تھا ظاہر ہے اسے اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ آسانی سے اسے کھول سکتا تھا۔ باہر لے آکر اسے کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا۔ پھر اس کی دائیں طرف راجر بیٹھ گیا تھا جبکہ ولسن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی اور کار حرکت میں آ گئی۔

" ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

" خاموش بیٹھو"...... راجر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار ہسپتال سے نکل کر پہلے مین روڈ پر پہنچی اور پھر تیزی سے مڑ کر شہر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تنویر اب خاموش بیٹھا دل ہی دل میں ان کے خاتمے اور کار پر قبضہ کرنے کا پلان بنا رہا تھا لیکن پھر اسے اچانک خاور کا خیال آ گیا۔ اگر وہ جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر میں تھا تو پھر اسے بھی ہیڈ کوارٹر جانا چاہئے تاکہ وہ خاور کو وہاں سے نکال سکے لیکن پھر اسے خیال آیا کہ خاور اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہونے کی وجہ سے اس قدر جدوجہد نہ کر سکے کہ ہیڈ کوارٹر سے خود بھی باہر آ سکے اور خاور کو بھی لا سکے اس لئے اس نے آخرکار یہی فیصلہ کیا کہ کار پر قبضہ کر لے۔ اس نے کلپ ہتھکڑی کا بٹن پریس کر کے اسے کھول لیا تھا لیکن اس کے دونوں بازو ویسے ہی اس کے عقب میں تھے۔

" آخر بتانے میں کیا حرج ہے کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"سینا روڈ پر ہے۔ سینا کلب کے نام سے"...... اس بار راجر نے بتا دیا۔

"شکریہ۔ اب ذرا کار سائیڈ پر کر کے روک دو"...... تنویر نے کہا۔

"کیوں"...... راجر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ولسن بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا تھا۔

"میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے میری ٹانگیں بہت سکڑ گئی ہیں اور میرے پیٹ پر سخت دباؤ پڑ رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اگر میں اسی انداز میں بیٹھا رہا تو شاید میں ہیڈ کوارٹرز زندہ ہی نہ پہنچ سکوں"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے"...... راجر نے کہا اور اس نے ولسن کو کار ایک سائیڈ پر کر کے روکنے کے لئے کہا اور ولسن نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

"یہ میری طرف کا دروازہ کھول دو راجر۔ میرے ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں"...... تنویر نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اپنی طرف کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا تاکہ گھوم کر کار کی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھول سکے کہ تنویر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی پوری قوت سے سامنے بیٹھے ہوئے ولسن کے سر پر پڑی اور ولسن کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ وہیں سٹیئرنگ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اسی لمحے راجر دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔

تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس کا بازو کی طرف لپکا اور راجر کا اوپر والا جسم اچھل کر کار کے اندر آیا ہی تھا کہ تنویر کا دوسرا بازو ایک بار پھر گھوما اور ہتھکڑی پوری قوت سے راجر کے سر پر پڑی اور اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تو تنویر تیزی سے کھسکا اور دوسری طرف سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی۔ تنویر نے سب سے پہلے دروازہ کھول کر ولسن کو باہر گھسیٹا اور پھر وہ اسے گھسیٹتا ہوا سڑک کی سائیڈ پر موجود جھاڑیوں میں لے گیا۔ اسے وہاں چھوڑ کر وہ واپس آیا اور پھر اس نے راجر کو بھی اسی طرح گھسیٹ کر جھاڑیوں میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد تنویر ان پر جھک گیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے تھے۔ تنویر نے ان کی تلاشی لی تو اسے ان کی جیبوں سے دو مشین پسٹل مل گئے۔ اس نے مشین پسٹل اٹھائے اور واپس کار کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور ظاہر ہے اس بار اسے تنویر ڈرائیو کر رہا تھا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے خاور کے لئے کیا کرنا چاہئے لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ تیز حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اتنی سی جدوجہد کرنے سے ہی اس کے زخموں میں شدید تکلیف شروع ہو گئی تھی۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا"...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سینا کلب کو ایک نظر دیکھ لے اور پھر وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ شہر میں داخل ہو کر وہ سینا روڈ

کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے چونکہ تل ابیب کا تمام نقشہ یاد تھا اس
سینا روڈ پر پہنچنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد
سینا کلب کی عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ سرخ پتھروں کی بنی ہوئی
عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس نے کار سامنے سڑک کے
کنارے روکی اور غور سے اس عمارت کو دیکھنے ہی لگا تھا کہ اچانک
ایک کار باہر نکلتی نظر آئی اور تنویر اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود
عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی
تھی جبکہ عقبی سیٹوں پر دوسرے ساتھی موجود تھے اور پھر اس کے
پیچھے دوسری کار بھی باہر آ گئی اور دوسری کار میں اسے خاور بیٹھا نظر آ
گیا۔ دونوں کاریں تیزی سے مڑ کر آگے چلی گئیں تو اس نے کار
سٹارٹ کی اور اسے پوری تیزی سے دوڑاتا ہوا ان کاروں کے پیچھے چل
پڑا۔ پھر ایک موڑ پر ٹریفک سگنل بند ہونے کی وجہ سے دونوں
کاریں رک گئیں تو تنویر نے اپنی کار عمران کی کار کی سائیڈ میں لے
جا کر روک دی۔

"ارے تنویر تم"...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر باقی ساتھی
بھی چونک کر حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ اسی لمحے
اشارہ کھل گیا اور دونوں کاریں آگے بڑھیں لیکن اب تنویر اطمینان
سے ان کے پیچھے کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ
کسی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو خاور کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا
علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ اسے نکال کر لے آرہے تھے لیکن وہ اس

بات پر حیران تھا کہ وہ اس طرح باہر آئے تھے کہ جیسے خاور اندر
کلب میں بیٹھا ہوا انہیں مل گیا تھا اور پھر جب کاریں ایک کالونی
میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رکیں تو تنویر نے بھی
کار ان کے پیچھے روک دی۔ کار سے صدیقی اترا اور اس نے گیٹ پر
موجود مخصوص تالا کھولا اور پھر اندر جا کر اس نے پھاٹک کھول دیا تو
دونوں کاریں اندر داخل ہوئیں اور تنویر نے بھی کار سٹارٹ کی اور
اندر پہنچ کر اس نے اس کے پیچھے کار روک دی۔ سب ساتھی کاروں
سے اتر کر تیزی سے تنویر کی طرف لپکے۔

"تم تو ہسپتال میں تھے"...... خاور نے قریب آکر کہا تو تنویر
مسکراتا ہوا نیچے اتر آیا۔

"ارے تم تو زخمی ہو۔ زیادہ حرکت مت کرو"...... عمران نے
آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو خاور کو چھڑوانے کے لئے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہتا تھا
لیکن آپ لوگ پہلے ہی اسے لے آئے"...... تنویر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہم تو سوچ رہے تھے کہ یہاں پہنچ کر میک اپ وغیرہ کر کے
ہسپتال جا کر تمہیں لے آئیں گے لیکن تم خود ہی پہنچ گئے"۔ خاور نے
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب کوٹھی کے اندر بڑے کمرے میں
پہنچ گئے۔

"تم کیسے آئے"...... عمران نے پوچھا تو تنویر نے ہوش میں

آنے سے لے کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

"گڈ شو۔ اس حالت میں بھی تم نے کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ویری گڈ"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تم ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہوئے اور تمہارا تعاقب بھی نہیں ہوا۔ یہ سارا کیا چکر ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی تفصیل سے بتاتے ہیں۔ ایک منٹ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لارڈ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کراؤ۔ میں ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تم بات کراؤ جلدی ورنہ ہیڈ کوارٹر کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا لارڈ بوفمین ہے۔

"لارڈ بوفمین میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ یہ تم ہیڈ کوارٹر سے کیسے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ہیڈ کوارٹر سے نہیں بول رہا۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تمہارا جیوش چینل ہیڈ کوارٹر تباہ کیا جا رہا ہے۔ وہاں تمہارے سب افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور میرے ہاتھ میں ایک انتہائی طاقتور بم کا ڈی چارجر موجود ہے اور یہ بم ہیڈ کوارٹر کے اسلحے کے ذخیرے میں موجود ہے۔ اب میں صرف بٹن پریس کروں گا اور تمہارا ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح بکھر جائے گا۔ اس کے بعد تمہارے لارڈ ہاؤس کا نمبر آئے گا اور سب سے آخر میں ایرو میزائل لیبارٹری کا۔ اگر میں چاہتا تو پہلے تمہارے لارڈ ہاؤس کو اڑا دیتا لیکن میں نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ تم خود صدر صاحب کو بتا سکو کہ تمہارے جیوش چینل ہیڈ کوارٹر کا کیا حشر ہوا ہے۔ اس جیوش چینل کا جسے تم نے ناقابل تسخیر سمجھ لیا تھا اور جس کے تحت تم نے پوری دنیا میں سازشوں کے جال پھیلانے کی کوششیں کی ہیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے ڈی چارجر نکال کر اس نے پہلے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ پھر عمران نے مسکراتے ہوئے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب جلا اور پھر بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس

...تے ہوئے ڈی چارجر میز پر رکھ دیا۔ پھر نہ صرف اس کا بلکہ اس کے
...ارے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے تھے کیونکہ جیوش
...ینل ہیڈ کوارٹر کی تباہی اسرائیل کے لئے واقعی ایک بہت بڑا دھچکا
...ا اور انہیں یقین تھا کہ جیوش چینل کے اس ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر
...ی تباہی لارڈ بو فمین کی کارکردگی پر ایک کاری ضرب ثابت ہو سکتی
...ھی اس لئے ان سب کے چہرے واقعی اس کامیابی پر کھل اٹھے تھے۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

بلیک ہاک

مصنف
مظہر کلیم
ایم اے

لارڈ بوفمین اسرائیل کی تنظیم جیوش چینل کا سربراہ جس نے ایرو میزائل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک ہاک کے سپرد کر دی۔

بلیک ہاک یورپ کا انتہائی معروف ایجنٹ کرنل کارٹر۔ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کے مقابلے پر کوئی ایجنٹ ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

بلیک ہاک جس سے مقابلے پر آ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی بے بسی کا شدت سے احساس ہونا شروع ہو گیا۔ کیسے اور کیوں؟

بلیک ہاک جس نے انتہائی مہارت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ انہیں اس انداز میں بے بس کر دیا کہ شاید وہ اس سے پہلے کبھی اس طرح بے بس نہ ہوئے تھے۔

گرام پہاڑی جس کے نیچے ایرو میزائل لیبارٹری تھی جسے تباہ کرنے کا ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لے کر اسرائیل گئی تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس بار اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

بلیک ہاک اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام؟

بے پناہ اور تیز رفتار ایکشن۔ خوفناک اور اعصاب کو چٹخا دینے والا سسپنس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

پاکستانی پوائنٹ

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جناتی دنیا

سپیشل نمبر

مصنف ۔ مظہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا ۔۔۔ کرۂ ارض پر موجود جنات کی دنیا ۔۔۔ جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا ۔۔۔ ایک ایسی دنیا ۔۔۔ جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے ۔۔۔ پُراسرار ۔۔۔ لیکن حقیقی دنیا۔

جناتی دنیا ۔۔۔ ایک ایسی دنیا ۔۔۔ جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو ۔۔۔ ؟ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا ۔۔۔ جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اخناش ۔۔۔ پاکیشیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں ۔۔۔ کیوں اور کیسے ۔۔۔ ؟

سردار کنیٹلا ۔۔۔ ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ ۔۔۔ جو شیطان کا پیروکار تھا اور وہ مسلمان جناتی قبیلے کو فنا کرنا ۔ یا ۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران ۔۔۔ زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

• ۔ شیطان کے پیروکار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد ۔۔۔ ایک ایسی جدوجہد ۔۔۔ جس کا ہر لمحہ پُراسرار ۔۔۔ خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔ قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُراسرار کہانی۔

• انوکھا۔ دلچسپ اور تحیر خیز ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہوں گے۔

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلکوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قلم ہی صفحہ قرطاس پر ابھار سکتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ کہانی

سنیک کلرز

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

سنیک کلرز

ایک نئی تنظیم ـــــ جس کا چیف جوانا تھا اور اس کے ممبرز میں جوزف اور ٹائیگر شامل تھے۔ انتہائی دلچسپ سچوئشن۔

سنیک کلرز

جس نے ایک مقامی کلب میں قتل عام کر دیا اور پاکیشیا کی پوری سرکاری مشینری اس قتل عام پر بوکھلا اٹھی۔

سنیک کلرز

جنہیں پولیس اور حکومت نے دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر جوزف، جوانا اور ٹائیگر کی فوری گرفتاری کے احکامات صادر کر دیئے گئے۔

عمران

جس نے جوانا، ٹائیگر اور جوزف کو پھانسی سے بچانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں ـــــ لیکن ـــــ؟

• ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب سیکرٹ سروس کے چیف کو مجبوراً سنیک کلرز کو سرکاری تنظیم قرار دینے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا پڑا ـــــ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوئشن۔

• ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب عمران بھی جوانا کی سربراہی میں سنیک کلرز کیلئے کام کرنے پر مجبور ہو گیا ـــــ کیوں اور کیسے ـــــ؟

جوانا

جس نے ایک بار پھر ماسٹر کلرز کے جوانا کا روپ دھار لیا اور پھر ہر طرف موت کے بھیانک سائے پھیلتے چلے گئے۔

• ـــــ وہ لمحہ ـــــ جب جوانا اور ٹائیگر کو دن دہاڑے سڑک پر گولیوں سے اڑا دیا گیا ـــــ کیا یہ دونوں ہلاک ہو گئے ـــــ یا ـــــ؟

سنیک کلرز

جنہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بے تحاشا قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ـــــ ان کا اصل مقصد کیا تھا ـــــ؟

قدم قدم پر خوفناک جسمانی لڑائیاں ہر طرف موت کی چیخ و پکار ـ بے پناہ تیز اور انتہائی خونریز مسلسل ایکشن، انتہائی دلچسپ حیرت انگیز اور یکسر منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز ـ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول

مکمل ناول

ہینگنگ ڈیتھ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ہینگنگ ڈیتھ ایک ایسی سرکاری تنظیم جس نے پاکیشیا آ کر اپنا مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کر لیا۔ کیسے؟

ہینگنگ ڈیتھ جس نے پاکیشیا کی نہ صرف لیبارٹری تباہ کر دی بلکہ تمام سائنس دانوں کو بھی گولیوں سے اڑا کر فارمولا حاصل کر لیا۔ لیکن کسی کو آخری لمحے تک پتہ نہ چل سکا کہ یہ سب کس نے کیا ہے اور کیسے کیا ہے؟

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت کا سرکاری سطح پر اعلان کر دیا گیا۔ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی طیارے کی تباہی کے ساتھ ہی ختم ہو گئے

شیٹ لینڈ جس کی لیبارٹری میں پاکیشیا سے حاصل کیا گیا فارمولا موجود تھا اور پھر یہ لیبارٹری خوفناک دھماکوں کی زد میں آ گئی۔ کیوں اور کیسے؟

وہ لمحہ جب ایکسٹو نے تنویر اور جولیا کو موت کی حتمی سزا دے دی اور اس پر عمل درآمد یقینی ہو گیا۔ کیا واقعی ایسا ہوا؟

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات سے پرمنفرد انداز کا ناول

بے پناہ سسپنس اور تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور جدوجہد سے بھرپور ناول

مکمل ناول

فیوگی ٹاسک

مصنف مظہر کلیم ایم اے

فیوگی ٹاسک ایک ایسی تنظیم جو ملک باچان کو توڑ کر ٹکڑوں میں تبدیل کرنا چاہتی تھی۔

فیوگی ٹاسک جس کا اسلحے کے حصول کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ سے خفیہ رابطہ تھا اور پھر یہ رابطہ ظاہر ہوگیا۔

وہ لمحہ جب عمران نے اسلحہ سپلائی کرنے والے پاکیشیائی گروپ اور خفیہ رابطے کو بے نقاب کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران کو مجبوراً فیوگی ٹاسک کے خلاف حرکت میں آنا پڑا۔ کیوں؟

باٹوش عمران کا دوست اور باچان کا انتہائی فعال ایجنٹ جو کسی طرح بھی عمران سے صلاحیتوں میں کم نہ تھا۔ لیکن درپردہ وہ فیوگی ٹاسک کا ایجنٹ تھا۔

وہ لمحہ جب باٹوش فیوگی ٹاسک کے تحفظ کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آ گیا اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک ایک لمحہ بھاری ثابت ہوا۔

وہ لمحہ جب کیپٹن شکیل اور باٹوش کے درمیان جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایسی فائٹ کہ جس کا تصور شاید عمران بھی نہ کرسکتا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ کامیابی کس کے حصے میں آئی۔

انتہائی دلچسپ واقعات تیز رفتار ایکشن اور سطر سطر پر پھیلے ہوئے
بے پناہ سسپنس سے بھرپور ایک منفرد اور یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی انوکھی کہانی

مکمل ناول

تھریڈبال مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

تھریڈبال ٹیکسٹائل دھاگے کی سپلائی کیلئے بین الاقوامی ٹینڈر ایک ملک نے کال کئے تھے پھر؟

قاسم قاسم دی گریٹ جو پاکیشیا میں بزنس ٹور پر آیا اور اس نے ہوٹل میں خوفناک ہنگامہ برپا کر دیا۔ کیوں ———؟

قاسم جسے سنبھالنے کے لئے عمران کو بذات خود اس ہوٹل میں جانا پڑا۔ کیا عمران قاسم کو سنبھالنے میں کامیاب ہوسکا یا نہیں۔ انتہائی دلچسپ اور قہقہہ آمیز سچویشن

قاسم جس سے تھریڈبال کے ریٹس حاصل کرنے کے لئے پالینڈ کی سیکرٹ سروس پاکیشیا پہنچ گئی۔ پھر ———؟

تھریڈبال جس کے بین الاقوامی ٹینڈر پالینڈ سیکرٹ سروس اپنے ملک کے حق میں کرانا چاہتی تھی اور پالینڈ سیکرٹ سروس اس میں کامیاب بھی ہوگئی۔ کیسے؟

وہ لمحہ جب عمران تھریڈبال کا بین الاقوامی ٹینڈر پاکیشیا کے حق میں کرانے کے لئے میدان میں کود پڑا۔ پھر کیا ہوا ———؟

وہ لمحہ جب عمران اور ٹائیگر اپنے مشن میں ناکام ہوکر پالینڈ سیکرٹ سروس کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے۔ کیا عمران واقعی اس انوکھے مشن میں ناکام ہوگیا ——— یا؟

ایک ایسا جرم جو پہلی بار جاسوسی ادب کے دائرے میں داخل ہوا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ ۔ شیطان کی دنیا ــــ شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا ــــ جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ ــــ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار ــــ جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا ــــ یہ منصوبہ کیا تھا ــــ ؟

رعمیس ــــ ایک ایسا جادوئی زیور ــــ جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی ــــ کیوں ــــ وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا ۔ ؟

جبوتی ــــ ایک شیطانی قوت ــــ جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا ــــ کیا واقعی ایسا ہوا ــــ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی۔

بلیک ورلڈ ــــ جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ ــــ ایک ایسی پُراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا ــــ جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ ــــ جس کی پُراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی ــــ کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے ــــ یا ــــ ؟

بلیک ورلڈ ــــ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخرکار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے ــــ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا ــــ یا ــــ ؟

بلیک ورلڈ ــــ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا ــــ وہ طاقت کیا تھی ــــ ؟

- قطعی مختلف انداز کی کہانی ــــ انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
- تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پُراسرار دنیا کی کہانی
- ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحۂ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان